ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

دسمبر 2020ء　جلد نمبر 21　شمارہ نمبر 12

عالم اسلام کے لئے

خصوصی دعاؤں کی تحریک

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 6 نومبر 2020ء کے آخر پر فرانس میں آنحضور ﷺ کے خاکوں کی اشاعت پر اپنے ردّ عمل کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

آج کل مسلمانوں کے خلاف غیر مسلم دنیا کے بعض لیڈر بڑے بغض اور کینہ کے جذبات رکھتے ہیں۔ اس جمہوری دَور میں دنیاوی لیڈر عوام کو خدا سمجھ کر ان کی خواہشات کے مطابق بیان دیتے ہیں اور ان ہی کے مطابق پالیسیاں بناتے ہیں۔ اکثر و بیشتر لپٹے لپٹائے اور گول مول الفاظ میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف عناد کا اظہار تو ہوتا ہی رہتا ہے تاہم گذشتہ دنوں فرانس کے صدر نے کھل کر اسلام کو بحران کا شکار مذہب قرار دیا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ بحران کا شکار ان کا اپنا مذہب ہے۔ اسلام تو زندہ اور پھلنے پھولنے والا مذہب ہے۔ اس زمانے میں حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعے اس کی تبلیغ دنیا میں چاروں طرف پھیل رہی ہے۔ حضورِانور نے کینیڈا کے وزیرِاعظم کے بیان کا تعریفی رنگ میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے فرانس کے صدر کے بیان پر بڑا اچھا بیان دیا ہے کہ یہ سب کچھ غلط ہے اور یہ نہیں ہونا چاہیے۔ تمام لوگوں کے مذہبی جذبات اور مذہبی لیڈروں کا خیال رکھنا چاہیے۔

فرمایا: یہ اسلام مخالف قوتیں اس قسم کی حرکتیں اس لیے کرتی ہیں کیونکہ انہیں پتہ ہے کہ مسلمانوں میں آپس میں ایکا نہیں ہے۔ ہر ایک ملک فرقہ واریت کا شکار بن کر ایک دوسرے کے خلاف برسرِ پیکار ہے۔ اگر دنیا کو پتہ ہو کہ مسلمان ایک ہیں اور ایک خدا اور ایک رسول کے ماننے والے، اسلام کی خاطر قربانیاں دینے والے ہیں تو غیر مسلم دنیا کی طرف سے کبھی ایسی حرکتیں نہ ہوں۔ کبھی کسی اخبار کو آنحضرت ﷺ کے خاکے چھاپنے کی جرأت نہ ہو۔ چند سال پہلے بھی جب ڈنمارک اور فرانس میں اس قسم کی مذموم حرکتیں ہوئی تھیں تو مسلمان وقتی شور کر کے، ان ممالک کی اشیاء کے بائیکاٹ کے اعلان کر کے خاموش بیٹھ گئے تھے۔ اس کے برعکس جماعت احمدیہ نے بالکل درست ردِّعمل دکھایا تھا کہ آنحضرت ﷺ کی دل کَش سیرت دنیا کے سامنے پیش کی تھی۔ جماعتِ احمدیہ کی اس کاوش کو پڑھے لکھے طبقے اور عوام الناس نے بھی پسند کیا تھا۔ یہی کام ہم آج بھی کر رہے ہیں۔ کسی ملک کے صدر کا یہ کام نہیں کہ کسی فرد کے غلط عمل کو اسلام کی تعلیم سے مدغم کر کے اپنے لوگوں کو مزید بھڑکائے اور انہیں مسلمانوں کے خلاف اُکسائے۔ اُس شخص کو بھڑکانے والے بھی یہ خود ہی تھے۔

حضورِانور نے فرمایا: مَیں نے پہلے بھی بیان دیا تھا کہ آنحضرت ﷺ کی توہین کسی بھی غیرت مند مسلمان کو برداشت نہیں۔ اگر ایسی جذبات کو انگیخت کرنے والی حرکات ہوں اور اس وجہ سے کوئی شخص قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لے تو پھر اس کے ذمہ دار یہ غیر مسلم لوگ، حکومتیں اور نام نہاد آزادیٔ اظہارِ رائے ہے۔ جب پہلے بھی یہ مسئلہ اٹھا تھا تب بھی مَیں نے خطبات کے ایک سلسلے میں درست ردِّعمل کی وضاحت کی تھی۔ اسی طرح جب ہالینڈ کے سیاست دان نے ایک بیان دیا تھا تب بھی مَیں نے ہالینڈ میں ہی ایک خطبہ دیا تھا۔ اس سیاست دان کو خدا کے عذاب سے ڈرایا تھا جس پر اُس نے ہالینڈ کی حکومت کو درخواست دے دی تھی کہ اس نے مجھے موت کی دھمکی دی ہے۔ ہم قانون کے دائرے میں رہ کر جہاں تک ہوسکتا ہے آنحضرت ﷺ کے مقام کے خلاف ہونے والی ہر حرکت کا جواب دیتے ہیں۔ ان حالات میں ہمیں پہلے سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنا چاہیے۔ ایک یا دو آدمیوں کا قتل وقتی جوش تو دبا سکتا ہے لیکن یہ مستقل حل نہیں۔ کورونا وائرس کے ایام میں چند ماہ پہلے مَیں نے فرانس کے صدر سمیت چند سربراہانِ حکومت کو خدا کے عذاب سے متنبہ کرتے ہوئے خطوط لکھے تھے۔ دنیا کو بھی سوچنا چاہیے کہ یہ باتیں خدا سے دُور کرتے ہوئے ان کی تباہی کا سبب بننے والی ہیں۔ پس دنیا کے عمومی حالات اور امتِ مسلمہ کے لیے بھی دعا کریں۔ ہم نے یہی کوشش کرنی ہے کہ دنیا کو اللہ تعالیٰ کی توحید اور آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے لائیں یہی تحریکِ جدید کا بھی مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے، آمین۔

(الفضل انٹرنیشنل 10 نومبر 2020ء)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اداریہ

بدگمانی نے تمہیں مجنون و اندھا کر دیا

کچھ عرصہ سے مغرب یہ ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے کہ علم و ہنر سیکھنا ہے تو ہم سے سیکھو، تہذیب و تمدّن سیکھنا ہے تو ہم سے سیکھو۔ اسی طرح جمہوریت، انسانی حقوق، رواداری، تحمل و برداشت اور اعلیٰ ظرفی و شائستگی سیکھنی ہے تو ہم سے سیکھو۔ غرض ہر قسم کے اعلیٰ اخلاق کا استاد بننے کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔ لیکن آج اسی مغرب میں بسنے والے نام نہاد آزادی کے نام پر سارے اخلاق کو پسِ پُشت ڈال کر ہر قسم کی کج خلقی پر یہاں تک اُتر آئے ہیں کہ ان کا میڈیا بھی اس کا اعتراف کرنے لگا ہے کہ ہم جن اقدار کا دعویٰ کرتے تھے اب ہمارے ہاں ان کا فقدان ہے۔ بعض نام نہاد رہنما تو ایسی زبان بولتے ہیں جو ناشائستگی تو کیا بدخلقی کے زمرے میں آتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ مغربی ممالک میں بھی رواداری اور تحمل و برداشت ختم ہو کر آپس میں تلخ کلامی اور بدزبانی بڑھ رہی ہے۔

آج کل کے حالات میں جبکہ معاشرتی و اقتصادی مسائل بڑھ رہے ہیں، جنگ کے خطرات بھی منڈلا رہے ہیں اور دیگر تباہ کاریوں کے ساتھ کورونا وائرس بھی زوروں پر ہے۔ ان حالات میں ایک معصوم اور پاک ہستی ﷺ کے شرمناک خاکے بنا کر انسانیت کی کون سی خدمت انجام دی جا سکتی ہے؟ کیا یہ بات اعلیٰ اخلاق کے زمرے میں آتی ہے، ہرگز نہیں۔ دوسری طرف مسلمانوں کا بھی یہی حال ہے اور ان کا روّیہ بھی ناقابل فہم ہے۔ وہ ایسی باتوں پر فوراً بھڑک اُٹھتے ہیں اور دوسروں کو بھی بھڑکاتے ہیں لیکن جلتے اِس آگ میں خود ہی ہیں۔ کیا یہ خدمتِ اسلام ہے؟ کیا یہ محبت رسولؐ ہے؟ اے کاش وہ سیرت رسول ﷺ کا مطالعہ کرتے کہ ایسے حالات میں آپؐ کا کیا ردّعمل تھا۔

مسلمانوں کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی کی تھی کہ وہ بگڑ جائیں گے۔ قرآن کو چھوڑ کر ہر برائی میں مبتلا ہو جائیں گے۔ اس پیشگوئی کے عین مطابق مسلمانوں کی یہ حالت ہو چکی ہے۔ مگر مسلمان کتنا ہی بگڑ جائے کتنا ہی بدعمل اور بداخلاق ہو جائے وہ کبھی بائیبل نہیں جلائے گا۔ کبھی حضرت مریمؑ کو گالی نہیں دے گا۔ کبھی حضرت عیسیٰؑ کو برا بھلا نہیں کہے گا کیونکہ جس پاک ہستیؐ کے خاکے یہ لوگ بنا رہے ہیں اُسی اعلیٰ اخلاق کی حامل ہستی نے اپنی امت کو یہ تعلیم دی تھی کہ دیکھو سب انبیاء علیہم السلام خدا تعالیٰ کے برگزیدہ تھے۔ دیکھو خدا کے نبی تو دور کی بات کبھی کسی عام انسان کی عزّت کے ساتھ بھی نہیں کھیلنا۔ ہائے افسوس در افسوس کہ اُسی ہستی جس کا نام خدا نے محمد ﷺ رکھا تھا یعنی بہت تعریف کیا گیا، اسی کی توہین کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جس کا نام خدا نے محمد رکھا ہو کوئی اس کا نام بدل دے۔ وہ یقیناً مکرّم و معظّم ہے، ساری دنیا میں اس کا دین پھیل رہا ہے اور ساری دنیا میں اس پر درود و سلام بھیجا جا رہا ہے۔ جو کوئی اس مقدّس ہستی ﷺ کی عزّت کے ساتھ کھیلنے کی کوشش کرے گا خدا خود خاک اس کی اُڑا دے گا۔ ؎ یہ تو ہے سب شکل ان کی ہم تو ہیں آئینہ دار

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ
ماہنامہ اخبار احمدیہ جرمنی

ربیع الثانی/جمادی الاوّل 1442ہجری قمری | دسمبر 2020ء | جلد نمبر 21 | شمارہ نمبر 12 | فتح 1399ہجری شمسی

فہرست مضامین

04 قال اللہ جلّ جلالہٗ، قال النبی ﷺ، قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

05 تبرکات

06 نظم: نور لائے آسماں سے خود بھی وہ اِک نور تھے

07 خطبہ جمعہ: آنحضرتؐ کی توہین پر مبنی حرکات پر اصرار اللہ تعالیٰ کے غضب کو بھڑ کانے کا موجب ہے

14 آنحضرت ﷺ کا خُلقِ عظیم اور توہین آمیز خاکے

19 رسول اللہ ﷺ رحمۃ للعالمین

22 تعارف کتب: آئینہ کمالاتِ اسلام

23 ہجری شمسی کیلنڈر کا بارھواں مہینہ ’فتح‘

25 سیرت حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ (قسط سوم، آخری)

27 مجلس خدام الاحمدیہ حلقہ مسجد نور کے زیر انتظام فرانکفرٹ میں چیرٹی واک

28 ایک بابرکت الٰہی تحریک ’وقفِ جدید‘

30 ادبی صفحہ: کہاوتوں کی کہانیاں

31 اپنی کہانی اپنی زبانی

34 تحریک جدید کے مالی جہاد میں جماعت احمدیہ جرمنی کا اعزاز

35 جرمنی میں تبلیغِ اسلام

36 جماعت احمدیہ جرمنی کا آن لائن جلسہ سیرۃ النبی ﷺ

37 ایک قدیم شہر ’وٹلش‘

38 جماعت احمدیہ ’وٹلش‘

41 مسجد بیت الحمد ’وٹلش‘

45 عدالتی کیس میں احمدیہ مسلم جماعت کی کامیابی

47 ملکی و عالمی خبریں

48 بلانے والا ہے سب سے پیارا (اعلانات وفات)

اخبار احمدیہ جرمنی کے تازہ و گزشتہ شمارہ جات مندرجہ ذیل ویب سائٹ پر بھی دیکھے اور پڑھے جاسکتے ہیں
https: //www.alislam.org/akhbar-e-ahmadiyya/

مجلس ادارت

سرپرست
محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ
محمد الیاس منیر

مدیر
محمد انیس دیالگڑھی

معاونین
سلطان احمد قمر، مدبّر احمد خان، سید سعادت احمد

پروف ریڈنگ
عبدالرحمٰن مبشر، سید افتخار احمد

ڈیزائننگ و کمپوزنگ
مرزا لطف القدوس، آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِورق
احسان اللہ ظفر

مینیجر
سید افتخار احمد

کیلیگرافی
سعید اللہ خان

پتہ
شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main, Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722

19

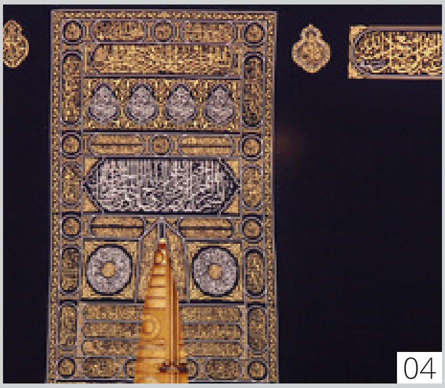

04

07

31

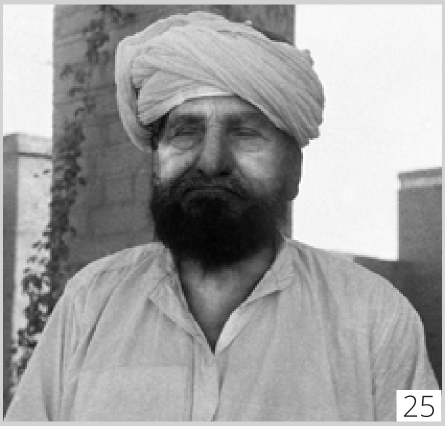

25

28

36

41

37

47

38

قال اللہ جلّ جلالہٗ

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ

وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ

(المائدہ:68)

اے رسول! اچھی طرح پہنچا دے جو تیرے ربّ کی طرف سے تیری طرف اتارا گیا ہے۔ اور اگر تُو نے ایسا نہ کیا تو گویا تُو نے اس کے پیغام کو نہیں پہنچایا۔ اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔ یقیناً اللہ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحْرَسُ حَتَّى نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةَ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ فَأَخْرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ رَأْسَهُ مِنَ الْقُبَّةِ فَقَالَ لَهُمْ يَا اَيُّهَا النَّاسُ انْصَرِفُوا فَقَدْ عَصَمَنِي اللّٰهُ۔

(جامع ترمذی حدیث نمبر:3046)

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت و نگرانی کی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ جب آیت {وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ} نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر خیمہ سے باہر نکالا اور پہرہ داروں سے کہا: تم (اپنے گھروں کو) لوٹ جاؤ کیونکہ میری حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ نے لے لی ہے۔

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کسی کے ہاتھ سے قتل نہ کیا جانا ایک بڑا بھاری معجزہ ہے اور قرآن شریف کی صداقت کا ثبوت ہے کیونکہ قرآن شریف کی یہ پیشگوئی ہے کہ وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اور پہلی کتابوں میں یہ پیشگوئی درج تھی کہ نبی آخر زمان کسی کے ہاتھ سے قتل نہ ہو گا۔

(البدر جلد 4 نمبر 31 مؤرخہ 14 ستمبر 1905ء صفحہ 2)

تبرّکات

وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

اوّل حال میں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہؓ کو برعایت ظاہر اپنی جان کی حفاظت کیلئے ہمراہ رکھا کرتے تھے۔ پھر جب یہ آیت نازل ہوئی وَ اللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ یعنی خدا تجھ کو لوگوں سے بچائے گا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سب کو رخصت کر دیا اور فرمایا کہ اب مجھ کو تمہاری حفاظت کی حاجت نہیں۔ سو اسی طرح سمجھیں کہ ایک مرتبہ اس عاجز کو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ ”اگر تمام لوگ منہ پھیر لیں تو میں زمین کے نیچے سے یا آسمان کے اوپر سے مدد کر سکتا ہوں“۔ پھر جب وہ قادر رحمٰن رحیم ساتھ ہے اور اُس کی طرف سے مواعید ہیں تو کیا غم ہے دنیا دار کیا چیز ہیں اور کیا حقیقت۔ تا ان کے سامنے لجاجت کی جائے اور اگر خدا چاہتا تو اُن کو ایسا سخت دل نہ کرتا۔ پر اُس نے یہی چاہا تا اُس کے نشان ظاہر ہوں۔

(مکتوبات احمد جلد 1 صفحہ 579-578 مکتوب نمبر 32)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

جس مقدس اور راستباز ہاں قوم کے مسلم امین اور صادق انسان پر یہ پاک کتاب (قرآن مجید۔ناقل) نازل ہوئی اُس کی حفاظت کا ذمہ دار بھی مولیٰ کریم ہی ہوا۔ چنانچہ وَ اللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کی صدا اسی راستباز کو پہنچی۔ پھر جو دین لے کر یہ خدا کا سچا نبی صلی اللہ علیہ وسلم آیا اس کا نام اسلام رکھا جس کے معنی ہی میں سلامتی موجود ہے۔ (خطبات نور ص 54)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کھڑا کر دیا جنہوں نے اتنے لمبے عرصہ تک دشمن کا مقابلہ کیا کہ آپؑ کی وفات پر دشمنوں نے بھی اس بات کا اعتراف کیا کہ آپ نے اسلام کا دفاع ایسے شاندار رنگ میں کیا کہ آپ سے پہلے اور کسی مسلمان عالم نے اسطرح اسلام کا دفاع نہیں کیا۔ یہ وَ اللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کا ہی کرشمہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ تھا کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہر حال بچانا ہے۔ جب دشمن نے تلوار سے حملہ کیا تو اس نے اس کی تلوار کو کند کر دیا۔ اور جب اس نے تاریخ سے حملہ کیا تو خدا تعالیٰ نے ایسے مسلمان کھڑے کر دیئے جنہوں نے تاریخی کتب کی چھان بین کر کے دشمن کے اعتراضات کو رد کر دیا اور خود مخالفین کے بزرگوں کی تاریخیں کھول کر بتایا کہ وہ جو اعتراضات اسلام پر کر رہے ہیں وہ ان کے اپنے مذہب پر بھی پڑتے ہیں۔ اور جو حصہ قرآن کریم اور احادیث سے تعلق رکھتا تھا اسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صاف کر دیا۔ (خطبات محمود جلد 37 ص 440)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں

خدا نے کہا وَ اللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ چونکہ آپ ہر وقت اپنی جان اپنے رب کے حضور پیش کر رہے تھے اس لئے خدا نے کہا میں تمہاری حفاظت کا ذمہ دار ہوں اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کمال قدرت کے ساتھ اور نہایت ارفع شان کے ساتھ اس بات کو دنیا کے سامنے ظاہر کر دیا کہ خدا تعالیٰ ہی آپ کا محافظ اور معین اور آپ کو بچانے والا تھا دشمن کا کوئی حربہ آپ کے خلاف کارگر نہیں ہوا اور آپ کے نفس کو، آپ کی ذات کو، آپ کے جسم کو خدا تعالیٰ نے بچایا اور محفوظ رکھا نیز آپ کی اُمت کو بھی اپنی حفاظت میں رکھا۔ (خطبات ناصر جلد 2 ص 227)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں

”فطرتِ محمدیہ کو اندرونی کوئی بھی خطرہ نہیں تھا، اتنی مستحکم تھی ان صفات حسنہ پر کہ مزاج کا خطرہ نہیں تھا۔ جہاں مزاج کی طرف سے خطرہ نہیں تھا بیرونی خطرے تھے، ان کے متعلق ایک تو خدا تعالیٰ نے نصیحت فرمائی کہ خوب ہوشیار ہو کر بیدار نظر کے ساتھ دیکھو کہ کوئی تجھے اپنے مسلک سے ہٹا تو نہیں رہا اور نہیں ہٹنا اور پھر وَ اللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ۔ اس میں یہ مضمون بھی ہے۔ صرف بدنی حفاظت نہیں ہے فرمایا فکر نہ کر تو عزم صمیم لے کر اٹھ کھڑا ہو اللہ وعدہ کرتا ہے کہ تجھے دشمنوں کی کوششوں سے بچاتا رہے گا اور اپنی حفاظت میں رکھے گا“۔

(خطبات طاہر جلد 14 ص 872،873)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

”زمین و آسمان آپؐ کی خاطر پیدا کیا گیا۔ آپؐ کی پیدائش سے وفات تک اللہ تعالیٰ آپؐ کے ولی ہونے کے ہر دم نظارے دکھاتا رہا۔ آپؐ کی خواہش کی آپؐ کی زندگی میں تکمیل ہوئی۔ شریعت کامل ہوئی اور خاتم الانبیاء کہلائے اور آپؐ کا سلسلہ یہ آج تک بھی قائم و دائم ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپؐ سے یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کا وعدہ فرمایا تو ہر سختی اور مشکل میں آپؐ کی حفاظت فرماتے ہوئے ہر قسم کے نقصان سے بچایا بلکہ ہجرت کے وقت جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پکڑے جانے کے خدشہ اور خوف کا اظہار فرمایا تو لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا کہ خوف نہ کرو جو ہمارا آقا اور مولیٰ ہے جو ہمارا اللہ ہے، جو ہمارا وَلی ہے وہ ہمارے ساتھ ہے، یہ کہہ کر ان کی تسلی کرائی۔

(خطبات مسرور جلد ہفتم صفحہ 547۔خطبہ جمعہ 27؍نومبر 2009ء)

نور لائے آسماں سے خود بھی وہ اِک نور تھے

کام دکھلائے جو تو نے میری نُصرت کے لئے
پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے ہر زماں وہ کاروبار

وہ خدا جس نے نبی کو تھا زرِ خالص دیا
زیورِ دیں کو بناتا ہے وہ اب مثلِ سُنار

وہ دِکھاتا ہے کہ دیں میں کچھ نہیں اِکراہ و جبر
دیں تو خود کھینچے ہے دل مثلِ بُتِ سیمیں عذار

نور لائے آسماں سے خود بھی وہ اک نور تھے
قومِ وحشی میں اگر پیدا ہوئے کیا جائے عار

اے مرے پیارو! شکیب و صبر کی عادت کرو
وہ اگر پھیلائیں بدبو تم بنو مُشکِ تتار

تم نہ گھبراؤ اگر وہ گالیاں دیں ہر گھڑی
چھوڑ دو اُن کو کہ چھپوائیں وہ ایسے اِشتہار

دیکھ کر لوگوں کا جوش و غیظ مت کچھ غم کرو
شدّتِ گرمی کا ہے محتاج بارانِ بہار

پُشتیِ دیوارِ دیں اور مامنِ اسلام ہُوں
نارسا ہے دستِ دشمن تا بفرقِ ایں جدار

(انتخاب از مُناجات اور تبلیغِ حق۔ درثمین)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

آنحضرتﷺ کی توہین پر مبنی حرکات پر اصرار اللہ تعالیٰ کے غضب کو بھڑکانے کا موجب ہے

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گزشتہ جمعہ کے خطبہ میں، اس سے پہلے جو دو خطبے دیئے تھے انہی کے مضمون کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا تھا۔ لیکن پھر جو نازیبا اور بیہودہ حرکت مغرب کے بعض اخباروں نے کی اور جس کی وجہ سے مسلم دنیا میں غم و غصّہ کی ایک لہر دوڑی اور اس پر جو ردّ عمل ظاہر ہوا اس بارے میں مَیں نے کچھ کہنا ضروری سمجھا تا کہ احمدیوں کو بھی پتہ لگے کہ ایسے حالات میں ہمارے رویے کیسے ہونے چاہئیں۔ ویسے تو اللہ کے فضل سے پتہ ہے لیکن یاد دہانی کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور دنیا کو بھی پتہ چلے کہ ایک مسلمان کا صحیح ردّ عمل ایسے حالات میں کیا ہوتا ہے۔

جہاں ہم دنیا کو سمجھاتے ہیں کہ کسی بھی مذہب کی مقدس ہستیوں کے بارے میں کسی بھی قسم کا نازیبا اظہار خیال، کسی بھی طرح کی آزادی کے زمرے میں نہیں آتا۔ تم جو جمہوریت اور آزادی ضمیر کے چیمپیئن بن کر دوسروں کے جذبات سے کھیلتے ہو یہ نہ ہی جمہوریت ہے اور نہ ہی آزادئ ضمیر ہے۔ ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے اور کچھ ضابطۂ اخلاق ہوتے ہیں۔ جس طرح ہر پیشے میں ضابطہ اخلاق ہیں، اسی طرح صحافت کے لئے بھی ضابطہ اخلاق ہے اور اسی طرح کوئی بھی طرز حکومت ہو اس کے بھی قانون قاعدے ہیں۔ آزادی رائے کا قطعاً یہ مطلب نہیں ہے کہ دوسرے کے جذبات سے کھیلا جائے، اس کو تکلیف پہنچائی جائے۔ اگر یہی آزادی ہے جس پر مغرب کو ناز ہے تو یہ آزادی ترقی کی طرف لے جانے والی نہیں ہے بلکہ یہ تنزل کی طرف لے جانے والی آزادی ہے۔ مغرب بڑی تیزی سے مذہب کو چھوڑ کر آزادی کے نام پر ہر میدان میں اخلاقی قدریں پامال کر رہا ہے اس کو پتہ نہیں ہے کہ کس طرح یہ لوگ اپنی ہلاکت کو دعوت دے رہے ہیں۔ ابھی اٹلی میں ایک وزیر صاحب نے ایک نیا شوشہ چھوڑا ہے کہ یہ بیہودہ اور غلیظ کارٹون ٹی شرٹس پر چھاپ کر پہننے شروع کر دیئے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی کہا ہے میرے سے لو۔ سنا ہے وہاں بیچے بھی جا رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا علاج یہی ہے۔ تو ان لوگوں کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ یہ تو ہمیں نہیں پتہ کہ مسلمانوں کا یہ علاج ہے یا نہیں لیکن ان حرکتوں سے وہ خدا کے غضب کو بھڑکانے کا ذریعہ ضرور بن رہے ہیں۔ جو کچھ بیوقوفی میں ہوگیا، وہ تو ہوگیا لیکن اس کو تسلسل سے اور ڈھٹائی کے ساتھ کرتے چلے جانا اور اس پر پھر مصر ہونا کہ ہم جو کر رہے ہیں ٹھیک ہے۔ یہ چیز

اللہ تعالیٰ کے غضب کو ضرور بھڑکاتی ہے۔ تو بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا تھا باقی مسلمانوں کا ردّعمل تو وہ جانیں، لیکن ایک احمدی مسلمان کا ردّعمل یہ ہونا چاہئے کہ ان کو سمجھائیں، خدا کے غضب سے ڈرائیں۔ جیسا کہ پہلے بھی مَیں کہہ چکا ہوں آنحضرت ﷺ کی خوبصورت تصویر دنیا کے سامنے پیش کریں اور اپنے قادر و مقتدر خدا کے آگے جھکیں اور اس سے مدد مانگیں۔ اگر یہ لوگ عذاب کی طرف ہی بڑھ رہے ہیں تو وہ خدا جو اپنی اور اپنے پیاروں کی غیرت رکھنے والا ہے، اپنی قہری تجلیات کے ساتھ آنے کی بھی طاقت رکھتا ہے۔ وہ جو سب طاقتوں

> کسی بھی مذہب کی مقدس ہستیوں کے بارے میں کسی بھی قسم کا نازیبا اظہارِ خیال، کسی بھی طرح کی آزادی کے زمرے میں نہیں آتا

کا مالک ہے، وہ جو انسان کے بنائے ہوئے قانون کا پابند نہیں ہے، ہر چیز پر قادر ہے، اس کی چکّی جب چلتی ہے تو پھر انسان کی سوچ اس کا احاطہ نہیں کر سکتی، پھر اس سے کوئی بچ نہیں سکتا۔

پس احمدیوں کو مغرب کے بعض لوگوں کے یا بعض ملکوں کے یہ رویے دیکھ کر خدا تعالیٰ کے حضور مزید جھکنا چاہئے۔ خدا کے مسیح نے یورپ کو بھی وارننگ دی ہوئی ہے اور امریکہ کو بھی وارننگ دی ہوئی ہے۔ یہ زلزلے، یہ طوفان اور یہ آفتیں جو دنیا میں آ رہی ہیں یہ صرف ایشیا کے لئے مخصوص نہیں ہیں۔ امریکہ نے تو اس کی ایک جھلک دیکھ لی ہے۔ پس اے یورپ! تو بھی محفوظ نہیں ہے۔ اس لئے کچھ خوف خدا کرو اور خدا کی غیرت کو نہ للکارو۔ لیکن ساتھ ہی مَیں یہ کہتا ہوں کہ مسلمان ممالک یا مسلمان کہلانے والے بھی اپنے رویے درست کریں۔ ایسے رویے اور ایسے ردّعمل ظاہر کریں جن سے آنحضرت ﷺ کے مقام کو، آپ ﷺ کے حُسن کو دنیا کے سامنے رکھیں، ان کو دکھائیں۔ تو یہ وہ صحیح ردّعمل ہے جو ایک مومن کا ہونا چاہئے۔

اب آجکل جو بعض حرکتیں ہو رہی ہیں یہ کون سا اسلامی ردّعمل ہے کہ اپنے ہی ملک کے لوگوں کو مار دیا، اپنی ہی جائیدادوں کو آگ لگا دی۔ اسلام تو غیر قوموں کی دشمنی میں بھی عدل کو، انصاف کو ہاتھ سے چھوڑنے کی اجازت نہیں دیتا، عقل سے چلنے کا حکم دیتا ہے، کجا یہ کہ پچھلے دنوں میں جو پاکستان میں ہوا یا دوسرے اسلامی ملکوں میں ہو رہا ہے۔ بہرحال ان اسلامی ممالک میں چاہے وہ غیر ملکیوں کے کاروبار کو یا سفارتخانوں کو نقصان پہنچانے کے عمل ہیں یا اپنے ہی لوگوں کو نقصان پہنچانے کے عمل ہیں یہ سوائے اسلام کو بدنام کرنے کے اور کچھ نہیں۔ پس مسلمانوں کو چاہئے، مسلمان عوام کو چاہئے کہ ان غلط قسم کے علماء اور لیڈروں کے پیچھے چلنے کی بجائے، ان کے پیچھے چل کر اپنی دنیا و آخرت خراب کرنے کی بجائے، عقل سے کام لیں۔ آج مسلمانوں کی بلکہ تمام دنیا کی صحیح سمت کا تعین کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کے عاشق صادق کو بھیجا ہے۔ اس کو پہچانیں، اس کے پیچھے چلیں اور دنیا کی اصلاح اور آنحضرت ﷺ کا جھنڈا دنیا میں گاڑنے کے لئے اس مسیح و مہدی کی جماعت میں شامل ہوں کہ اب کوئی دوسرا طریق، کوئی دوسرا رہبر ہمیں آنحضرت ﷺ کی سنت پر چلنے اور چلانے والا نہیں بنا سکتا۔ اسلام کی شان و شوکت کو بحال کرنے اور آنحضرت ﷺ کے تقدس کو مسیح و مہدی کی جماعت نے ہی قائم کرنا ہے اور کروانا ہے ان شاء اللہ۔

پس اس پر ہر ایک کو، مسلمان کہلانے والوں کو بھی غور کرنا چاہئے۔ اور ہمیں بھی ان کو سمجھانا چاہئے اور نام نہاد علماء کی ان بحثوں میں نہیں پڑنا چاہئے کہ جو آنے والا مسیح تھا ابھی نہیں آیا، یا اس نے تو فلاں جگہ اترنا ہے یعنی مہدی نے فلاں جگہ آنا ہے۔ دراصل جس طرح یہ نظریہ پیش کیا جاتا ہے یہ ایک حدیث کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔ اس روایت کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طرح پیش فرمایا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ:

”اگر یہ کہا جائے کہ احادیث صاف اور صریح لفظوں میں بتلا رہی ہیں کہ مسیح ابن مریم آسمان سے اترے گا اور دمشق کے منارۂ شرقی کے پاس اس کا اترنا ہوگا اور دو فرشتوں کے کندھوں پر اس کے ہاتھ ہوں گے تو اس مُصَرَّح اور واضح بیان سے کیوں کر انکار کیا جائے؟“۔

یعنی یہ لوگ کہتے ہیں کہ جو صاف صاف اور کھلا کھلا بیان ہے اس سے کس طرح انکار کیا جا سکتا ہے، یہ لوگ کہتے ہیں۔ تو اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ:

”اس کا جواب یہ ہے کہ آسمان سے اترنا اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ سچ مچ خاکی وجود آسمان سے اترے بلکہ صحیح حدیثوں میں تو آسمان کا لفظ بھی نہیں ہے۔ اور یوں تو نزول کا لفظ عام ہے۔ جو شخص ایک جگہ سے چل کر دوسری جگہ ٹھہرتا ہے اس کو بھی یہی کہتے ہیں کہ اس جگہ اترا ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں جگہ لشکر اترا ہے یا ڈیرا اترا ہے کیا اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ لشکر یا وہ ڈیرا آسمان سے اترا ہے۔ ماسوائے اس کے خدائے تعالیٰ نے تو قرآن شریف میں صاف فرما دیا ہے کہ آنحضرت ﷺ بھی آسمان سے ہی اترے ہیں۔

> تم جو جمہوریت اور آزادی ضمیر کے چیمپئن بن کر دوسروں کے جذبات سے کھیلتے ہو یہ نہ ہی جمہوریت ہے اور نہ ہی آزادئ ضمیر ہے

بلکہ ایک جگہ فرمایا ہے کہ لوہا بھی ہم نے آسمان سے اتارا ہے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ یہ آسمان سے اترنا اس صورت اور رنگ کا نہیں ہے جس صورت پر لوگ خیال کر رہے ہیں“۔ (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 132-133)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ حدیثیں اس کی وضاحت سے بھری پڑی ہیں۔ تو لوگ خود تو اتنا علم نہیں رکھتے اور علماء غلط رہنمائی کرتے ہیں۔ آپؑ نے اس سے آگے فرمایا اس لئے یہودیوں نے بھی غلطی کھائی تھی اور حضرت عیسیٰ کو قبول نہیں کیا تھا۔ تو بہرحال یہ ساری لمبی باتیں اور تفصیلیں ہیں، خطبے میں تو بیان نہیں ہو سکتیں۔

اب جس طرح حالات بدل رہے ہیں، احمدیوں کو بھی چاہئے کہ ان باتوں کو کھول کر اپنے ماحول میں بیان کریں تا کہ جس حد تک اور جتنی سعید روحیں بچ سکتی ہیں بچ جائیں، جو شرفاء بچ سکتے ہیں بچ جائیں۔ احمدی اپنے اپنے حلقے میں کھل کر ہر مذہب والے کو سمجھائیں کہ ہر مذہب کی تعلیم کے مطابق جس نے آنا تھا وہ آچکا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''اب مَیں وہ حدیث جو ابو داؤد نے اپنی صحیح میں لکھی ہے ناظرین کے سامنے پیش کر کے اس کے مصداق کی طرف ان کو توجہ دلاتا ہوں۔ سو واضح ہو کہ یہ پیشگوئی جو

> مغرب بڑی تیزی سے مذہب کو چھوڑ کر آزادی کے نام پر ہر میدان میں اخلاقی قدریں پامال کر رہا ہے اس کو پتہ نہیں ہے کہ کس طرح یہ لوگ اپنی ہلاکت کو دعوت دے رہے ہیں

ابو داؤد کی صحیح میں درج ہے کہ ایک شخص حارث نام یعنی حرّاث ماوراء النہر سے یعنی سمرقند سے نکلے گا جو آلِ رسول کو تقویت دے گا۔ جس کی امداد اور نصرت ہر ایک مومن پر واجب ہوگی، الہامی طور پر مجھ پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ پیشگوئی اور مسیح کے آنے کی پیشگوئی جو مسلمانوں کا امام اور مسلمانوں میں سے ہو گا دراصل یہ دونوں پیشگوئیاں متحد المضمون ہیں اور دونوں کا مصداق یہی عاجز ہے۔ مسیح کے نام پر جو پیشگوئی ہے اس کی علامات خاصہ درحقیقت دو ہی ہیں۔ ایک یہ کہ جب وہ مسیح آئے گا تو مسلمانوں کی اندرونی حالت کو جو اس وقت بغایت درجہ بگڑی ہوئی ہوگی اپنی صحیح تعلیم سے درست کر دے گا''۔

اس بارے میں شروع کے خطبوں میں بھی ذکر ہو چکا ہے۔ خود یہ تسلیم کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی حالت بگڑی ہوئی ہے۔ اور کسی مصلح کو چاہتی ہے۔

تو فرمایا کہ: ''اپنی صحیح تعلیم سے درست کر دے گا اور ان کے روحانی افلاس اور باطنی ناداری کو بکلی دور فرما کر جواہرات علوم وحقائق و معارف ان کے سامنے رکھ دے گا''۔ یعنی یہ خزانے ہیں اور وہ ان کے سامنے روحانی علم کی وضاحت کرے گا۔

پھر فرمایا: ''یہاں تک کہ وہ لوگ اس دولت کو لیتے لیتے تھک جائیں گے اور ان میں سے کوئی طالب حق روحانی طور پر مفلس اور نادار نہیں رہے گا بلکہ جس قدر سچائی کے بھوکے اور پیاسے ہیں ان کو بکثرت طیب غذا صداقت کی اور شربت شیریں معرفت کا پلایا جائے گا''۔ یعنی یہ پاکیزہ غذا جو سچائی کی ہے وہ ان کو ملے گی، صحیح اسلام کی تعلیم ان کو ملے گی، مسیح موعودؑ کے ذریعہ سے ہی اور یہ جو معرفت کا میٹھا شربت ہے یہ ان کو پلایا جائے گا۔ اگر یہ معرفت کا شربت پینے والے ہوتے تو غیر تعمیری قسم کا بلکہ تباہی پھیرنے والا ردّ عمل جو ان سے ظاہر ہوا ہے اس کی بجائے یہ ایک تعمیری ردّ عمل دکھاتے اور خدا کے آگے جھکنے والے ہوتے۔

فرمایا: ''اور علوم حقہ کے موتیوں سے ان کی جھولیاں پُر کر دی جائیں گی''۔ اسلام کا جو صحیح علم ہے وہ تو ایک بڑا قیمتی خزانہ ہے، موتیوں کی طرح ہے، اس سے ان کی جھولیاں پُر کرے گا۔ ''اور جو مغز اور لب لباب قرآن شریف کا ہے اس عطر کے بھرے ہوئے شیشے ان کو دیئے جائیں گے''۔ یہ جو قرآن کریم کی خوشبو ہے یہ ان کو ملے گی۔

پھر فرمایا کہ ''دوسری علامت خاصہ یہ ہے کہ جب وہ مسیح موعود آئے گا تو صلیب کو توڑے گا اور خنزیروں کو قتل کرے گا اور دجال یک چشم کو قتل کر ڈالے گا اور جس کافر تک اس کے دم کی ہوا پہنچے گی وہ فی الفور مرجائے گا۔ سو اس علامت کی اصل حقیقت جو روحانی طور پر مراد رکھی گئی ہے یہ ہے کہ مسیح دنیا میں آ کر صلیبی زمین کی شان وشوکت کو اپنے پیروں کے نیچے کچل ڈالے گا۔ اور ان لوگوں کو جن میں خنزیروں کی بے حیائی، خوکوں کی بے شرمی'' یعنی سؤروں کی بے شرمی وہ بھی ایک جانور ہی ہے ''اور نجاست خوری ہے ان پر دلائل قاطعہ کا ہتھیار چلا کر ان سب کا کام تمام کرے گا۔ اور وہ لوگ جو صرف دنیا کی آنکھ رکھتے ہیں مگر دین کی آنکھ بکلی ندارد۔ بلکہ ایک بدنما ٹینٹ اس میں نکلا ہوا ہے'' (یعنی آنکھ پر پھوڑا سا بنا ہوا ہے) ان کو بیّن حجتوں کی سیف قاطعہ سے، ایسی دلیلوں کی تلوار سے جو کاٹنے والی ہے ''ملزم کرکے ان کی منکرانہ ہستی کا خاتمہ کر دے گا''۔ تو یہ دلائل ہیں جن سے کاٹنا ہے تا کہ ان کے جو جھوٹے دعوے اور وجود ہیں ان کو ختم کر سکے۔ ''اور نہ صرف ایسے یک چشم لوگ بلکہ ہر ایک کافر جو دین محمدی کو بنظر استحقار دیکھتا ہے''۔ جو بھی آنحضرت ﷺ کے دین کو تحقیر کی نظر سے دیکھتا ہے۔ ''مسیحی دلائل کے جلالی دم سے روحانی طور پر مارا جائے گا''۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آ کر دلیلوں سے اس کو ماریں گے۔ ''غرض یہ سب عبارتیں استعارہ کے طور پر واقع ہیں جو اس عاجز پر بخوبی کھولی گئی ہیں۔ اب چاہے کوئی اس کو سمجھے یا نہ سمجھے لیکن آخر کچھ مدت اور انتظار کر کے اور

> وہ خدا جو اپنی اور اپنے پیاروں کی غیرت رکھنے والا ہے، اپنی قہری تجلیات کے ساتھ آنے کی بھی طاقت رکھتا ہے۔ وہ جو سب طاقتوں کا مالک ہے، وہ جو انسان کے بنائے ہوئے قانون کا پابند نہیں ہے، ہر چیز پر قادر ہے، اس کی چکّی جب چلتی ہے تو پھر انسان کی سوچ اس کا احاطہ نہیں کرسکتی

اپنی بے بنیاد امیدوں سے یاس کلّی کی حالت میں ہو کر ایک دن سب لوگ اس طرف رجوع کریں گے''۔

(ازالہ اوہام حصہ اول، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 141-143 حاشیہ)

پس آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عیسائیوں کو چیلنج کیا ہے۔ عیسائیت جس تیزی سے پھیل رہی تھی یہ آپ ہی ہیں جنہوں نے اس کو روکا ہے۔ ہندوستان میں اس زمانے میں ہزاروں لاکھوں مسلمان عیسائی ہو رہے تھے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی تھے جنہوں نے اس حملے کو نہ صرف روکا بلکہ اسلام کی ساکھ دوبارہ قائم کی۔ پھر افریقہ میں جماعت احمدیہ نے عیسائیت کی یلغار

کو روکا۔ اسلام کی خوبصورت تصویر دکھائی، ہزاروں لاکھوں عیسائیوں کو احمدی مسلمان بنایا۔ تو یہ تھے مسیح کے کارنامے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دکھائے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج تک آپؑ کی دی ہوئی تعلیم اور دلائل کے ساتھ جماعت احمدیہ دلوں کو جیتتے ہوئے منزلیں طے کر رہی ہے اور ان شاءاللہ کرتی چلی جائے گی۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ ایک دن یہ لوگ مایوس ہو کر رجوع کریں گے۔

تو یہ ہے وضاحت اس بات کی کہ کس طرح ان لوگوں کے دجل اور فریب کو ختم کرنا ہے۔ یہ ہے خنزیر

> اسلام کی شان و شوکت کو بحال کرنے اور آنحضرت ﷺ کے تقدس کو مسیح و مہدی کی جماعت نے ہی قائم کرنا ہے اور کروانا ہے ان شاءاللہ

کو قتل کرنے اور صلیبوں کو توڑنے کا مطلب اور دجال سے مقابلے کا مطلب، جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے۔ آج بھی جیسا کہ مَیں نے کہا جماعت احمدیہ ہی ہے جو ہر جگہ عیسائیت کا مقابلہ کر رہی ہے۔ گزشتہ دنوں ٹی وی پر ایک پروگرام آرہا تھا شاید جیو یا ARY پر، یا اسی قسم کے کسی ٹی وی پر جو ایشیا سے آتے ہیں تو اس میں ایک علامہ ڈاکٹر اسرار صاحب یہ فرما رہے تھے کہ کیونکہ مسلمان علماء جاہل تھے اور دینی علم بالکل نہیں تھا۔ نہ قرآن کا علم تھا، نہ بائبل کا علم تھا اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ایک علمی آدمی تھے، بائبل کا علم بھی رکھتے تھے، دوسرے مذاہب کا علم بھی رکھتے تھے۔ اس وجہ سے انہوں نے اس وقت عیسائیوں کا مقابلہ کیا اور ان کا منہ بند کر دیا۔ ان کے الفاظ کا مفہوم کچھ اس قسم کا تھا۔ تو بہرحال یہ تو انہوں نے تسلیم کر لیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی (جیسا کہ خود آپؑ نے فرمایا) دلائل قاطعہ کے ذریعہ سے، مضبوط دلائل کے ذریعہ سے ان کو ردّ کیا وہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہی ہیں جنہوں نے اس وقت عیسائیت کے حملے روکے اور مسلمانوں کو عیسائی ہونے سے بچایا۔ آگے وہ اپنی اوٹ پٹانگ مختلف وضاحتیں کر رہے ہیں، مختلف وضاحتیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف بھی کچھ بولے کہ مسیح نہیں ہو سکتے۔ بہرحال یہ تو آج تک مانا جاتا ہے کہ اگر عیسائیت کے مقابلے پر کوئی کھڑا ہوا اور اس کی تعلیم کو دلائل سے ردّ کیا تو وہ ایک ہی پہلوان تھا جس کا نام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔

پس چاہے یہ لوگ آج تسلیم کریں یا نہ کریں لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے ایک دن ان کو ماننا پڑے گا کہ یہ مسیحی دلائل ہی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیئے اور جنہوں نے دجّال کا خاتمہ کیا اور آپؑ ہی مسیح موعود ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کا غلط اور ظاہری مطلب لینے کی وجہ سے مسلمان ابھی تک مسیح کا انتظار کر رہے ہیں کہ مسیح ابن مریم آسمان سے فرشتوں کے کندھے پر ہاتھ رکھ کے اترے گا، اس کو مزید کھولتے ہوئے کہ ان کا یہ مطلب غلط ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حدیث ہی سے وضاحت فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

"منجملہ ان دلائل کے جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں جو آنے والے مسیح جس کا اس امت کے لئے وعدہ دیا گیا ہے وہ اسی امت میں سے ایک شخص ہو گا بخاری اور مسلم کی وہ حدیث ہے جس میں اِمَامُکُمۡ مِنۡکُمۡ اور اَمَّکُمۡ مِنۡکُمۡ لکھا ہے جس کے یہ معنی ہیں وہ تمہارا امام ہو گا اور تم ہی میں سے ہو گا۔ چونکہ یہ حدیث آنے والے عیسیٰ کی نسبت ہے اور اسی کی تعریف میں اس حدیث میں حَکَم اور عَدَل کا لفظ بطور صفت موجود ہے جو اس فقرہ سے پہلے ہے اس لئے امام کا لفظ اسی کے حق میں ہے۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اس جگہ مِنۡکُمۡ کے لفظ سے صحابہ کو خطاب کیا گیا ہے۔ اور وہی مخاطب تھے لیکن ظاہر ہے کہ ان میں سے تو کسی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اس لئے مِنۡکُمۡ کے لفظ سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو خدا تعالیٰ کے علم میں قائمقام صحابہ ہے"۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ صحابہ کا قائمقام ہے۔ ان کی جگہ پر ہے۔" اور وہ وہی ہے جس کو اس آیت مفصّلہ ذیل میں قائمقام صحابہ کیا گیا ہے۔ یعنی یہ کہ {وَاٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ} (سورۃ الجمعہ:4)۔ کیونکہ اس آیت نے ظاہر کیا ہے کہ وہ رسول کریمؐ کی روحانیت سے تربیت یافتہ ہے۔ اور اسی معنے کی رو سے صحابہ میں داخل ہے اور اس آیت کی تشریح میں حدیث ہے لَوۡ کَانَ الۡاِیۡمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رَجُلٌ مِّنۡ فَارِسٍ۔ اور چونکہ اس فارسی شخص کی طرف وہ صفت منسوب کی گئی ہے جو مسیح موعود اور مہدی سے مخصوص ہے یعنی زمین جو ایمان اور توحید سے خالی ہو کر ظلم سے بھر گئی ہے پھر اس کو عدل سے پُر کرنا لہٰذا یہی شخص مہدی اور مسیح موعود ہے اور وہ میں ہوں"۔

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 114,115)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مزید وضاحت فرمائی۔ فرمایا کہ:

> وہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہی ہیں جنہوں نے اس وقت عیسائیت کے حملے روکے اور مسلمانوں کو عیسائی ہونے سے بچایا

"حدیث لَا مَہۡدِیَّ اِلَّا عِیۡسٰی جو ابن ماجہ کی کتاب میں جو اسی نام سے مشہور ہے اور حاکم کی کتاب مستدرک میں انس بن مالک سے روایت کی گئی ہے اور یہ روایت محمد بن خالد الجھنی نے ابان بن صالح سے اور ابان بن صالح نے حضرت حسن بصری سے اور حسن بصری نے انس بن مالک سے اور انس بن مالک نے جناب رسول اللہ ﷺ سے کی ہے اور اس حدیث کے معنے یہ ہیں کہ بجز اس شخص کے جو عیسیٰ کی خُو اور طبیعت اور طریق پر آئے گا اور کوئی بھی مہدی نہیں آئے گا۔ یعنی وہی مسیح موعود ہو گا اور وہی مہدی ہو گا جو حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کی خو اور طبیعت پر طریق تعلیم پر آئے گا۔ یعنی بدی کا مقابلہ نہ کرے گا اور نہ لڑے گا۔ اور پاک نمونہ اور آسمانی نشانوں سے ہدایت کو پھیلائے گا۔ اور اسی حدیث کی تائید میں وہ حدیث ہے جو امام بخاری نے صحیح بخاری میں لکھی ہے جس کے لفظ یہ ہیں کہ یَضَعُ الْحَرْبَ۔ یعنی وہ مہدی جس کا دوسرا نام مسیح موعود ہے دینی لڑائیوں کو قطعاً موقوف کر دے گا۔ اور اس کی یہ ہدایت ہو گی کہ دین کے لئے لڑائی مت کرو بلکہ دین کو بذریعہ سچائی کے نوروں اور اخلاقی معجزات اور خدا کے قرب کے نشانوں سے پھیلاؤ۔ سو میں سچ سچ کہتا

> یہ مسیحی دلائل ہی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیئے اور جنہوں نے دجّال کا خاتمہ کیا

ہوں کہ جو شخص اس وقت دین کے لئے لڑائی کرتا ہے یا کسی لڑنے والے کی تائید کرتا ہے یا ظاہر یا پوشیدہ طور پر ایسا مشورہ دیتا ہے یا دل میں ایسی آرزوئیں رکھتا ہے وہ خدا اور رسول کا نافرمان ہے"۔ یعنی اگر مسلمان دین کے نام پر لڑائی کریں تو "ان کی وصیتوں اور حدود اور فرائض سے باہر چلا گیا ہے"۔

(حقیقۃ المہدی۔ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 429-432)

اب دیکھ لیں آجکل مسلمانوں کے حالات اس کی تائید کر رہے ہیں۔ اگر یہ جنگیں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہوتیں تو اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے کہ {وَ کَانَ حَقًّا عَلَیۡنَا نَصۡرُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ} (الروم:48) اور مومنوں کی مدد کرنا ہم پر فرض ٹھہرتا ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ کی تائید نہیں مل رہی تو سوچنا چاہئے۔ اگر جنگیں لڑنے کا زیادہ ہی شوق ہے تو پھر اسلام کے نام پر تو نہ لڑی جائیں۔ اس زمانے میں مسلمانوں کا دوسری قوموں سے شکست کھانا یہ بھی اس بات کی خدا تعالیٰ کی طرف سے فعلی شہادت ہے کہ جو مسیح آنے کو تھا وہ آ گیا ہے۔ اور یَضَعُ الْحَرْبَ کے تحت دینی جنگوں کا جو حکم ہے یہ موقوف ہو چکا ہے۔ ہاں اگر جہاد کرنا ہے تو دلائل سے کرو، براہین سے کرو۔ اب مسلمانوں کی اسلام کے نام پر لڑی جانے والی جنگوں کے نتائج تو جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت کے مطابق مسلمانوں کے خلاف ہیں اور ہر آنکھ رکھنے والے کو نظر آ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا تو وعدہ ہے کہ میں مومن کی مدد کرتا ہوں اگر مومن ہو تو۔ تو دو ہی باتیں ہیں یا یہ کہ یہ مسلمان مومن نہیں ہیں۔ یا یہ جنگوں کا وقت غلط ہے اور زمانہ ختم ہو چکا ہے۔ لیکن یاد رکھیں ان لوگوں میں یہ دونوں باتیں ہی ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہ مان کر پھر مومن تو نہیں رہ سکتے۔ اور مسیح اور مہدی کے دعوے کے بعد، اس کی بات نہ مان کر اللہ تعالیٰ کی مدد کے حقدار نہیں ٹھہر سکتے۔ پس اس زمانے میں مسیح و مہدی کا جو دعویٰ کرنے والا ہے وہ یقیناً سچا ہے۔

پھر آپ نے اپنی اس سچائی کے لئے بہت بڑا دعویٰ کیا ہے، ایسا دعویٰ کیا ہے جو کوئی جھوٹا نہیں کر سکتا۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ: "مَیں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اسی نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں جن میں سے بطور نمونہ کسی قدر اس کتاب میں بھی لکھے گئے ہیں"۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 503)

فرمایا کہ: "اگر اس کے معجزانہ افعال اور کھلے کھلے نشان جو ہزاروں تک پہنچ گئے ہیں میرے صدق پر گواہی نہ دیتے تو مَیں اس کے مکالمہ کو کسی پر ظاہر نہ کرتا اور نہ یقیناً کہہ سکتا کہ یہ اس کا کلام ہے۔ پر اس نے اپنے اقوال کی تائید میں وہ افعال دکھائے جنہوں نے اس کا چہرہ دکھانے کے لئے ایک صاف اور روشن آئینہ کا کام کر دیا"۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 503)

جو اللہ تعالیٰ کے نام کا دعویٰ کرتا ہے اگر اس کا دعویٰ سچا نہ ہو تو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کیا سلوک کرتا ہے۔ خود ہی دیکھ لیں اللہ جھوٹے نبی کے متعلق فرماتا ہے {وَلَوۡ تَقَوَّلَ عَلَیۡنَا بَعۡضَ الۡاَقَاوِیۡلِ۔ لَاَخَذۡنَا مِنۡهُ بِالۡیَمِیۡنِ} (الحاقۃ:45-46) اور اگر وہ بعض باتیں جھوٹے طور پر ہماری طرف منسوب کرتا تو ہم اس کو ضرور داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے اور پھر فرمایا {ثُمَّ لَقَطَعۡنَا مِنۡهُ الۡوَتِیۡنَ} (الحاقۃ:47) پھر ہم یقیناً اس کی رگ جان کاٹ دیتے۔

اب کوئی بتائے کہ کیا اس دعوے کے بعد جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا کہ مَیں نبی ہوں اور مجھے تمام تائیدات حاصل ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رگ جان کاٹی ہے یا اس وعدے کے مطابق کہ {وَ کَانَ حَقًّا عَلَیۡنَا نَصۡرُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ} (الروم:48) اور ہم نے مومنوں کی مدد کرنا اپنے پر فرض ٹھہرا لیا ہے، مدد کی ہے اور جماعت کی مدد کرتا چلا جا رہا ہے۔ ایک آواز جو ایک چھوٹی سی بستی سے اٹھی تھی آج پوری شان کے ساتھ دنیا کے کونے کونے میں پھیلی ہوئی ہے۔ آج 181 ممالک میں جماعت احمدیہ

> اب اگر ایک دوسرے کے جذبات کا احترام سکھانا ہے تو اسی مسیح و مہدی نے سکھانا ہے۔ اب اگر تمام مذاہب کے انبیاء کا احترام سکھانا ہے تو اُسی مسیح موعود نے سکھانا ہے۔ اب اگر دنیا میں امن اور پیار اور محبت پھیلانی ہے تو اسی مسیح موعود نے پھیلانی ہے

قائم ہے۔ آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والے یورپ میں بھی، امریکہ میں بھی اور افریقہ کے دور دراز جنگلوں میں بھی اور تپتے ہوئے صحراؤں میں بھی اور جزائر میں بھی موجود ہیں۔ تو کیا یہ تمام تائیدات الٰہی آپؑ کی صداقت پر یقین کرنے کے لئے کافی نہیں ہیں۔ اگر یہ شخص جھوٹا ہوتا تو پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے قانون کے مطابق اس کی پکڑ کیوں نہیں کی۔ کیوں اپنی طرف الہامات منسوب کرنے کی وجہ سے اسے تباہ و برباد نہ کر دیا۔ پس سوچنے کا مقام ہے۔ سوچو اور عقل سے کام لو۔ مسلمانوں کو مَیں یہ کہتا ہوں، کیوں اپنی دنیا و آخرت خراب کر رہے ہو۔

ایک جھوٹے کا حال تو یہ ہے کہ پچھلے دنوں پاکستان میں کسی نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تو تھوڑی سی آپس میں فائرنگ کے بعد انہوں نے اس کو گرفتار کرلیا اور اب جیل میں ڈالا ہوا ہے۔ تو یہ انجام تو فوراً ان کے سامنے آ گیا۔ اس سے پہلے بھی کئی ہو چکے ہیں۔ بہرحال، پھر آپؑ کی صداقت کی ایک آسمانی شہادت بھی ہے جس کا پہلے بھی مَیں نے ذکر کیا تھا۔ یعنی چاند اور سورج کا گرہن لگنا۔ یہ ایک ایسا نشان ہے جس میں کسی انسانی کوشش کا عمل دخل نہیں ہو سکتا۔ آنحضرت ﷺ نے آج سے 1400 سال پہلے جس طرح معین رنگ میں

> اس میں کچھ شک نہیں کہ اس جگہ مِنکُم کے لفظ سے صحابہ کو خطاب کیا گیا ہے۔ اور وہ ہی مخاطب تھے لیکن ظاہر ہے کہ ان میں سے تو کسی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا

پیشگوئی کی تھی اور ہمیں بتایا تھا اس طرح معین طور پر اس زمانے میں بھی جبکہ سائنس نے ترقی کرلی ہے اتنے رستے بلکہ قریب کے رستے کی بھی پیشگوئی نہیں کی جاسکتی کہ رمضان کا مہینہ ہو گا فلاں تاریخ کو سورج کو گرہن لگے گا اور فلاں تاریخ کو چاند کو گرہن لگے گا۔ حدیث میں آتا ہے۔ ’’اِنَّ لِمَھْدِیِّنَا اٰیَتَیْنِ لَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ یَنْکَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَیْلَۃٍ مِّنْ رَمَضَانَ وَتَنْکَسِفُ الشَّمْسُ فِی النِّصْفِ مِنْہُ‘‘

(سنن دار قطنی کتاب العیدین باب صفۃ صلوٰۃ الخسوف والکسوف وھیئتھما صفحہ 51 جلد 1 جزء ثانی حدیث: 1777)

یعنی ہمارے مہدی کی صداقت کے لئے دو ہی نشان ہیں اور یہ صداقت کے دونوں نشان کسی کے لئے جب سے دنیا بنی ہے کبھی ظاہر نہیں ہوئے۔ رمضان میں چاند گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات چاند کو اور سورج گرہن کے دنوں میں سے درمیانے دن سورج کو گرہن لگے گا۔

چنانچہ یہ گرہن 1894ء میں لگا اور 13-14-15 تاریخوں میں سے 13 تاریخ کو رمضان کے مہینے میں چاند کو گرہن لگا۔ 27-28-29 تاریخوں میں سے 28 تاریخ کو رمضان میں سورج کو گرہن لگا۔ یہ آپ کی صداقت کی بڑی واضح دلیل ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ میرے علاوہ اس وقت دعویٰ بھی کسی کا نہیں تھا۔ بعض مولوی، قمر وغیرہ کی بحث میں پڑتے ہیں تو قمر تو بعض کے نزدیک دوسری رات کے بعد کا چاند اور بعض کے نزدیک تیسری رات کے بعد کا چاند کہلاتا ہے۔ اب کوئی دکھائے کہ کیا تائید کے اس نشان سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ کوئی دعویٰ موجود تھا۔ اگر دعویٰ ہے تو صرف ایک شخص کا ہے جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑا واضح فرمایا ہے کہ بے شمار علامتیں پوری ہو رہی ہیں۔ اگر مَیں نہیں تو کوئی دوسرا آیا ہوا ہے تو دکھاؤ۔ کیونکہ وقت بہرحال تقاضا کر رہا ہے۔ لیکن یہ لوگ دکھا تو نہیں سکتے اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی سچے دعوے دار ہیں کیونکہ زمینی اور آسمانی تائیدات آپؑ کے حق میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا بتایا ہوا معیارِ نبوت آپ کی تائید کر رہا ہے۔ خود کچھ لوگ ماضی میں بھی تسلیم کر چکے ہیں کہ آپ پاک صاف شخصیت کے مالک تھے۔ آپؑ کا ماضی بھی پاک تھا، آپؑ کی جوانی بھی پاک تھی۔ علمی بھی تھے اور اسلام کی خدمت بھی آپ سے زیادہ کسی نے نہیں کی۔ یہ غیروں نے بھی تسلیم کیا۔ پھر سب کچھ دیکھنے کے بعد بھی اگر عقل پہ پردے پڑے ہوئے ہیں تو ان کا اللہ ہی حافظ ہے۔ کیونکہ کسی کو ماننے کی توفیق بھی اللہ کے فضل سے ہی ملتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’اب بتلاویں اگر یہ عاجز حق پر نہیں ہے تو پھر کون آیا جس نے اس چودھویں صدی کے سر پر مجدد ہونے کا ایسا دعویٰ کیا جیسا کہ اس عاجز نے۔ کیا کوئی الہامی دعاوی کے ساتھ تمام مخالفوں کے مقابل پر ایسا کھڑا ہوا جیسا کہ یہ عاجز کھڑا ہوا۔ تَفَکَّرُوْا وَتَنَدَّمُوْا وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَلَا تَغْلُوْا۔ یعنی غور کرو، کچھ شرم کرو، اللہ سے ڈرو کیوں بے حیائیوں میں آگے بڑھ رہے ہو۔‘‘ اور اگر یہ عاجز مسیح موعود ہونے کے دعویٰ میں غلطی پر ہے تو آپ لوگ کچھ کوشش کریں کہ مسیح موعود جو آپ کے خیال میں ہے انہیں دنوں میں آسمان سے اتر آئے کیونکہ مَیں تو اس وقت موجود ہوں، مگر جس کے انتظار میں آپ لوگ ہیں وہ موجود نہیں اور میرے دعویٰ کا ٹوٹنا صرف اسی صورت میں متصور ہے کہ اب وہ آسمان سے اتر ہی آوے تا مَیں ملزم ٹھہر سکوں‘‘۔ یہ اس وقت آپؑ نے ساروں کو چیلنج دیا تھا۔ ’’آپ لوگ اگر سچ پر ہیں تو سب مل کر دعا کریں کہ مسیح ابن مریم جلد آسمان سے اترتے دکھائی دیں۔ اگر آپ حق پر ہیں تو یہ دعا قبول ہو جائے گی کیونکہ اہل حق کی دعا مبطلین کے مقابل پر قبول ہو جایا کرتی ہے‘‘۔ یعنی جو سچے ہوں اس کی دعا جھوٹے کے مقابل پر قبول ہو جایا کرتی ہے۔ ’’لیکن آپ یقیناً سمجھیں کہ یہ دعا ہرگز قبول نہیں ہو گی کیونکہ آپ غلطی پر ہیں۔ مسیح تو آچکا لیکن آپ نے اس کو شناخت نہیں کیا۔ اب یہ امید موہوم آپ کی ہرگز پوری

> اللہ تعالیٰ کا تو وعدہ ہے کہ میں مومن کی مدد کرتا ہوں اگر مومن ہو تو۔ تو دو ہی باتیں ہیں یا یہ کہ یہ مسلمان مومن نہیں ہیں۔ یا یہ جنگوں کا وقت غلط ہے

نہیں ہو گی۔ یہ زمانہ گزر جائے گا اور کوئی ان میں سے مسیح کو اترتے نہیں دیکھے گا‘‘۔

(ازالہ اوہام حصہ اول۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 179)

پھر آپ نے فرمایا: ’’اسی لئے میں کہتا ہوں کہ یہ لوگ دین اور سچائی کے دشمن ہیں۔ اگر اب بھی ان لوگوں کی کوئی جماعت دلوں کو درست کر کے میرے پاس آوے تو مَیں اب بھی اس بات کے لئے حاضر ہوں کہ ان کے لغو اور بیہودہ شبہات کا جواب دوں اور ان کو دکھلاؤں کہ کس قدر خدا نے ایک فوج کثیر کی طرح میری شہادت میں پیشگوئیاں مہیا کر رکھی ہیں جو ایسے طور سے ان کی سچائی ظاہر ہوئی ہے جیسا کہ دن چڑھ جاتا ہے‘‘۔

اب جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا اگر کوئی آنا چاہے تو سو سال کے بعد آج بھی دلوں کو درست کر کے آنے والی شرط قائم ہے۔ اور جو آتے ہیں وہ حق کو پا بھی لیتے ہیں۔ فرمایا کہ: ”یہ نادان مولوی اگر اپنی آنکھیں دیدہ و دانستہ بند کرتے ہیں تو کریں۔ سچائی کو ان سے کیا نقصان؟ لیکن وہ زمانہ آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ بہتیرے فرعون طبع ان پیشگوئیوں پر غور کرنے سے غرق ہونے سے بچ جائیں گے۔ خدا فرماتا ہے کہ مَیں حملہ پر حملہ کروں گا یہاں تک کہ مَیں تیری سچائی دلوں میں بٹھا دوں گا“۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی سچے دعوے دار ہیں کیونکہ زمینی اور آسمانی تائیدات آپؑ کے حق میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا بتایا ہوا معیار نبوت آپ کی تائید کر رہا ہے

فرمایا کہ: ”پس اے مولویو! اگر تمہیں خدا سے لڑنے کی طاقت ہے تو لڑو۔ مجھ سے پہلے غریب انسان مریم کے بیٹے سے یہودیوں نے کیا کچھ نہ کیا اور کس طرح اپنے گمان میں اس کو سولی دے دی۔ مگر خدا نے اس کو سولی کی موت سے بچایا اور یا تو وہ زمانہ تھا کہ اس کو صرف ایک مکّار اور کذّاب خیال کیا جاتا تھا۔ اور یا وہ وقت آیا کہ اس قدر اُس کی عظمت دلوں میں پیدا ہوگئی کہ اب چالیس کروڑ انسان اس کو خدا کر کے مانتا ہے۔ اگرچہ ان لوگوں نے کفر کیا کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنایا مگر یہ یہودیوں کا جواب ہے“۔ یعنی یہ اللہ کی طرف سے یہودیوں کو جواب دیا گیا ہے کہ ”جس شخص کو وہ لوگ ایک جھوٹے کی طرح پیروں کے نیچے کچل دینا چاہتے تھے وہی یسوع مریم کا بیٹا اس عظمت کو پہنچا کہ اب چالیس کروڑ انسان اس کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور بادشاہوں کی گردنیں اس کے نام کے آگے جھکتی ہیں۔ سو مَیں نے اگرچہ یہ دعا کی ہے کہ یسوع ابن مریم کی طرح شرک کی ترقی کا مَیں ذریعہ نہ ٹھہرایا جاؤں اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ایسا ہی کرے گا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا۔ اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے“۔ اور اللہ کے فضل سے دنیا کے ہر ملک میں یہ سچائی ظاہر ہو رہی ہے اور ہوتی چلی جا رہی ہے۔ ”اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا۔ اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے“۔

فرمایا: ”سو اے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔ مَیں اپنے نفس میں کوئی نیکی نہیں دیکھتا اور مَیں نے وہ کام نہیں کیا جو مجھے کرنا چاہئے تھا۔ اور مَیں اپنے تئیں صرف ایک نالائق مزدور سمجھتا ہوں۔ یہ محض خدا کا فضل ہے جو میرے شامل حال ہوا۔ پس اُس خدائے قادر اور کریم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس مشت خاک کو اس نے باوجود ان تمام بے ہنریوں کے قبول کیا“۔

(تجلیات الٰہیہ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 408-410)

پس یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ ہے یا پیشگوئی ہے اور ہم ہر روز اس کو پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ لیکن ہر مذہب و قوم کے لئے بھی یہ غور کا مقام ہے۔ مسیح موعودؑ کی جماعت اللہ تعالیٰ کے ان سے کئے گئے وعدہ کے مطابق ترقی کرتی چلی جا رہی ہے اور جیسا کہ میں نے کہا ہر روز ہم ترقی کو دیکھتے ہیں۔ پس مسلمان بھی غور کریں (جو احمدیوں کے علاوہ مسلمان ہیں) کہ مسیح و مہدیؑ جو آنے کو تھا وہ آچکا ہے۔ اور اس کی صداقت کے لئے قرآن و حدیث میں بے شمار ثبوت موجود ہیں۔ قرآن سے بھی اور حدیث سے بھی مل جاتے ہیں۔ جن میں سے ایک دو کا مَیں نے ذکر بھی کیا ہے۔ زمانے کی حالت بھی اس کو پکار رہی ہے۔ اب کس انتظار میں بیٹھے ہو۔ کچھ تو اے لوگو سوچو۔ عیسائیوں کے لئے بھی جس مسیح نے دوبارہ آنا تھا آ گیا ہے۔ اور باقی مذاہب والوں کو بھی ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنے کے لئے جس نے آنا تھا وہ آ گیا ہے۔ اب اگر ایک دوسرے کے جذبات کا احترام سکھانا ہے تو اسی مسیح و مہدیؑ نے سکھانا ہے۔ اب اگر تمام مذاہب کے انبیاء کا احترام سکھانا ہے تو اُسی مسیح موعود نے سکھانا ہے۔ اب اگر دنیا میں امن اور پیار اور محبت پھیلانی ہے تو اسی مسیح موعودؑ نے پھیلانی ہے۔ اب اگر انسانیت کو دکھوں اور تکلیفوں سے نجات دلانی ہے تو اسی مسیح موعود و مہدی موعود نے دلانی ہے۔ اب اگر اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانے والے راستے دکھانے ہیں اور بندے کو خدا تعالیٰ کے حضور جھکنے کے طریق بتانے ہیں تو اسی مسیح و مہدی نے بتانے ہیں۔ پس اگر دنیا ان تمام باتوں کا حصول چاہتی ہے۔ تو تمام نبیوں کی

سو اے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا

پیشگوئیوں کے مطابق آنے والے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشق صادق اور مسیح و مہدی کی تعلیم پر عمل کرنے والے بن جائیں۔ ورنہ ہمیں تو اللہ تعالیٰ کی قہری تجلی کے سائے منڈلاتے نظر آ رہے ہیں جن کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا سے خبر پا کر ہمیں بتا چکے ہیں۔ پس آپ جو احمدی ہیں ان سے بھی مَیں یہ کہوں گا کہ ہر احمدی اپنی اصلاح کی طرف بھی توجہ کرے۔ اور اپنی اصلاح کے ساتھ دنیا کو بھی اس انذار سے آگاہ کرے۔ اللہ تعالیٰ ان دنیاداروں پر رحم کرے اور ان کو حقیقت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

(خطبات مسرور جلد چہارم صفحہ 89۔ خطبہ جمعہ 17/ فروری 2006ء)

آنحضرت ﷺ کا خُلقِ عظیم

اور

توہین آمیز خاکے

(مکرم لئیق احمد صاحب طاہر مبلغ سلسلہ یوکے)

ڈنمارک کے اخبار یولینڈز پوسٹن (Jyllands-Posten) کے کلچرل ونگ میں اکتوبر 2005ء کی اشاعت میں 11مصوّروں کی بنائی ہوئی 12 مسخ شدہ تصاویر ہمارے آقا ومولیٰ سید المطہرین اور سید المعصومین ﷺ کے بارہ میں شائع کی گئیں۔ یہ تذکرہ اس قدر اذیت ناک ہے کہ خاکسار اس کی تفصیل بیان کرنے کی ہمت نہیں پاتا۔ ان تصاویر کے ذریعہ حضور نبی کریم ﷺ اور اسلام پر دو قسم کے اعتراض کئے گئے ہیں۔

ایک یہ کہ اسلام آزادئ ضمیر کا قائل نہیں۔ اس کے بجائے بانیٔ اسلام تلوار اور طاقت کے بل بوتے پر، ڈرا دھمکا کر، تشدّد کی راہ سے فیصلے کیا کرتے تھے۔ دوسرا اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ اسلام شہوت پرستی کو ترویج دیتا ہے اور نعوذ باللہ نبی اکرم ﷺ عورتوں کے دلدادہ تھے۔ اسی لئے آپ نے متعدد شادیاں کیں، وغیرہ۔ سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں ان دونوں اعتراضوں کا اختصار کے ساتھ جواب پیش ہے۔

تاریخ اسلام کا یہ واقعہ زرّیں حروف میں لکھنے کے قابل ہے کہ سن 4ہجری میں بنونضیر کو ان کی چیرہ دستیوں اور غدّاری کے نتیجہ میں ان کی اپنی درخواست پر حضور ﷺ نے خیبر جانے کی اجازت دے دی جبکہ وہ اپنی شریعت کی رو سے واجب القتل تھے۔ انہیں حضور ﷺ کے وعدوں پر اس قدر اعتماد تھا کہ وہ مسلمانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنے ہاتھوں اپنے گھر مسمار کر کے تمام قیمتی سامان اپنی سواریوں پر لاد کر اس شان سے خیبر کو روانہ ہوئے کہ ان کے آگے پیچھے بینڈ باجے بج رہے تھے۔ یوں لگتا تھا کہ گویا کوئی بارات جارہی ہے۔

(’رحمۃ للعالمین‘ از قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری صفحہ 116)

کیا آج دنیا میں کسی مفتوح اور مغلوب قوم کا نام پیش کیا جا سکتا ہے جو اپنے فاتح کے سامنے اس قدر اشتعال انگیزی سے نقل مکانی کر رہی ہو اور فاتح ان کی اس جرأت رندانہ پر معمولی سا ردّ عمل بھی ظاہر نہ کرے۔ کیا اس مثال کو دیکھتے ہوئے کوئی شخص صدق دل سے یہ کہہ سکتا ہے کہ اسلام میں آزادئ ضمیر کا فقدان ہے اور برداشت نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔

فتح مکہ کے موقع پر حضور نبی پاک ﷺ نے یہ ہدایات دی تھیں کہ سوائے اپنے دفاع کے کسی شخص پر حملہ نہ کیا جائے اور صرف گیارہ افراد کے بارہ میں فیصلہ فرمایا کہ وہ اپنے سابقہ جرائم کی بناء پر واجب القتل ہیں پھر ان کی تعداد چھ کر دی گئی جن میں سے چار مرد اور دو عورتیں واجب القتل قرار دی گئیں اور بالآخر چار مردوں میں سے صرف ایک ’ابن اخطل‘ قتل کیا گیا وہ بھی اس لئے کہ اسلام قبول کر لینے کے بعد ایک دن اس نے اپنے غلام کو صرف اس لئے قتل کر دیا کہ اس نے وقت پر کھانا تیار نہیں کیا تھا۔ باقی تین میں ایک عکرمہ بن ابی جہل تھا۔ یہ بارہا مسلمانوں کے خلاف جنگ کر چکا تھا اور اس کا سب سے بڑا جرم یہ تھا کہ صلح حدیبیہ کے بعد اس نے نبی پاکؐ کے حلیف بنوخزاعہ پر حملہ کر کے بڑا خون خرابہ کیا تھا۔ مگر آپ نے اسے بھی معاف فرمادیا۔ دوسرا شخص ہبار بن اسود تھا۔ اس نے حضرت صاحبزادی سیدہ زینب بنت رسول اللہ ﷺ پر مکّہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کے موقع پر نیزہ سے حملہ کیا۔ حضرت زینب اونٹ سے نیچے گریں اور آپ کا حمل ساقط ہوگیا اور بالآخر مدینہ پہنچ کر اسی صدمہ سے وفات پاگئیں۔ یہ پہلو کس قدر سبق آموز ہے کہ جہاں نبی پاک ﷺ نے ایک غریب غلام کے قاتل کو معاف نہیں فرمایا وہاں اُس رحمتِ عالم ﷺ نے اپنی نورِ نظر حضرت سیدہ زینبؓ کے قاتل کو معاف فرما دیا۔ تیسرا شخص جس کے قتل کا آپؐ نے حکم دیا اور پھر اپنا فیصلہ واپس لے کر اس کی جان بخشی کی۔ وہ کاتب وحی عبداللہ بن ابی سرح تھا۔ اس نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ وحی تو میرے پاس آتی ہے اور محمد ﷺ مجھ سے سُن کر لکھوا دیتا ہے۔

دوعورتوں میں سے صرف ایک عورت (ابن خطل کی لونڈی قریبہ) کو قتلِ عمد کے جرم میں سزائے موت دی گئی۔ دوسری عورت ہندہ زوجہ ابوسفیان جس نے حضرت حمزہ کا کلیجہ چبایا تھا اور ان کے ناک کان کاٹ کر اپنے گلے کا ہار بنایا تھا، اسے بھی معاف فرمادیا۔ اور وہ وحشی جس نے حضرت حمزہؓ کو برچھی مار کر شہید کر دیا تھا اور نعش کی بے حرمتی کی تھی اسے بھی معاف فرمادیا۔

فتح مکہ کے موقع پر صفوان بن اُمیّہ ان افراد میں سے ایک تھا جسے آپ نے قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ یہ مکّہ سے جدّہ بھاگ گیا تا سمندر کے راستہ یمن چلا جائے۔ ان کے عزیز عُمیر بن وہب الجمحی نے ان کی جان بخشی کی درخواست کی جو حضورؐ نے فوراً قبول فرمالی۔ عُمیر نے

عرض کیا کہ جب تک حضورؐ اپنی کوئی نشانی نہ دیں گے وہ میری بات پر یقین نہیں کرے گا۔ نبی پاک ﷺ نے اپنی دستار مبارک عطا فرمائی۔ چنانچہ صفوان جدہ سے واپس آ گیا اور نبی پاک ﷺ سے کہنے لگا اے محمدؐ! کیا آپ نے مجھے معاف کر دیا ہے جبکہ مَیں نے اسلام قبول کرنے کا کوئی فیصلہ نہیں کیا؟ فرمایا: ہاں، مَیں نے معاف کر دیا ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد غزوۂ حنین کا واقعہ پیش آیا۔ نبی پاک ﷺ نے صفوان سے 100 زرہیں مانگیں۔ نبی پاکؐ کی بخشش اور درگزر نے اسے بے خوف تو پہلے ہی کر دیا تھا۔ بڑی بے باکی سے بولا: أَغَصْبًا يَا مُحَمَّدُ۔ اے محمد (ﷺ) میرا مال زبردستی غصب کرنا چاہتے ہو؟ فرمایا: نہیں نہیں بَلْ عَارِيَةٌ مَضْمُوْنَةٌ۔ عاریۃً اپنی ضمانت پر مانگ رہا ہوں۔ فتح حنین کے بعد اس نے دیکھا کہ مال غنیمت کے جانوروں سے پوری وادی بھری ہوئی ہے۔ کہنے لگا اے محمدؐ اتنا مال کیا کرو گے۔ فرمایا سارا تم لے لو اور ہزاروں جانور اسے بخش دئے۔

فتح مکّہ کے موقع پر نبی پاکؐ کے عفو و درگزر اور آپؐ کے خُلقِ کریم اور وسیع حوصلہ کو دیکھ کر ہزاروں اہل مکّہ ایمان لے آئے۔ اور جو پیچھے رہ گئے وہ بتدریج اسلام قبول کرتے رہے۔ آپؐ نے کسی کو جبراً مسلمان نہ بنایا۔ فتح مکّہ کے موقع پر وہ مہاجرین نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے جنہیں اہل مکّہ نے سخت دکھ دے کر ان کے گھروں پر قبضہ کر لیا تھا۔ ان مہاجرین نے درخواست کی کہ اب ان کے گھر انہیں واپس دلائے جائیں لیکن حضور نبی پاک ﷺ نے ان کی یہ درخواست ردّ کر دی۔

(رحمۃ للعالمین صفحہ 109-110)

مُغیرہ بن شعبہ قبول اسلام سے پہلے اپنے ساتھیوں کے ساتھ کسی تجارتی سفر پر روانہ ہوئے۔ راستہ میں انہوں نے موقع پا کر انہیں قتل کر دیا اور مدینہ بھاگ آئے۔ اور سارا مال نبی پاک ﷺ کے قدموں میں ڈال کر کلمہ پڑھ کر اسلام لے آئے۔ حضور نبی پاک نے فرمایا: اے مغیرہ! اَمَّا مَالُكَ فَمَالُ غَدْرٍ فَلَا حَاجَةَ لَنَا فِيهِ کہ تیرا یہ مال دھوکہ سے کمایا گیا ہے۔ مغیرہ! ہمیں اس مال کی حاجت نہیں۔

ایک قبیلہ کا سفیر مدینہ آیا۔ حق سفارت ادا کرنے کے بعد اس نے مدینہ میں رکنا چاہا اور اسلام قبول کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ فرمایا یہ سفارت کے آداب کے خلاف ہے۔ پہلے واپس جاؤ، اپنا کام مکمل کرو پھر جب چاہو اسلام قبول کر لینا۔

ابوسفیان نے غزوہ احزاب کا بدلہ لینے کے لئے چند قریشی نوجوانوں کو لالچ دے کر نبی کریم ﷺ کے قتل پر آمادہ کیا۔ ایک نے حامی بھر لی۔ وہ خنجر چھپا کر مدینہ آیا۔ جب حضور نبی پاک ﷺ کی نظر اس پر پڑی تو دیکھتے ہی فرمایا اس کی نیت ٹھیک نہیں ہے۔ ایک انصاری رئیس اُسید بن حُضیر لپک کر اس سے چمٹ گئے اور ان کے ہاتھ میں اس کا چھپا ہوا خنجر آ گیا۔ اب کیا تھا قریشی نوجوان خوف سے کانپنے لگ گیا اور منّت کرنے لگا کہ میری جان بخشی کر دی جائے۔ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اگر سچ سچ بتا دو کہ کس نیت سے آئے تھے تو معاف کر دیں گے۔ اس نے ابوسفیان کے منصوبہ سے آگاہ کیا اور حضور نے اُسے فوراً معاف فرما دیا۔ وہ نوجوان مدینہ میں کچھ دن رہ کر اسلام لے آیا۔

(سیرت خاتم النبیین صفحہ 741-743)

طائف میں نبی کریم ﷺ سے جو ظالمانہ سلوک کیا گیا اس سے کون واقف نہیں۔ طائف کے سرداروں نے پتھر مار مار کر آپ کو لہو لہان کر دیا تھا۔ فتح مکّہ کے بعد جب غزوہ حنین اور غزوہ اَوطاس ہوئیں تو طائف سے بڑی تعداد میں فوجیں دشمن کی مدد کے لئے آئیں۔ لیکن شکست فاش کے بعد طائف میں اپنے قلعوں میں محصور ہو گئیں۔ نبی پاکؐ نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ چند دن کے محاصرہ کے بعد کسی طرح نبی پاک ﷺ کو اطلاع ملی کہ دشمن محاصرہ کی وجہ سے سخت تکلیف میں ہے اور بھوک نے ان کی ہلاکت کو ان کے بہت قریب کر دیا ہے۔ نبی پاکؐ نے فوراً محاصرہ اُٹھا لینے کا فیصلہ فرمایا۔ صحابہؓ نے جنگی اصولوں کے پیش نظر عرض کیا کہ حضورؐ اب یہ مجبور ہو چکے ہیں اور قلعہ فتح ہونے ہی والا ہے۔ لیکن وہ پاک اور مقدس نبیؐ جو ماں باپ سے بڑھ کر شفیق تھا ان جانی دشمنوں کو یوں بھوک کے ہاتھوں تڑپتے ہوئے نہ دیکھ سکا۔ آپؐ نے صحابہؓ کے مشورہ کو ردّ کر دیا اور محاصرہ اُٹھا کر واپس مکّہ تشریف لے آئے۔

ایک بار حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد مدینہ میں ملاقات کے لئے آیا۔ یہ تبادلۂ خیالات مسجد نبویؐ میں ہو رہا تھا۔ بحث کے دوران ان کی عبادت کا وقت شروع ہونے پر انہوں نے اجازت مانگی کہ باہر جا کر کسی جگہ عبادت کر آئیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: یہیں میری مسجد میں اپنے طریق پر عبادت کر لو۔

یہ عیسائی جب ابھی عبادت میں مصروف تھے اور جنوب کی بجائے ان کے منہ مشرق کی طرف تھے تو چند صحابہؓ مسجد میں پہنچے۔ غالبًا ان صحابہؓ کی نظر اپنے آقا و مولیٰ پر نہیں پڑی ہو گی۔ یہ صحابہؓ ان عیسائیوں کو مختلف سمت میں عبادت کرتے ہوئے دیکھ کر انہیں منع کرنے کے لئے آگے بڑھے تو حضور نبی پاک ﷺ نے سختی کے ساتھ انہیں روک دیا تا یہ ان عیسائیوں کی عبادت میں خلل نہ ڈالیں۔ آپؐ نے فرمایا: یہ مسجد خدا کا گھر ہے اور مَیں نے ہی انہیں عبادت کی اجازت دی ہے اور جب کوئی محض اللہ کی عبادت کر رہا ہو تو کسی انسان کا حق نہیں کہ اس میں روک پیدا کرے۔

سب جانتے ہیں کہ مسجد نبویؐ کا مرتبہ کس قدر بلند ہے۔ اے کاش آج مسلمانوں میں بھی یہ حوصلہ پیدا ہو جائے۔ ہم علیٰ وجہ البصیرت کہہ سکتے ہیں کہ ساری امت مسلمہ میں سوائے جماعت احمدیہ کے آج شاید ہی کسی دوسرے فرقہ کا اس پر عمل ہو۔ اے کاش سارے مسلمان اس پر عمل پیرا ہوں تا ہمارا معاشرہ بھی کچھ سُکھ کا سانس لے سکے اور حقیقی اسلامی معاشرہ کہلا سکے۔

جمال مہر و وفا کے قصے کمالِ صدق و صفا کی باتیں
جو ہو سکے تو سنائے جاؤں تمہیں حبیبِ خدا کی باتیں

ڈنمارک کے کارٹونوں سے نبی پاک ﷺ اور اسلام کے خلاف یہ تاثر دیا گیا ہے کہ نعوذ باللہ نبی پاکؐ اپنی توہین برداشت ہی نہیں کر سکتے تھے۔ خاکسار اس اعتراض کے جواب میں صرف ایک واقعہ بیان کرے گا۔

مدینہ میں عبداللہ بن اُبی ابن سلول رئیس المنافقین تھا۔ اور یہود کے قبیلہ خَزرَج کا سردار تھا۔ مدینہ میں نبی پاکؐ کی ہجرت سے قبل اس کے لئے باقاعدہ لڑیوں کا تاج بنایا گیا اور اس کی رسم تاجپوشی کی تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں۔ کہ نبی پاکؐ کا ورودِ مسعود مدینہ میں ہوا اور آپ سب لوگوں کی توجہ کا مرکز بن گئے۔ اس وجہ سے عبداللہ بن اُبی بن سلول کے سینہ میں آگ لگ گئی اور دل ہی دل میں نبی پاکؐ کے خلاف منصوبے بنانے لگا۔

(سیرت حلبیہ اردو جلد دوئم نصف اول صفحہ 312)

واقعۂ اِفک میں حضرت عائشہؓ اُمّ المومنین پر الزام لگانے میں یہ شخص پیش پیش تھا۔ دراصل اس کا یہ خلافت پر پہلا حملہ تھا۔ اسے احساس تھا کہ حضرت ابوبکرؓ کا نبی پاکؐ اور مسلمانوں کی نظر میں کیسا بلند مقام ہے۔ اور جانتا تھا کہ نبی پاکؐ کے بعد مسلمان صرف حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر جمع ہوں گے۔ سیدنا حضرت فضل عمرؓ نے تفسیر کبیر میں بنومصطلق کے غزوہ سے واپسی پر اس کی خطرناک سازش کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ

”رسول کریم ﷺ نے جب بنومصطلق پر لشکر کشی کی تو وہاں انصار اور مہاجرین میں کنوئیں سے پانی نکالنے پر جھگڑا ہو گیا اور اس جھگڑے نے اس قدر طول کھینچا کہ انصار اور مہاجرین نے تلواریں نکال لیں اور وہ ایک دوسرے سے لڑائی پر آمادہ ہو گئے۔ عبداللہ بن ابی ابن سلول نے اس موقع کو غنیمت سمجھا۔ چنانچہ وہ آگے بڑھا اور اس نے کہا اے انصار! یہ تمہاری ہی غلطیوں کا نتیجہ ہے کہ آج تمہیں یہ دن دیکھنا پڑا۔ مَیں تمہیں پہلے ہی سمجھاتا تھا کہ تم ان مہاجرین کو اپنے سر نہ چڑھاؤ ورنہ کسی دن تکلیف اُٹھاؤ گے۔ مگر تم نے میری بات نہ مانی۔ اب خدا کا شکر ہے کہ تمہیں بھی اس حقیقت کا احساس ہوا۔ مگر گھبراؤ نہیں اور مجھے مدینہ پہنچ لینے دو پھر دیکھو گے کہ مدینہ کا سب سے معزز انسان (یعنی وہ کمبخت خود)، مدینہ کے سب سے ذلیل انسان (یعنی نعوذ باللہ محمد رسول اللہ) کو وہاں سے نکال دے گا۔ اور یہ فتنہ پھر کبھی سر نہیں اُٹھائے گا۔ جب اس نے یہ الفاظ کہے تو انصار اور مہاجرین دونوں سمجھ گئے کہ ہمارے جوش سے اس نے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہا ہے۔ چنانچہ وہ سنبھل گئے اور انہوں نے آپس میں صلح کر لی۔ مگر اس دوران کسی نے دوڑ کر رسول کریم ﷺ کو اطلاع دے دی کہ یارسول اللہ عبداللہ بن ابی ابن سلول نے آج اس اِس طرح کہا ہے۔ آپ نے عبداللہ بن ابی ابن سلول اور اس کے دوستوں کو بلایا اور فرمایا کہ کیا بات ہوئی ہے۔ انہوں نے اس واقعہ سے بالکل انکار کر دیا اور کہا کہ یہ بالکل غلط بات ہے، ایسا کوئی واقعہ ہوا ہی نہیں۔ لیکن بات سچی تھی، پھیلنی شروع ہوئی اور عبداللہ کے بیٹے تک یہ بات جا پہنچی۔ وہ یہ سنتے ہی بیتاب ہو گیا اور اُسی وقت رسول کریمؐ کی خدمت میں پہنچا اور کہنے لگا یارسول اللہ! مَیں نے سنا ہے کہ آج میرے باپ نے یہ الفاظ کہے ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں میرے پاس بھی رپورٹ پہنچ چکی ہے۔ اس نے کہا: یارسول اللہ ﷺ اس جرم کی سزا سوائے موت کے اور کیا ہو سکتی ہے اور یہ بالکل جائز اور درست سزا ہے۔ مگر یارسول اللہ مَیں یہ درخواست کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں کہ اگر آپ میرے باپ کے قتل کا حکم نافذ فرمائیں تو کسی اور کو قتل کرنے کا حکم نہ دیں بلکہ مجھے حکم دیں کہ مَیں اپنے باپ کو قتل کروں۔ کیونکہ اگر آپؐ نے کسی اور کو حکم دیا تو ممکن ہے کہ شیطان کسی وقت مجھے ورغلا دے کہ یہ میرے باپ کا قاتل ہے اور مَیں جوش میں اس پر حملہ کر بیٹھوں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہمارا ایسا کوئی ارادہ نہیں۔ ہم اسے کوئی سزا دینا نہیں چاہتے۔ ہم تمہارے باپ کے ساتھ نرمی اور ملاطفت کا ہی سلوک کریں گے۔ وہ وہاں سے اُٹھا اور خاموشی کے ساتھ چلا آیا مگر اس کا دل ان الفاظ کی وجہ سے جل رہا تھا اور اسے کسی پہلو قرار اور اطمینان نہیں آتا تھا۔ جب لشکر مدینہ کی طرف واپس لوٹا اور عبداللہ بن ابی ابن سلول اندر داخل ہونے لگا تو اس کا بیٹا اپنی سواری سے کود کر اپنے باپ کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا اور تلوار اپنی میان سے نکال لی اور باپ سے کہا۔ تمہیں یاد ہے تم نے وہاں کیا الفاظ کہے تھے۔ تم نے کہا تھا کہ مدینہ کا معزز ترین انسان مَیں ہوں اور مدینہ کا ذلیل ترین انسان نعوذ باللہ محمد رسول اللہ ہے۔ خدا کی قسم مَیں تمہیں اُس وقت تک مدینہ میں داخل نہیں ہونے دوں گا جب تک تم یہ اقرار نہ کرو کہ مدینہ کا ذلیل ترین انسان مَیں ہوں اور مدینہ کا معزز ترین انسان محمد رسول اللہ ہے ورنہ مَیں اسی تلوار سے تمہارا سر اُڑا دوں گا۔ عبداللہ نے جب یہ نظارہ دیکھا کہ اس کا بیٹا اس کے سامنے تلوار لے کر کھڑا ہے۔ تو سمجھ گیا کہ اگر آج مَیں نے یہ الفاظ نہ کہے تو میرے بیٹے کی تلوار میرا خاتمہ کئے بغیر نہ رہے گی۔ چنانچہ اس نے اپنے تمام دوستوں اور ساتھیوں کے سامنے جن میں وہ اپنی بڑائی کے گیت گایا کرتا تھا اقرار کیا کہ مَیں مدینہ کا ذلیل ترین انسان ہوں اور محمد رسول اللہ مدینہ کے معزز ترین انسان ہیں پھر اس نے اپنے باپ کو شہر میں داخل ہونے کا رستہ دیا“۔

(تلخیص از تفسیر کبیر جلد 5، تفسیر سورۃ مریم صفحہ 355-354)

اب واقعات کی روشنی میں اس گھناؤنے اعتراض کا جواب پیش ہے کہ نعوذ باللہ حضور نبی پاک ﷺ عورتوں کے دلدادہ تھے۔ آیئے اس اعتراض کے جواب سے پہلے عرب معاشرہ اور اسلام سے پہلے کے مذاہب میں شادیوں کے رواج سے متعلق جائزہ لیں۔

اسلام سے قبل عرب معاشرہ میں بیویاں کرنے کی کوئی حد بسط مقرر نہ تھی۔ معاشرہ میں بدکاری اور زناکاری عروج پر تھی۔ اس پر ندامت تو دُور کی بات ہے وہ ان افعال قبیحہ پر فخر کرتے اور اپنے اَشعار کے ذریعہ اشاعت فحشاء پر ناز کرتے تھے۔ شراب اور نشیلی چیزوں کا استعمال عام تھا اور پھر مدہوشی میں مخالفوں کی بہو بیٹیوں کے بارہ میں مزے لے لے کر فخریہ قصّے بیان کرتے تھے۔

لونڈیاں کثرت سے رکھتے تھے اور ان کے ذریعہ بدکاری کی آمدنی کو اچھا سمجھتے تھے۔ جس بیوہ عورت پر متوفّی شوہر کا قریبی رشتہ دار اپنی چادر ڈال دیتا وہی زبردستی اس کی بیوی بنا دی جاتی۔ سوتیلے بیٹے اس طریق پر سوتیلی ماؤں پر قبضہ کر لیتے تھے۔ عورتیں اپنے جسم کے مخفی حصّوں کی نمائش کرتیں۔ جو خاندان شریف سمجھے جاتے وہ لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے اور اس پر فخر کرتے کہ گویا یہ ان کی اعلیٰ شرافت کا نشان تھا۔

(رحمۃ للعالمین از قاضی محمد سلیمان سلمان منصورپوری، حصہ سوم صفحہ 625-626)

عرب جیسے آزاد معاشرہ میں جہاں شادیاں چھوٹی عمر میں ہی کر دی جاتی تھیں حبیب کبریا نے ابتدائی 25 سال کمال تقویٰ کے ساتھ تجرد کی حالت میں گزارے۔ آپ سارے عرب میں مردانہ حسن کا شاہکار سمجھے جاتے تھے۔ شادی کی تو ایک ایسی خاتون کے ساتھ جو حضور ﷺ سے عمر میں نہ صرف 15 سال بڑی تھیں بلکہ پہلے سے دو مرتبہ بیوہ ہو چکی تھیں اور حضور انور ﷺ نے ان کے ساتھ اپنی 25 سے 50 سال تک کی عمر کا زمانہ نہایت وفا کے ساتھ گزارا۔ جب حضرت خدیجہؓ کی وفات ہوئی تو وہ 65 برس کی ہو چکی تھیں۔ نبی پاک ﷺ اپنی وفات تک ہمیشہ حضرت خدیجہؓ کی محبت اور قربانیوں کا ذکر فرماتے رہے۔ کیا یہ کسی نفس پرست، عورتوں کے دلدادہ کی حالت ہے یا ایک بے مثال، وفاشعار، عارف ربّانی اور عشقِ خدا میں مخمور وجود کی سیرت طیبہ کا قابل تقلید نمونہ ہے۔

حضور نبی پاک ﷺ کی دوسری شادی حضرت سودہؓ سے ہوئی۔ حضرت سودہؓ بنت زمعہ بن قیس حضورؐ کے ایک خادم حضرت سکرانؓ بن عمرو کی بیوہ تھیں۔ میاں بیوی نے کفار کے انتہائی مظالم سے تنگ آ کر حبشہ کی طرف ہجرت کی جہاں سکران بن عمرو فوت ہو گئے۔ حضرت سودہؓ کی عمر 50 سال کی ہو چکی تھی گویا شادی کی عمر سے گزر چکی تھیں۔ یہ مسلمانوں کی انتہائی تنگی کے حالات تھے۔ حضرت سودہؓ بے سہارا ہو چکی تھیں۔ ان کے سہارے کے لئے نبی پاک ﷺ نے شادی کی۔

حضور نبی پاک ﷺ کی تیسری شادی حضرت عائشہؓ سے ہوئی۔ حضرت عائشہ نبی پاکؐ کی وفات کے بعد 48 سال تک زندہ رہیں اور کبھی بھی حرفِ شکایت آپؓ کے منہ پر نہ آیا۔

نبی پاک ﷺ کی اکثر شادیاں 5 تا 9 ہجری کے درمیانی عرصہ میں ہوئیں جبکہ آپ زندگی کے 55 سال گزار چکے تھے۔ آپ فرماتے تھے مَا لِيَ فِي النِّسَآءِ حَاجَةٌ کہ مجھے اپنی ذات کے لئے عورتوں کی کوئی حاجت نہیں۔ اس کے باوجود آپ ﷺ کا مزید شادیاں کرنا ضرور کوئی مصالح رکھتا ہے جن میں سے چند ایک کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

اُمّ المومنین حضرت صفیہؓ کے نکاح سے قبل جس قدر لڑائیاں مسلمانوں کے ساتھ کفار نے کیں ان سب میں یہود مخفی یا اعلانیہ شریک تھے۔ مگر حضرت صفیہؓ کے ساتھ شادی کے بعد کسی ایک لڑائی میں بھی یہود مسلمانوں کے خلاف شریک نہیں ہوئے۔ خود غور کیجئے یہ شادی قومی مصالح کے لئے کس قدر مفید ثابت ہوئی۔ حضرت صفیہؓ سے شادی کے وقت نبی پاکؐ 59 برس کے تھے۔

اُمّ المومنین حضرت حبیبہؓ بنت ابی سفیان، حضرت عبداللہ بن جحشؓ کی بیوہ تھیں۔ اس شادی سے قبل ابوسفیان غزوہ اُحد، حَمرَاءُ الأَسَد، بدرُ الأُخریٰ اور غزوۂ احزاب میں لشکر کفار کی کمان کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ لیکن اس شادی کے بعد وہ کسی جنگ میں مسلمانوں کے خلاف شامل نہ ہوئے اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد خود بھی اسلام کے جھنڈے تلے آ کر پناہ لیتے ہیں۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ نکاح غیر ضروری تھا۔

اُمّ المومنین حضرت جویریہؓ بنت حارث بن ابی ضرار کی پہلی شادی مسافع بن صفوان سے ہو چکی تھی۔ ان کا باپ مشہور رہزن تھا اور مسلمانوں سے دلی عداوت رکھتا تھا۔ بنو مصطلق کا مشہور طاقتور جنگجو قبیلہ جو متعدد قبائل پر مشتمل تھا ہمیشہ اس کے اشارہ پر ہر جنگ میں مسلمانوں کے خلاف برسر پیکار رہا۔ لیکن جونہی حضور نبی پاک ﷺ نے حضرت جویریہؓ کو آزاد کر کے ان کی اپنی رضامندی سے ان کے ساتھ شادی کی تو تمام قبیلہ سب دشمنیاں بھول گیا۔ قزاقی چھوڑ دی اور مسلمانوں کے خلاف کسی جنگ میں شریک نہ ہوا۔ انصاف سے بتائیں کہ یہ نکاح کس قدر مفید ثابت ہوا۔ حضور نبی پاک ﷺ کی عمر اس وقت 57 سال تھی۔

اُمّ المومنین حضرت میمونہؓ کی ایک بہن سردار نجد کے گھر میں تھیں۔ اھل نجد ہی وہ ظالم تھے جنہوں نے دھوکے سے 70 حفاظ صحابہ کرامؓ کو اپنے ملک میں لے جا کر شہید کر دیا تھا۔ کئی بار انہوں نے نقص امن اور فساد انگیزی کی۔ لیکن حضرت میمونہؓ کے ساتھ شادی کے بعد ملک نجد میں صلح، امن اور اسلام پھیلانے کے بہترین مواقع پیدا ہو گئے۔ حضرت میمونہؓ کے ساتھ حضور نبی پاک ﷺ نے 59 برس کی عمر میں شادی کی۔ حضرت میمونہؓ اس وقت 36 سال کی تھیں اور حضور ﷺ کی زوجیت میں صرف چار سال تک رہیں۔

اسی طرح اُمّ المومنین حضرت زینب بنت جحشؓ، حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کے نکاح خالص اسلامی اغراض اور مصالح دینی پر مبنی تھے۔ حضرت زینبؓ کے نکاح کے ساتھ عربوں کی متبنّٰی بنانے کی رسم کا طلسم پاش پاش ہو گیا۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کے ساتھ نکاح کے نتیجہ میں حفاظت قرآن کریم اور تعلیم نسواں کے قومی مقاصد حاصل ہوئے۔ اسی طرح دونوں اُمہات المومنینؓ کو خلافت حضرت ابوبکر صدیق اور خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے دوران حضور نبی پاک ﷺ کی تربیت کے نتیجہ میں عظیم الشان خدمات کی توفیق عطا ہوئی۔

(’رحمۃ للعالمین‘ حصہ دوئم صفحہ 357-358)

مختصر یہ کہ حضور نبی پاک ﷺ کی سب شادیاں بے شمار قومی اور دینی مصالح کے لئے تھیں۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تعددِ ازدواج پر اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

”شریعت حقّہ نے اس کو ضرورت کے واسطے جائز رکھا ہے۔ ایک لائق آدمی کی بیوی اگر اس قسم کی ہے کہ اس سے اولاد نہیں ہو سکتی تو وہ کیوں بے اولاد رہے اور اپنے آپ کو بھی عقیم بنالے۔ ایک عمدہ گھوڑا ہوتا ہے تو اس کی نسل بھی قائم رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ انسان کی نسل کو کیوں ضائع کیا جاوے۔

پادری لوگ دوسری شادی کو زنا کاری قرار دیتے ہیں تو پھر پہلے انبیاء کی نسبت کیا کہتے ہیں۔ حضرت سلیمان کی کہتے ہیں کئی سو بیویاں تھیں اور ایسا ہی حضرت داؤدؑ کی تھیں۔ اگر نعوذ باللہ عیسائیوں کے قول کے مطابق ایک سے زیادہ نکاح سب زنا ہیں تو حضرت داؤدؑ کی اولاد سے ہی ان کا خدا پیدا ہوا ہے۔ تب تو یہ نسخہ اچھا ہے اور بڑی برکت والا طریق ہے“۔ (ملفوظات جلد دہم صفحہ 236)

ملفوظات جلد نمبر 7 صفحہ 63 تا 70 پر بھی ایک احمدی کے بعض سوالوں کے جواب دیتے ہوئے حضورؑ نے تعدّدِ ازدواج سے متعلق سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ

صرف نفسانی لذّات کے لئے دوسری شادی کرنا گناہ ہے۔ آنحضرت صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی کئی بیویاں تھیں مگر اس کے باوجود آپ ساری ساری رات خداتعالیٰ کی عبادت میں گزارتے تھے۔ ایک بار آپؐ کی باری حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ہاں تھی۔ کچھ حصہ رات کا گزرا تو حضرت عائشہؓ کی آنکھ کھلی اور دیکھا کہ آپؐ وہاں موجود نہیں ہیں۔ انہیں شبہ ہوا کہ کہیں کسی دوسری بیوی کے ہاں ہوں گے۔ انہوں نے حضورؐ کو ہر گھر میں تلاش کیا بالآخر دیکھا کہ آپ قبرستان میں سجدہ کی حالت میں رو رہے ہیں۔ اب دیکھو آپؐ زندہ اور چہیتی بیوی کو چھوڑ کر مُردوں کی جگہ قبرستان میں گئے اور روتے رہے تو کیا آپ کی بیویاں حظِّ نفس یا اتباع شہوت کی بنا پر ہوسکتی ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اسی تسلسل میں فرماتے ہیں:

''آخری نصیحت ہماری یہی ہے کہ اسلام کو اپنی عیاشیوں کے لئے سپَر نہ بناؤ کہ آج ایک حسین عورت نظر آئی تو اسے کرلیا اور کل اَور نظر آئی تو اُسے کرلیا... اگر صحابہ کرامؓ عورتیں کرنے والے اور انہیں میں مصروف رہنے والے ہوتے تو اپنے سر جنگوں میں کیوں کٹواتے... جو شب و روز عیش و عشرت میں غرق رہتا ہے وہ کب ایسا دل لا سکتا ہے''۔

قارئین کرام! تاریخ عالم کھنگال کر دیکھ لیجئے، تاریخ انبیاء کا مطالعہ کر لیجئے، آپ کو حبیب کبریاء، سرورکائنات، فخرِدوعالم، سیدی مکی و مدنی صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جیسی نظیر کہیں نظر نہیں آئے گی۔ واقعی کون و مکان میں آپؐ ایک ایسا گوہر نایاب تھے جو ہر اعتبار سے بے مثل، ہر رنگ میں فرید و وحید، ہر کمال میں یگانہ اور ہر اعتبار سے یکتائے روزگار تھے۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے آپ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے عشق میں کیا خوب فرمایا ہے۔

دلبرا ! مجھ کو قسم ہے تیری یکتائی کی
آپ کو تیری محبّت میں بھلایا ہم نے

نعت رسول اکرم صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہے سر بہ سجود آگے تیرے یم شوریدہ
سب نخل خمیدہ ہیں کاہیدہ و بالیدہ

پھر اذنِ قصیدہ دے در مدحِ شہِ شاہاں
یہ عرض کرے تجھ سے اک شاعرِ رنجیدہ

اے مالکِ حرفِ کن دے لفظ کو زیبائش
ہوں میں نہ سخن آرا نے زیرک و فہمیدہ

مجھ کو بھی رسائی دے اس ذکر کے حلقے تک
پاتے ہیں سکوں جس جا رنجیدہ و غم دیدہ

آیا ہے سر صحرا پھر نعت کا نخلستاں
پھر چلنے لگا خامہ لرزیدہ و ترسیدہ

ہر وصفِ شہِ فاراں پربت کے برابر ہے
ترسیدہ قدم اٹھے لیکن نہ ہو لغزیدہ

ظاہر ہوا وہ رہبر قرآن صفت پیکر
افشاں ہوئی دنیا پر پھر فطرتِ پوشیدہ

راتوں کی عبادت نے غاروں کی ریاضت نے
عرفان کا پھر سینچا اک گلشنِ خندیدہ

اس حرفِ ید بیضا لفظِ دمِ عیسیٰ سے
رُخ بھی تھا عرق افشاں منبر بھی تھا لرزیدہ

وہ ماہِ درخشندہ مانندِ نجوم اس کے
ساتھی سبھی رخشندہ اصحاب سبھی چیدہ

اس عارضِ مہ پارہ اس چہرۂ انور کو
ہے دیکھ کے شرمندہ ہر لعلِ تراشیدہ

ہوں ڈوبے ہوئے گویا اک شربتِ شیریں میں
تحمید میں مستغرق وہ دو لبِ خوابیدہ

دو حرف کہے جس سے وہ بن گیا شیدائی
مسکا کے جسے دیکھا وہ ہو گیا گرویدہ

احکم تھا حکیموں میں افصح تھا فصیحوں میں
تہ دار تھی بات اس کی پھر بھی نہ تھی پیچیدہ

دشمن کے لئے لیکن مصروفِ دعا تھا دل
لت پت تھا لہو میں تن پا خون میں غلطیدہ

ہیں پاک تصنع سے یہ پیار کی باتیں ہیں
جو اس کو پسند آیا وہ میرا پسندیدہ

گر خواب میں مل جائے، سرمایۂ بینائی
ٹھہرے وہ نظر جس کو سب کہتے ہیں دُزدیدہ

یارب ترے بندوں کو پھر نور کی حاجت ہے
ہو ذہن رسا کوئی کوئی دلِ سنجیدہ

طوفانِ بلا نے اب کیا حال کیا قائل
گیسو ہیں تو ژولیدہ رخ ہے تو خراشیدہ

(مدبر آسان قائل)

مکرم محمود احمد ملہی صاحب، مربی سلسلہ احمدیہ

رسول اللہ ﷺ رحمۃ للعالمین

آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ خواہ وہ تعلق باللہ کا پہلو ہو یا خلق اللہ کی ہمدردی و غمخواری ہو خواہ جانی دشمنوں یا بیرونی حملہ آوروں کا مقابلہ ہو یا گھر کے بچوں اور خادموں سے سلوک یا زیرِاحسان یا احسان فراموشوں اور غدّاروں سے رویہ کا ذکر ہو۔ رسول اللہ ﷺ کی اعلیٰ ظرفی اور وسعت حوصلہ کا عظیم نظارہ نظر آتا ہے۔

آنحضرت ﷺ کے اِس خلق کو بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"انسان کے اخلاق ہمیشہ دو رنگ میں ظاہر ہو سکتے ہیں یا ابتلا کی حالت میں اور یا انعام کی حالت میں۔ اگر ایک ہی پہلو ہو اور دوسرا نہ ہو تو پھر اخلاق کا پتہ نہیں مل سکتا۔ چونکہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے اخلاق مکمل کرنے تھے اس لئے کچھ حصہ آپؐ کی زندگی کا مکی ہے اور کچھ مدنی۔ مکہ کے دشمنوں کی بڑی بڑی ایذا رسانی پر صبر کا نمونہ دکھایا اور باوجود ان لوگوں کے کمال سختی سے پیش آنے کے پھر بھی آپؐ ان سے حلم اور بردباری سے پیش آتے رہے اور جو پیغام خدا تعالیٰ کی طرف سے لائے تھے اس کی تبلیغ میں کوتاہی نہ کی۔ پھر مدینہ میں جب آپؐ کو عروج حاصل ہوا اور وہی دشمن گرفتار ہو کر پیش ہوئے تو ان میں سے اکثروں کو معاف کر دیا۔

باوجود قوتِ انتقام پانے کے پھر انتقام نہ لیا"۔

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 196-195۔ ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

آپ ﷺ کا دررحمت ہر خاص و عام کے لئے کھلا تھا اور جس کا بھی آپ سے کوئی تعلق ہوا وہ اس رحمت سے بہرہ ور ہوا۔ اس میں دوست اور دشمن کی کوئی تمیز نہ تھی۔ یہ گستاخی کرنے والے ہر طرح کے لوگ تھے۔ آپ ﷺ پر راکھ پھینکنے والے، راستے میں کانٹے بچھانے والے، پتھر مارنے والے، گلے میں پٹکا ڈال کر کھینچنے والے، زہر دینے والے، برا بھلا کہنے والے، برملا تکذیب کرنے والے، زبان سے بھی تذلیل وتمسخر اور ٹھٹھا کرنے والے، گھر سے بے گھر کرنے والے اور بارہا قتل کی کوشش کرنے والے، گستاخ مشرک، کفار، یہودی اور منافقین بھی جنہوں نے آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس پر رکیک سے رکیک حملے کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی تھی لیکن اس سب کے باوجود رحمۃ للعالمین ﷺ نے اپنی ذات کے لیے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا۔ چنانچہ مسلم شریف میں لکھا ہے کہ:

"حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ سے کبھی کسی کو نہیں مارا، نہ کسی عورت کو اور نہ کسی خادم کو۔ سوائے اس کے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے (کسی کو مارا ہو) آپ ﷺ کو جس کسی نے تکلیف پہنچائی تو آپ ﷺ نے کبھی اس سے انتقام نہیں لیا۔ ہاں جب اللہ تعالیٰ کے کسی قابل احترام مقام کی ہتک اور بے حرمتی کی جاتی تو پھر آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی خاطر انتقام لیتے۔

(صحیح مسلم۔ کتاب الفضائل۔ باب مُبَاعَدَتِہٖ ﷺ لِلْآثَامِ وَاخْتِیَارِہٖ)

کفار آپ ﷺ کے مقدس نام "محمد" (ﷺ) کو بگاڑ کر "مذمم" یعنی قابل مذمت کہتے تھے۔ آنحضرت ﷺ اس کے جواب میں یہی فرماتے کہ اللہ نے میرا نام محمد رکھا ہے جس کے معنی ہیں "تعریف کیا گیا"۔ پس ان کے مذمم کہنے سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اور ایسی

توہین اور تمسخر کرنے والوں کا معاملہ آپ ﷺ نے خدائے ذوالانتقام پر چھوڑ دیا کہ جس سے بڑھ کر اپنے محبوب محمد ﷺ کی غیرت رکھنے والا اور کوئی نہیں۔ صحیح بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں تعجب نہیں ہوتا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ مجھ سے قریش کی لعنت وملامت اور بُرا بھلا کہنے کو دور کرتا ہے۔ وہ مذمّم کہہ کر میری برائی بیان کرتے اور مجھے لعنت ملامت کرتے ہیں حالانکہ میں تو (مذمم نہیں) محمد (ﷺ) ہوں“۔

(صحیح البخاری کتاب المناقب باب ماجاء فی أسماء رسول اللہ ﷺ حدیث رقم 3372)

غزوہ اُحد کے موقع پر جب دشمن نے آپ ﷺ کو زخمی کیا اس موقع پر بجائے اس کے کہ ان کے لیے سزا تجویز کرتے ان پر آپ ﷺ ان الفاظ میں اظہار افسوس کرتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ احد کے روز جب نبی کریم ﷺ کا دانت ٹوٹ گیا اور آپ کا سر زخمی ہو گیا جس سے آپ ﷺ کے چہرے پر خون بہنے لگا۔ آپ ﷺ نے اپنے چہرے سے خون صاف کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ قوم کس طرح کامیاب ہوسکتی ہے جنہوں نے اپنے نبی کا چہرہ خون سے رنگ دیا ہو جبکہ وہ انہیں اللہ کی طرف بلاتا ہو۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الفتن بَابُ الصَّبْرِ عَلَى الْبَلَاءِ)

بعض اوقات یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر السلام علیکم کہنے کے بجائے ”السام علیک“ کہہ کر لعنت وہلاکت کی بد دعا دیتے۔ بخاری شریف میں حضرت عائشہؓ نے بتایا کہ ایک مرتبہ یہودیوں کی ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور انہوں نے کہا۔ السام علیکم۔ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں میں ان کی یہ بات سمجھ گئی۔ میں نے کہا۔ وعلیکم السام واللعنة۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عائشہ ٹھہرو اللہ ہر معاملے میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔ میں نے کہا۔ یارسول اللہ! آپ نے نہیں سنا جو انہوں نے کہا ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ میں جواب دے چکا ہوں وعلیکم“۔ (صحیح البخاری کِتَابُ الأَدَبِ بَابُ الرِّفْقِ فِي الأَمْرِ كُلِّهِ)

اسی طرح حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا اور اس نے اَلسَّامُ عَلَيْكَ کہا (یعنی تجھ پر ہلاکت وارد ہو)۔ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا عَلَيْكَ (تم پر ہلاکت ہو)۔ پھر رسول اللہؐ نے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا تمہیں پتہ چلا ہے کہ اس نے کیا کہا تھا۔ پھر آنحضورؐ نے بتایا کہ اس نے اَلسَّامُ عَلَيْكَ کہا تھا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے یہودی کی یہ حرکت دیکھی تو آنحضورؐ سے دریافت کیا، کیا ہم اس کو قتل نہ کر دیں؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا ”لا“ نہیں۔ اسے قتل نہ کرو۔ اہل کتاب میں سے کوئی شخص جب تم پر سلام بھیجے تو تم اس کا جواب وَعَلَيْكُم کے ساتھ دیا کرو۔

(بخاری کتاب استتابة المرتدين والمعاندين)

بدخلقی کے بدلے انعام واکرام

بدوی لوگوں کے غیر مہذبانہ رویہ کے باوجود آپ ﷺ کا عفو وکرم آج بھی ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے اس کی ایک جھلک کتاب الشفاء میں درج روایت میں اس طرح آئی ہے کہ:

”حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی معیت میں تھا۔ آپ نے ایک موٹے حاشیہ والی چادر زیب تن کی ہوئی تھی۔ ایک بدوی نے آپ کی چادر کو اتنی زور سے کھینچا کہ اس کے حاشیہ کے نشان آپ کے کندھے پر پڑ گئے۔ پھر اس نے کہا اے محمد! (ﷺ) مجھے اللہ تعالیٰ کے اس مال میں سے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عنایت فرمایا ہے یہ دو اونٹ دے دیں۔ آپ نے مجھے کوئی اپنا یا اپنے والد کا مال تو نہیں دینا؟ اُس کی ایسی کرخت باتیں سن کر پہلے تو نبی ﷺ خاموش رہے پھر فرمایا: اَلْمَالُ مَالُ اللهِ وَاَنَا عَبْدُهٗ کہ مال تو اللہ ہی کا ہے اور میں اللہ کا بندہ ہوں۔ پھر آنحضورؐ نے فرمایا کہ تم نے جو مجھے تکلیف پہنچائی ہے اس کا تم سے بدلہ لیا جائے گا۔ اُس بدوی نے کہا مجھ سے اس کا بدلہ نہیں لیا جائے گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم سے بدلہ کیوں نہیں لیا جائے گا؟ اُس بدوی نے کہا۔ اس لئے کہ آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں لیتے۔ اس کا یہ کہنا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اس کے مطلوبہ دو اونٹوں میں سے ایک اونٹ پر جَو اور دوسرے پر کھجوریں لاد دیں۔ اور وہ اس کو عنایت فرمائیں“۔ (کتاب الشفا صفحہ 74 جلد اوّل)

حضور ﷺ کو زہر دینے کی کوشش

آپؐ اور آپؐ کے صحابہؓ کو ایک یہودی عورت نے گوشت میں زہر ملا کر کھلانے کی کوشش کی اور اقبالِ جرم کرنے کے باوجود آپ نے اسے معاف فرما دیا۔ صحابہ کو غصہ تھا، انہوں نے عرض بھی کی کہ اس کو قتل کر دیں، آپ نے فرمایا نہیں، بالکل نہیں۔

(بخاری کتاب الهبة باب قبول الهدية من المشركين۔ حديث 2617)

اموال میں بددیانتی کا الزام

ایک دفعہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کے مال تقسیم کرنے پر اعلانیہ اعتراض کیا کہ اس میں عدل سے کام نہیں لیا گیا اور رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ خدا کا خوف کریں۔ اس واقعہ کی تفصیل بخاری شریف میں اس طرح سے آئی ہے کہ:

حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ نے رسول اللہ ﷺ کو یمن کی طرف سے ایک سونے کا چھوٹا سا ٹکڑا رنگے ہوئے چمڑے میں لپیٹ کر بھیجا جو طبعی حالت میں تھا کندن نہیں ہوا تھا۔ ابوسعیدؓ کہتے تھے۔ آپ نے وہ ٹکڑا چار آدمیوں کے درمیان تقسیم کیا۔ عیینہ بن بدر، اقرع بن حابس، زید خیل (بن مہاہل) اور چوتھا علقمہ (بن علاثہ) یا عامر بن طفیل تھے۔ یہ دیکھ کر آپ ﷺ کے صحابہ میں سے ایک شخص بولا۔ ان سے تو ہم اس کے زیادہ حق دار تھے۔ ابوسعید کہتے تھے۔ جب یہ خبر نبی ﷺ کو پہنچی آپ ﷺ نے فرمایا۔ کیا تم مجھے امین نہیں سمجھتے۔ جب کہ میں اس (ذات کا) امین ہوں جو آسمان میں ہے۔ صبح اور شام مجھے آسمان کی خبریں آتی ہیں۔ اس پر ایک شخص کھڑا ہوا جس کی آنکھیں اندر گھسی ہوئی تھیں۔ دونوں رخسار اوپر کو اٹھے ہوئے تھے۔ تہ بند اٹھائے ہوئے تھا، کہنے لگا۔ یارسول اللہ (ﷺ)! اللہ سے ڈریں۔ آپؐ

نے فرمایا تم پر افسوس۔ کیا زمین کے تمام لوگوں میں سے میں ہی زیادہ اس لائق نہیں ہوں کہ اللہ سے ڈروں۔ پھر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا گیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں اس کی گردن نہ اڑادوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ نہیں شاید وہ نماز پڑھتا ہو۔ خالدؓ نے کہا۔ کتنے ہی نمازی ہیں اپنی زبان سے وہ کچھ کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ میں لوگوں کے دلوں کو کریدوں اور لوگوں کے پیٹوں کو پھاڑوں۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب بَعْثِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ)

رئیس المنافقین کا اہانت آمیز رویہ

رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی سلول کی نہایت ظالمانہ حرکات تاریخ میں محفوظ ہیں، آنحضرت ﷺ نے نہ صرف اس کی زندگی میں اس کے ساتھ عفو اور مغفرت کا سلوک فرمایا بلکہ اس کے مرنے پر بھی آنحضور ﷺ کا اسوہ حیرت انگیز حد تک رحم اور شفقت کا تھا، اس بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

’’حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب عبد اللہ بن ابیّ کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کو اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے بلایا گیا۔...... حضور ﷺ وہاں گئے اور جب اس کی نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے تو حضرت عمرؓ کہتے ہیں میں اپنی جگہ سے ہٹ کر آنحضرت ﷺ کے سینے کے سامنے دوبدو کھڑا ہو گیا، قریب ہو کر بالکل قریب جا کر سینے کے سامنے اور کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ ﷺ اللہ کے دشمن عبد اللہ بن ابی بن سلول کی نماز جنازہ پڑھائیں گے جس نے فلاں دن فلاں بات کہی اور فلاں وقت فلاں بات کہی اس بات کا قرآن کریم میں ذکر بھی ہے۔ (نہایت ہی خبیثانہ بات ہے اور گستاخی رسول اس سے زیادہ متصور نہیں ہو سکتی یعنی نہ صرف یہ کہ جھوٹے تھے اور منافق تھے بلکہ شدید گستاخ تھے یہ لوگ اور حضرت عمرؓ نے وہیں اس کی نعش کے سامنے یہ بات آنحضرت ﷺ کو یاد کروائی تھی)۔ حضرت عمرؓ بتاتے ہیں کہ اس طرح میں اس کے ایسے واقعات گنوانے لگا کہ اس بد بخت نے یہ کہا، یہ کہا، یہ کیا، یہ کیا اور آپ ﷺ آج اس کی نماز جنازہ کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اسی طرح مسکراتے رہے۔ عجیب حوصلہ ہے ہمارے آقا ﷺ کا، حیرت ہے، ایک ایک بات پر آنحضرت ﷺ کے لئے دل عشق سے اچھلتا ہے۔ وہ ساری گالیاں سن رہے ہیں جو بد بخت نے دی ہیں سارے ذلت آمیز اس کے واقعات جو خود ذلتوں سے بھرے ہوئے تھے اور نعوذ باللہ من ذالک ذلتیں آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب کر رہا تھا۔ وہ سنتے رہے جنازہ سامنے پڑا ہوا ہے مسکراتے رہے حتیٰ کہ میں نے اس بات پر بہت ہی زور دیا جتنا میں دے سکتا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے عمر! میرے سامنے سے ہٹ جاؤ مجھے اختیار دیا گیا ہے اس لئے میں نے اختیار کو استعمال کیا ہے مجھے کہا گیا ہے:

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ۔ (التوبۃ:80)

مجھے کہا گیا ہے تو ان کے لئے چاہے بخشش مانگ چاہے بخشش نہ مانگ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً اگر تو ستر مرتبہ بھی ان کے لئے بخشش مانگے گا فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ اللہ انہیں معاف نہیں فرمائے گا۔ اگر مجھے یہ معلوم ہو کہ اگر میں اس کے لئے ستر سے زائد مرتبہ استغفار کروں تو اسے بخش دیا جائے گا تو میں ضرور ستر سے زائد مرتبہ استغفار کروں گا۔ یہ ہے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ۔ روح اچھلتی ہے آپ کے عشق میں۔ ایسا کامل حسن ہے اخلاق کو ایسا درجہ کمال تک پہنچایا ہے کہ اس کے اوپر اخلاق کا تصور نہیں ہو سکتا‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6 مارچ 1987ء خطبات طاہر جلد 6 صفحہ نمبر 159-157)

يَا رَبِّ صَلِّ عَلٰى نَبِيِّكَ دَائِمًا
فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا وَ بَعْثٍ ثَانٍ

کہاں ہیں مُدعیِ حُبِّ احمدؐ سامنے آئیں

جنہیں مَیں ڈھونڈتا تھا آسمانوں میں زمینوں میں
وہ نکلے میرے ظلمت خانۂ دل کے مکینوں میں

شمارِ یوسفِ مصری تھا مانا مہ جبینوں میں
کہاں پہنچے تجھے بزمِ نبوّت کے حسینوں میں

تمہاری قوتِ قدسی نے وحشت کو مٹا ڈالا
وگرنہ تھے درند آباد صحراؤں مدینوں میں

ترے درسِ اخوت نے کئے دو قالب و یکجاں
وہ جن کے روز و شب کٹتے چلے آتے تھے کینوں میں

نہ ٹھہری جب ہوئی دوچار خورشید رسالت سے
جو ظلمت مدّتوں کی تھی مکانوں اور مکینوں میں

دیانت نے جوابِ حضرتِ والا نہیں دیکھا
امانت نے نہ پایا آپ کا ثانی امینوں میں

ابوّت کی نفی کا جب بدل تھا تحفہ کوثر
تو پھر کیونکر نہ ہو خاتَم نبوّت آفرینوں میں

وہ کیا جانیں جنابِ مصطفیٰ کی شان کو جن کے
جہالت سینوں میں بوئے جہالت ہو پسینوں میں

کہاں ہیں مُدعیِ حُبِّ احمدؐ سامنے آئیں
سمجھتے ہیں جو اپنے آپ کو باریک بینوں میں

پڑا ہو آمنہ کا لالؐ یثرب کی زمینوں میں
مگر مریم کا ہو نُورِ نظر گردوں نشینوں میں

(کلام حسن روہتاسی صفحہ 149-148)

تعارف کتب

آئینہ کمالاتِ اسلام

نوید حمید

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب آئینہ کمالاتِ اسلام، جس کا دوسرا نام دافع الوساوس ہے، کے بارے میں فرماتے ہیں: اس کتاب کی تحریر کے وقت دو دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور آپ نے اس کتاب کی تالیف پر بہت مسرت ظاہر کی اور ایک رات یہ دیکھا کہ ایک فرشتہ بلند آواز سے لوگوں کے دلوں کو اس طرف بلاتا ہے اور کہتا ہے ھٰذا کتابٌ مبارکٌ فقوموا لِلاجلالِ والاِکرامِ، یعنی یہ کتاب مبارک ہے اس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔

یہ اقتباس سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس کتاب کی اہمیت واضح کرنے کے لیے کافی ہے۔ دراصل اس کتاب میں اسلام پر دو طرف سے وارد ہونے والے خطرات کا تدارک کیا گیا ہے۔ اوّل تو مسیحی اور دیگر مذاہب کے لوگ اسلام پر حملے کر رہے تھے اور دوم بہت سے مسلمان علما بھی اسلامی تعلیمات کی غلط تشریحات پیش کر رہے تھے۔ اس صورت حال کے پیش نظر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کتاب میں اسلامی تعلیمات کی خوبیوں اور کمالات کا مفصل بیان فرمایا ہے اور دین محمدیہ کی حقیقت دنیا کے سامنے پیش کی ہے۔ حضور علیہ السلام نے شروع میں ذکر فرمایا کہ آپ دفاع اسلام کے عظیم الشان جہاد میں مصروف ہیں لیکن علما نے آپ کا ساتھ دینے کی بجائے آپ کی مخالفت شروع کر دی اور یہاں تک چلے گئے کہ آپ پر کفر کے فتوے بھی لگائے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں فتووں کی پروا نہیں کرتا کیونکہ میرا اصل مدعا دین اسلام کی خدمت اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی برتری ثابت کرنا ہے۔ اس زمانہ میں اسلام کی نازک حالت کا اندازہ اس امر سے بھی کیا جا سکتا ہے کہ خود ایسے لوگ جو ہندوستان کے مسلمانوں کی علمی اور سیاسی خدمت پر کمربستہ تھے، مغربی فلسفہ کے زیر اثر عقائد کی غلط تاویلیں پیش کر رہے تھے جو مثلاً وحی کی حقیقت یا فرشتوں کے وجود سے انکار پہ منتج ہو رہی تھیں۔ لہٰذا حضور علیہ السلام نے ان موضوعات پر مفصل دلائل و براہین پیش کر کے اسلامی نقطۂ نظر کو واضح فرمایا۔

ایک اہم پہلو جس پر اس کتاب میں سیر حاصل بحث موجود ہے وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام انبیا پر فضیلت ہے۔ عیسائی تو اس قسم کے دعوے کرتے ہی تھے کہ حضرت عیسیٰؑ بعض لحاظ سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر فوقیت رکھتے ہیں لیکن خود مسلمانوں کے بعض فریق بھی عیسائیوں کے اس دعویٰ کے حق میں دلائل پیش کر رہے تھے۔ یعنی مسلمانوں کا یہ عقیدہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی تک آسمان پر زندہ ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس خیال کا بڑے زور کے ساتھ ردّ فرمایا اور دلائل سے ثابت کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیا پر فضیلت رکھتے ہیں۔ اس کے بعد حضورؑ بتاتے ہیں کہ ہر مسلمان اپنے اندر حقیقت اسلام کس طرح پیدا کر سکتا ہے اور کس طرح ایسا مسلمان بن سکتا ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ ہمیں دیکھنا چاہتا ہے۔ اس مقصد کے حصول کا راستہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل اتباع اور پیروی ہے۔ حضور علیہ السلام قرآنی آیت قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَۃِ اللّٰہِ...(الزمر:54) کا حوالہ دے کر فرماتے ہیں:

”سو اللہ جل شانہ نے اس آیت میں چاہا کہ اپنی رحمتوں کا ایک نمونہ پیش کرے اور بندہ کو دکھلاوے کہ میں کہاں تک اپنے وفادار بندوں کو انعامات خاصہ سے مشرف کرتا ہوں سو اس نے قُلۡ یٰعِبَادِیَ کے لفظ سے یہ ظاہر کیا کہ دیکھو یہ میرا پیارا رسول یہ برگزیدہ بندہ کہ کمال طاعت سے کس درجہ تک پہنچا کہ اب جو کچھ میرا ہے وہ اس کا ہے۔ جو شخص نجات چاہتا ہے وہ اس کا غلام ہو جائے یعنی اس کی اطاعت میں محو ہو جاوے کہ گویا کہ اس کا غلام ہے تب وہ گو کیسا ہی پہلے گناہ گار تھا بخشا جائے گا۔ ...... اور اس آیت میں اس طرف اشارہ ہے کہ جو شخص اپنی نجات چاہتا ہے وہ اس نبی سے غلامی کی نسبت

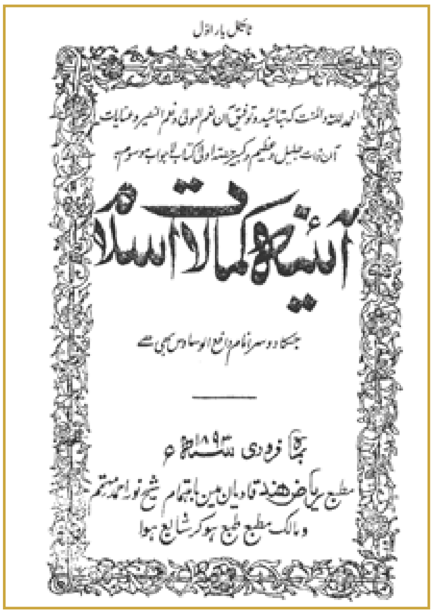
آئینہ کمالات اسلام
جسکا دوسرا نام دافع الوساوس بھی ہے
فروری ۱۸۹۳ء
مطبع ریاض ہند قادیان میں باہتمام شیخ نور احمد مہتمم و مالک مطبع طبع ہو کر شائع ہوا

پیدا کرے یعنی اس کے حکم سے باہر نہ جائے اور اس کے دامن طاعت سے اپنے تئیں وابستہ جانے جیسا کہ غلام جانتا ہے تب وہ نجات پائے گا“۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5، ص191)

کتاب کے آخر میں حضور علیہ السلام نے حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی کی تجویز پر التبلیغ کے عنوان سے ایک طویل خط تحریر فرمایا ہے جس کا مقصد مسلمانوں میں موجود فقراء، پیرزادوں وغیرہ کو اتمامِ حجت کرنا تھا جو قسم ہا قسم کی بدعات میں مصروف اور اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ احمدیہ سے بے خبر تھے۔ حضور علیہ السلام نے بعض الٰہی اشاروں کی بنا پر یہ خط عربی زبان میں لکھا اور یہ حضور کی عربی زبان کی پہلی تحریر ہے۔ مولانا جلال الدین صاحب شمس لکھتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے یہ خط بزبان عربی نہایت فصیح و بلیغ، مقفّٰی و مسجع عبارت میں لکھا جو بجائے خود آپ کی صداقت کا ایک زندہ نشان ہے۔

ضمناً اس بات کا ذکر بھی مناسب رہے گا کہ حضور اقدس علیہ السلام کا وہ شاندار قصیدہ فی مدح خاتم النبیین (یا عین فیض اللہ والعرفان) جسے ہزاروں احمدیوں نے حفظ کیا ہے اور جس کے بارے میں آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا نے مجھ سے فرمایا ہے کہ جو اس قصیدہ کو حفظ کرے گا اور ہمیشہ پڑھے گا میں اس کے دل میں اپنی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دوں گا اور اپنا قرب عطا کروں گا، یہ قصیدہ بھی حضور علیہ السلام کی اسی کتاب آئینہ کمالاتِ اسلام میں شامل ہے۔

ہجری شمسی کیلنڈر کا بارھواں مہینہ

فتح

مکرم مولانا محمد رئیس طاہر صاحب۔ مربی سلسلہ ربوہ

گزشتہ اقساط میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے عظیم الشان کارنامہ تقویم ہجری شمسی کے اجرا کا ذکر ہو چکا ہے کہ یہ اسلامی کیلنڈر جنوری 1940ء میں متعارف ہوا جسے ابتدائی تاریخ اسلام کے اہم واقعات کے مطابق تمام مہینوں کے نام رکھ کر مرتب کیا گیا۔حضورؓ نے 28/دسمبر 1938ء کو جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر سیر روحانی کے موضوع پر بصیرت افروز خطاب میں تفصیلاً اس کا ذکر فرمایا۔

ہجرت مدینہ کے آٹھویں سال رمضان کے مہینہ میں بمطابق دسمبر 629ء میں حضرت رسول کریم ﷺ اُس آخری جنگ کے لئے روانہ ہوئے جس نے عرب میں اسلام کو مستحکم کر دیا اور جسے فتح مکہ کا نام دیا جاتا ہے۔

اس مہم کا موقع اس طرح سے پیدا ہوا کہ مسلمانوں کے حلیف قبیلہ بنوخزاعہ کی قریش مکہ کے حلیف قبیلہ بنوبکر کے ساتھ پرانی دشمنی تھی۔ صلح حدیبیہ پر کچھ عرصہ گزرنے کے بعد بنوبکر نے مکہ والوں سے مل کر بنوخزاعہ پر حملہ کر دیا اور ان کے بہت سے مرد، عورتیں اور بچے حرم کے اندر ہی قتل کر دیئے۔ یہ قریش مکہ کی طرف سے معاہدہ حدیبیہ کی سراسر خلاف ورزی تھی۔ چنانچہ بنوخزاعہ نے ایک وفد آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بھجوایا اور بنوبکر کے خلاف مدد کی درخواست کی جس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ’’تمہاری مدد کی جائے گی‘‘۔ اس دوران قریش مکہ کو بھی احساس ہوا کہ وہ معاہدہ کی خلاف ورزی کر چکے ہیں چنانچہ اس معاملے سے نپٹنے کے لئے انہوں نے ابوسفیان کو مدینہ روانہ کیا۔ ابوسفیان نے مدینہ پہنچ کر آنحضرت ﷺ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ سے ملاقاتیں کیں لیکن اس کی کہیں پر بھی حوصلہ افزائی نہیں ہوئی۔ اس نے خود ہی معاہدہ کا اعلان کیا مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہماری طرف سے کوئی ایسا معاہدہ نہیں ہوا۔ ابوسفیان کے جانے کے بعد آنحضرت ﷺ نے مکہ والوں کے پاس اپنا سفیر بھجوایا اور درج ذیل تین شرائط پیش کیں کہ بنوخزاعہ کو خون بہا ادا کرو یا بنوبکر کی طرف داری سے برطرف ہو جاؤ یا معاہدہ حدیبیہ کالعدم کرنے کا اعلان کرو۔ مکہ والوں نے معاہدہ کو توڑنے کا پیغام دے کر سفیر کو واپس روانہ کر دیا۔

آنحضرت ﷺ نے فوری طور پر جنگ کی تیاری کا اعلان فرمایا۔لشکر کی تیاری اور روانگی کو خفیہ رکھا گیا تا قریش کو لشکر کی اس وقت خبر ہو جب وہ ان کے سر پر پہنچ جائیں تا کہ قریش کو مسلمانوں کے خلاف مدد لینے کا موقع نہ ملے۔ ارض حرم کے تقدس کو قائم رکھنے اور خونریزی سے بچنے کے لئے اس مہم کو مخفی رکھنا بہت ضروری تھا۔

ایک صحابی حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ نے اپنے عزیزوں کے تحفظ کی خاطر لشکر کشی کے بارے میں ایک خط اپنی لونڈی کے ہاتھ مکہ روانہ کیا جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو دے دی۔ آپؐ نے حضرت علیؓ، حضرت مقدادؓ اور حضرت زبیرؓ کو اس لونڈی کے پیچھے بھجوایا جو لونڈی کو پکڑ کر مدینہ لے آئے۔حضرت حاطبؓ بدری صحابی تھے حضرت رسول کریم ﷺ نے انہیں معاف فرما دیا۔

آنحضرت ﷺ کی ہدایت کے مطابق دوسرے قبائل رستہ میں اسلامی لشکر میں شامل ہوتے گئے۔ جب اسلامی لشکر دشت فاران میں داخل ہوا تو اس کی تعداد دس ہزار قدوسیوں تک پہنچ چکی تھی۔ مکہ سے 10 میل شمال مغرب میں واقع مرالظہران میں اسلامی لشکر سارے میدان کے نشیب و فراز میں پھیل گیا اور آنحضرت ﷺ کی ہدایت پر رات کو ہر خیمے کے آگے آگ روشن کی گئی۔

اہل مکہ کو اسلامی لشکر کی اطلاع تو نہ ہوئی تھی لیکن آگ کے اَلاؤ دیکھ کر خوف اور گھبراہٹ ضرور طاری ہو گئی۔ چنانچہ ابوسفیان نے ایک رات اپنے معمول کے گشت میں مکہ سے باہر میدان میں پھیلی آگ کو دیکھا تو مبہوت ہو کر رہ گیا۔ اس کے ساتھ حکیم بن حزام بھی تھے۔ ابوسفیان اپنے ساتھیوں سے پوچھ رہا تھا اور اندازے لگا رہا تھا کہ یہ لشکر کس کا ہو سکتا ہے اتنے میں اس کی ملاقات حضرت عباسؓ سے ہوئی اور وہ اسے آنحضرت ﷺ کے پاس لے گئے۔ یہ سارا نظارہ ابوسفیان کے دل میں ایک عظیم الشان تغیر پیدا کر چکا تھا۔ ابوسفیان نے سوچا کہ چند سال پہلے ہی ہم نے رسول اللہ ﷺ کو صرف ایک ساتھی کے ساتھ مکہ سے نکلنے پر مجبور کر دیا تھا لیکن اب آپؐ دس ہزار قدوسیوں کے لشکر کے ساتھ مکہ واپس آ گئے ہیں اور مکہ والوں میں طاقت نہیں کہ آپؐ کو روک سکیں۔ جب اسلامی لشکر مکہ کی طرف بڑھا تو آنحضرت ﷺ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کو

کسی تنگ جگہ پر کھڑا کرو تا کہ وہ اسلامی لشکر کی طاقت عظمت اور فدائیت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔

اس دوران ایک یہ بھی واقعہ ہوا کہ حضرت سعد بن عبادہؓ نے ابوسفیان سے کہا کہ آج مشرکین مکہ کے ظلموں کا بدلہ لیا جائے گا اس پر ابوسفیان نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں اپنی قوم کی معافی کی درخواست کرتے ہوئے سعد بن عبادہؓ کی اس بات کا بھی ذکر کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ابوسفیان! سعدؓ نے غلط کہا ہے آج رحم کا دن ہے۔ آج اللہ تعالیٰ قریش اور خانہ کعبہ کو عزت بخشنے والا ہے۔ پھر آپؐ نے ایک آدمی کو سعدؓ کی طرف بھجوایا اور فرمایا اپنا جھنڈا اپنے بیٹے قیسؓ کو دے دو کہ وہ تمہاری جگہ انصار کے لشکر کا کمانڈر ہو گا۔ اس طرح آپؐ نے مکہ والوں کا دل بھی رکھ لیا اور انصار کے دلوں کو بھی صدمہ پہنچنے سے محفوظ رکھا۔

عفو وکرم کے اس عظیم الشان نظارہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''جو شخص ابوسفیان کے گھر میں گھس جائے اس کو بھی امن دیا جائے گا۔ جو مسجد کعبہ میں گھس جائے اس کو بھی امن دیا جائے گا، جو اپنے ہتھیار پھینک دے اس کو بھی امن دیا جائے گا۔ جو اپنا دروازہ بند کر کے بیٹھ رہے اس کو بھی امن دیا جائے گا۔ جو حکیم بن حزام کے گھر میں گھس جائے اس کو بھی امن دیا جائے گا۔ اس کے بعد ابی رویحہؓ جن کو آپ ﷺ نے بلالؓ حبشی غلام کا بھائی بنایا ہوا تھا اس کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا ہم اس وقت ابی رویحہؓ کو اپنا جھنڈا دیتے ہیں۔ جو شخص ابی رویحہؓ کے جھنڈے کے نیچے کھڑا ہو گا ہم اس کو بھی کچھ نہ کہیں گے۔ اور بلالؓ کو کہا تم ساتھ ساتھ یہ اعلان کرتے جاؤ کہ جو شخص ابی رویحہؓ کے جھنڈے کے نیچے آجائے گا اس کو امن دیا جائے گا''۔

(دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ 212)

یہ منظر دیکھ کر ابوسفیان کے ہوش اڑ چکے تھے۔ وہ تیزی سے مکہ پہنچا اور ایک اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر اس نے آنحضرت ﷺ کے اعلان کو قریش مکہ کے سامنے دہرایا تا کہ ان کی جان بچ جائے اور بے جا خون نہ بہے۔ مکہ کا شہر وادی ابراہیم میں واقع ہے اور چاروں اطراف سے پہاڑوں میں گھرا ہوا ہے۔ اُس زمانے میں مکہ میں داخلہ کے چار راستے تھے جن میں سے ہر راستہ کسی درّے سے ہو کر گزرتا تھا۔ یہ راستے شمال مغرب، جنوب مغرب، جنوب اور شمال مشرق سے آتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کو اُمید تھی کہ مکہ میں داخل ہوتے وقت مسلمانوں کو قریش کی جانب سے کچھ نہ کچھ مزاحمت کا ضرور سامنا کرنا پڑے گا۔ آپ نے اسلامی لشکر کو درج ذیل چار حصوں میں تقسیم فرمایا۔ ایک حصہ حضرت زبیر بن العوامؓ کے زیر کمان تھا۔ آپؐ نے ہدایت فرمائی کہ یہ حصہ مکہ کی بالائی جانب سے داخل ہو کر حجون پہنچ کر لشکر کا انتظار کرے، ایک حصہ حضرت خالد بن ولیدؓ کے زیر کمان تھا ان کو ہدایت فرمائی کہ وہ مکہ کے زیر کی جانب سے داخل ہوں اور صفا پر آملیں، ایک حصہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ کے زیر کمان تھا۔ آپ نے انہیں ہدایت فرمائی کہ وہ اپنی فوج کو لے کر بطن وادی کے راستہ مکہ میں داخل ہوں اور آپ کا انتظار کریں۔ قلب میں آنحضرت ﷺ اور آپ کا خاص محافظ دستہ تھا۔ آپؐ نے سب کمانڈروں کو خاص تاکید فرمائی کہ جب تک کوئی مزاحمت نہ کرے ہتھیار نہ اٹھایا جائے۔

آنحضرت ﷺ کداء کی جانب سے حجون کی سمت روانہ ہوئے۔ اس راستے پر وہ قبرستان بھی تھا جس میں حضرت خدیجہؓ اور آپؐ کے چچا ابوطالب کی قبریں تھیں۔ مکہ کی فتح مجموعی طور پر ایک پرامن مہم تھی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کے دستے جب مکہ میں داخل ہوئے تو عکرمہ بن ابی جہل، صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان پر حملہ آور ہوئے۔ اسی وجہ سے مسلمانوں کو بھی اپنے ہتھیار استعمال کرنے پڑے۔ جس میں قریش کے 12 آدمی مارے گئے اور دو مسلمان بھی شہید ہوئے۔ اس کے علاوہ مزید مزاحمت یا مقابلہ کا ذکر نہیں ملتا اور باقی تمام کمانڈر اپنی اپنی سمت سے آگے بڑھتے ہوئے آنحضرت ﷺ کی مقرر کردہ جگہ پر آپؐ سے آملے۔

آنحضرت ﷺ سب سے پہلے خانہ کعبہ تشریف لے گئے اور اپنی اونٹنی پر بیت اللہ کا طواف فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے خانہ کعبہ میں رکھے ہوئے بتوں کو اپنی چھڑی سے توڑا۔ اسی طرح اندر بنی ہوئی تصاویر کو مٹانے کی ہدایت فرمائی۔ اس کے بعد آپ نے مکہ والوں کو اکٹھا کر کے خطاب فرمایا جس میں عام معافی کا اعلان فرمایا۔

اس دن ایک بڑی تعداد میں مردوں اور عورتوں نے آنحضرت ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی جن میں مکہ کے اکابرین و رؤسا بھی تھے۔ ان ابتدائی کاموں سے فارغ ہو کر آنحضرت ﷺ نے مکہ کے گرد و نواح کو بھی بتوں سے پاک کرنے کے لئے چند فوری مہمات بھجوائیں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

''اُس دن ابراہیمؑ کا مقام پھر خدائے واحد کی عبادت کے لئے مخصوص کر دیا گیا اور بت ہمیشہ کے لئے توڑے گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ہبل نامی بت کے اُوپر اپنی چھڑی ماری اور وہ اپنے مقام سے گر کر ٹوٹ گیا تو حضرت زبیرؓ نے ابوسفیان کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھا اور کہا ابوسفیان! یاد ہے اُحد کے دن جب مسلمان زخموں سے چور ایک طرف کھڑے ہوئے تھے تم نے اپنے غرور میں یہ اعلان کیا تھا اُعْلُ ھُبَلْ۔ اُعْلُ ھُبَلْ۔ ھبل کی شان بلند ہو، ھبل کی شان بلند ہو۔ اور یہ کہ ھبل نے ہی تم کو اُحد کے دن مسلمانوں پر فتح دی تھی۔ آج دیکھتے ہو وہ سامنے ھُبَلْ کے ٹکڑے پڑے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا زبیرؓ! یہ باتیں جانے بھی دو۔ آج ہم کو اچھی طرح نظر آ رہا ہے کہ اگر محمد رسول اللہ ﷺ کے خدا کے سوا کوئی اور خدا بھی ہوتا تو آج جو کچھ ہم دیکھ رہے ہیں اس طرح کبھی نہ ہوتا''۔

(دیباچہ تفسیر القرآن انوار العلوم جلد 20 صفحہ 356)

تاریخ میں اس فتح کا نام اور شان ہمیشہ سنہری حروف میں لکھی جائے گی کہ اس دن تاج و تخت نہیں بلکہ دل فتح کئے گئے تھے۔ جس کے نتیجہ میں جانی دشمن جان نثار دوست بن گئے تھے۔ اسی عظیم الشان فتح کی یاد میں دسمبر کے مہینہ کا نام ''فتح'' رکھا گیا ہے کہ یہ عظیم الشان واقعہ اسی مہینہ میں ہوا تھا۔

(قسط سوم، آخری)

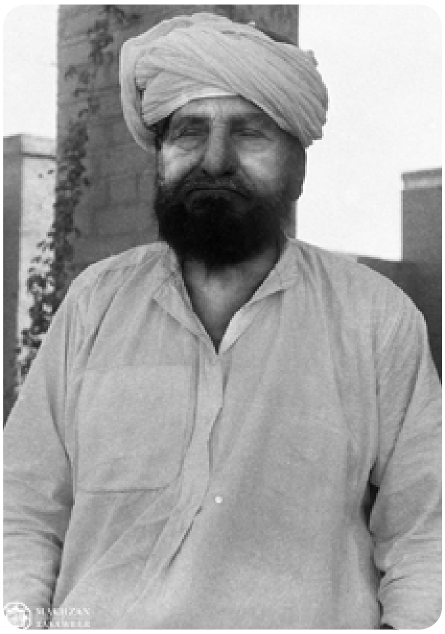

سیرت

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ

تبلیغی خدمات کا مختصر تذکرہ

(مکرم مولانا منیر احمد منور صاحب۔ مبلغ انچارج سوئٹزرلینڈ)

تبلیغ کا جوش اور نشانات کا ظہور

بمقام مڈھ رانجھا حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے عہد مبارک میں مولوی شیر عالم صاحب کے ساتھ تحریری مباحثہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا راجیکی صاحب کے دل میں القا کیا اور آپ نے اپنا پرچہ پڑھنے سے پہلے یہ دعا کی کہ

”اے خدا تعالیٰ اگر میرا پرچہ تیری رضا کے مطابق ہے تو سنانے سمجھانے کی توفیق دے اور حاضرین کو سننے کی توفیق ملے“۔

چنانچہ آپ نے چار گھنٹے تک صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور وفاتِ مسیح ناصریؑ پر اپنا پرچہ زبانی تشریح کر کے سنایا اور غیر احمدی دوستوں نے خوب شوق سے سنا۔ غیر احمدی مولوی صاحب نے بھی حضرت راجیکی صاحبؓ کے کہنے پر دعا کی اور پرچہ سنانا شروع کیا۔ تو تمام حاضرین یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ یہ وہی پرانی باتیں ہیں جو سُنی ہوئی ہیں اور صرف مولانا راجیکی صاحبؓ مع دو اور احباب کے رہ گئے اور اُن مولوی صاحب نے اپنا پرچہ سنانا بند کر دیا کہ اب کس کو سناؤں۔

حضرت مولوی صاحبؓ نے اس دعا کی طرف توجہ دلا کر کہا کہ یہ آپ کے اقارب، دوست اور ہم مذہب تھے اور میں دوسری جگہ کا آدمی ہوں۔ انہوں نے میری باتیں توجہ سے سُنیں اور تمہاری نہ سُنیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا نشان دکھایا ہے۔ وہ شرمندگی سے چھپ کر اپنے گاؤں چلا گیا اور آٹھ احباب نے بیعت کر لی۔

اسی طرح کی تائید 1912ء میں مباحثہ مونگھیر میں بھی ہوئی جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ارشاد پر حضرت مولوی سرور شاہ صاحبؓ، میر قاسم علی صاحبؓ، حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ اور آپ پہنچے۔ غیر احمدیوں نے یہ سمجھ کر کہ احمدی عربی میں مباحثہ نہیں کر سکیں گے، اصرار کیا کہ پہلا پرچہ احمدی مناظر عربی میں لکھے اور پھر ترجمہ کے ساتھ پڑھ کر سنائے۔ اس موقعہ پر قریباً ڈیڑھ سو مخالف علماء جمع تھے۔ فیصلہ ہوا کہ حضرت راجیکیؓ صاحب مناظر ہوں۔ مجمع پندرہ ہزار افراد پر مشتمل تھا۔ دو دو صدر فریقین کے اوپر اور ایک صدرِ اعظم ہندو آنریری مجسٹریٹ تھے۔ پولیس کے اعلیٰ افسر بھی موجود تھے۔ مولانا راجیکی صاحبؓ نے اپنا پرچہ مع اُردو ترجمہ لکھا اور سُنانے کے لئے کھڑے ہوئے تو محسوس کیا کہ کوئی چیز آسمان سے اُتر کر آپ کے وجود اور حواس پر مسلط ہوگئی، گویا کہ روح القدس کی تجلّی ہوئی۔ اس وقت تائید الٰہی سے آواز اس قدر بلند ہوگئی کہ تمام حاضرین تک پہنچتی تھی اور خوش الحانی بھی پیدا ہوگئی۔ یہ دیکھ کر کہ اس کا اثر ہو رہا ہے مخالفین بلکہ ان کے صدروں نے بھی بار بار شور مچانا شروع کر دیا۔ بار بار صدر اعظم نے ان مخالفین کو روکا۔ اسی دوران آٹھ اچھے پڑھے لکھے افراد جن میں سے بعض گریجویٹ بھی تھے سٹیج کی طرف بڑھے اور کہا کہ ہم ابھی قبول احمدیت کا اعلان کرنا چاہتے ہیں مگر ان کو ڈیرہ پر آنے کے لئے کہا گیا۔ صدر اعظم نے جلسہ برخاست ہونے کا اعلان کر دیا کیونکہ مخالفین کے خلافِ توقع حضرت مولوی صاحب نے پرچہ عربی میں لکھ کر سنانا شروع کیا تھا۔ مقابل پر جو مناظر تھا وہ کلکتہ کالج میں عربی کا پروفیسر تھا اسے فکر ہوا کہ اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوگئی تو شرمندگی ہوگی۔ اس طرح کسی عالم کو مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی کرسی پر چڑھ کر نعرے بلند کرنے لگے۔ لیکن الفاظ پُورے نہ نکلے کہ کرسی اُلٹی اور ان کا سر نیچے اور ٹانگیں اوپر ہوگئیں اور پگڑی دور جا پڑی اور ان کے ساتھیوں نے جن کو ان مولوی صاحب نے دعوت دی تھی کہ قادیانی علماء عربی بالکل نہیں جانتے۔ ان کے اس جھوٹ کی وجہ سے مکّوں اور لاتوں سے ایسی دُرگت بنائی کہ الامان الحفیظ۔

اعصابی بیماریوں اور مشکل حالات میں بھی آپ نے دور دراز کے سفر اور دورے کئے اور تمام تکالیف کو نہایت خندہ پیشانی اور صبر سے برداشت کیا۔ چنانچہ اس بارہ میں شیخ محمود احمد صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم کا مضمون ’امراض وآلام کا شکار مبلغ‘ کا خلاصہ قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

آپ لکھتے ہیں: آج ہم ایسے مبلغ کا ذکر سناتے ہیں جو صبر کے لحاظ سے اس زمانہ کا ایوب ہے۔ 1915ء کا

واقعہ ہے کہ خاکسار کو ایک مبلغ کے ساتھ تبلیغ کا سفر کرنا پڑا۔ یہ سفر بہت طویل تھا۔ میں اس وقت ایک ناتجربہ کار نوجوان تھا۔ میرا ساتھی ایک عالم فاضل اور متقی اور باخدا انسان تھا۔ راستہ میں دہلی کے سٹیشن پر میرے ساتھی کو اعصابی دورے شروع ہوگئے۔ مجھ سے اُن کی حالت دیکھی نہ جاتی تھی۔ ان کے پٹھے کھنچ جاتے تھے اور کبھی یہ عصبی درد سر اور گردن اور پٹھوں پر ہوتا اور کبھی جبڑوں کے پٹھوں پر کندھے اور بازو پر اور کبھی کسی اور جگہ میں۔ میں حیران تھا کہ ایسی حالت میں یہ دعوت الی اللہ کیا کریں گے؟...... رات کے دس بجے کے قریب کانپور پہنچے۔مولانا کو شدید بخار ہوگیا تھا۔ رات کو خان بہادر محمد حسین صاحب جج کی کوٹھی تلاش کی۔ مگر نہ ملی۔ پریشان ہوکر ایک سرائے میں پناہ گزین ہوئے۔ گرمی کا موسم تھا۔ سرائے کے لوگوں سے اندیشہ تھا کہ چوری نہ کریں۔ اس لئے کمرے کے اندر رات گزاری۔ مچھروں نے بری طرح کاٹا۔ ادھر مولانا کو شدت بخار سے ہوش نہ رہا۔ صبح بمشکل کوٹھی کا پتہ ملا اور تانگہ پر وہاں گئے۔ اس بیماری کی حالت میں کوٹھی پر لوگ ملنے آئے۔ ہمارا مبلغ اعصابی دردوں کی پروانہ کرتے ہوئے تبلیغ کرتا رہا۔ کبھی پگڑی سے سر اور منہ کو باندھتا اور کبھی ٹانگوں پر پگڑی باندھتا اور کبھی پاؤں پر۔

انہی دنوں ایک اہلحدیث کانفرنس کانپور میں ہو رہی تھی۔مولوی ثناءاللہ صاحب بھی وہاں موجود تھے اور مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی بھی تھے۔ کانفرنس میں ثناءاللہ صاحب نے ہمارے سلسلہ کو چیلنج دیا اور ہمارے مبلغ کا نام لے کر چیلنج دیا۔ میں نے کہا کہ وقت دو میں اُن کو لے آتا ہوں۔مولوی ثناءاللہ نے آدھ گھنٹے کا وقت دیا جو کافی نہ تھا۔ اس دن ٹانگے والوں کی ہڑتال تھی۔ مگر خدا کی قدرت، میں جب پنڈال سے نکلا تو ایک یکہ کھڑا تھا۔ اس سے پیسے پوچھے تو اس نے آٹھ آنے مانگے۔ میں نے منہ مانگے دام دیئے اور جج صاحب کی کوٹھی پر آیا۔مولانا کو قصہ سنایا۔ وہ اس وقت اعصابی تکلیف میں مبتلا تھے۔ اس وقت بے اختیار ان کے منہ سے نکلا کہ پھر چلیں؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ گرم کوٹ کھونٹی سے اتار کر پہن لیا اور اللہ کا نام لے کر یکہ پر بیٹھ گئے اور اعصابی دردوں کی موجودگی میں پنڈال میں پہنچ گئے۔ آٹھ دس ہزار کا مجمع تھا۔ سامنے سے صفوں کو چیرتے ہوئے سٹیج پر چلے گئے۔مولانا ثناءاللہ صاحب نے کرسی منگوا کر دی اور میں پاس سٹیج پر بیٹھ گیا۔ اس غیرت ایمانی سے طبیعت میں ایسی حالت پیدا ہوئی کہ وہ درد رک گیا۔ مباحثہ شروع ہوا۔ دو گھنٹہ تک وہ رنگ پیدا ہوا کہ غیر احمدیوں نے ہمارے مبلغ کے ہاتھ چومے اور دعا کی درخواستیں دیں۔

پھر منگور پہنچے تو یہاں بھی شدید قسم کی تکلیفوں میں مبتلا رہے۔ پہلے اعصابی دورے تھے۔ پھر بخار ہوا۔ پھر یہ بیماری، اب انفلوئنزا ہوگیا۔ کئی کئی گھنٹہ بیہوشی رہتی۔ مگر جب افاقہ ہوتا تو لوگوں کو جمع کرکے سلسلہ کا پیغام دیتے۔ قرآن کریم کا درس دیتے۔ اس تکلیف میں چھ ماہ کا لمبا عرصہ گذر گیا۔ مگر ایک منٹ کے لئے بھی ناشکری نہ کی اور نہ ہی سلسلہ کی تبلیغ کو چھوڑا۔ ان کا صبر ایوبؑ کا صبر تھا۔ انہوں نے یہ بےنظیر نمونہ تبلیغ میں قائم کیا۔ باوجود شدتِ امراض کے بھی تبلیغ نہ چھوڑی۔

(الحکم مؤرخہ 7 ستمبر 1924)

حضرت مولوی صاحبؓ کے جواں سال اور عالم فرزند مکرم مولوی مصلح الدین صاحب فوت ہوگئے۔ آپ کے پاس دوست تعزیت کے لئے آئے تو آپ نے فرمایا کہ جب کسی دوست کا لڑکا اپنے چچا، ماموں یا پھوپھی کے پاس جاتا ہے تو وہ فخر سے کہتا ہے کہ میرا فلاں لڑکا عزیز کے پاس گیا ہوا ہے۔ اب میرا لڑکا سب سے زیادہ محسن اور پیارے خدا کے پاس چلا گیا ہے اور بہشتی مقبرہ میں دفن ہوا ہے تو اس میں میرے لئے رنج کی کون سی وجہ ہے۔ شکر ہے کہ اس کا انجام بخیر ہوگیا اور وہ اپنے حقیقی مولا کے پاس پہنچ گیا۔

خلافت احمدیہ سے وابستگی

حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام کے وصال کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے خلافت احمدیہ کا سلسلہ جاری فرمایا تو آپ بڑی مضبوطی کے ساتھ اس سے چمٹ گئے اور نہ صرف اخلاص ووفا اور کامل ایمان کے ساتھ اس پر قائم رہے بلکہ خلافت کے مخالف فتنوں کے سامنے بھی سینہ سپر رہے۔ آپ اپنے اوپر ہونے والے تمام افضال کو حضرت مسیح موعودعلیہ السلام اور خلفاء کی برکات سمجھتے تھے اور دوسروں کو بھی خلفاء احمدیت کے ساتھ اخلاص ووفا کا تعلق قائم کرنے کی تاکید فرماتے۔

چنانچہ مکرم مسعود احمد دہلوی صاحب سابق ایڈیٹر الفضل اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

”حضرت مولانا راجیکی صاحب میں عاجزی وانکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آپ سے ہر شخص بآسانی مل لیا کرتا تھا۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے اور میں نے آپ کی مجلس میں لوگوں کو مخاطب کرکے یہ فرماتے ہوئے بار بار سنا کہ میں تو ایک عاجز انسان ہوں یہ سب تفضلات جو آپ لوگوں کو نظر آتے ہیں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام کے ساتھ محبت وعقیدت اور خلفائے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری کا نتیجہ ہے۔ آپ اپنی مجالس میں بڑی کثرت سے یہ نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ اگر اپنے مقصد میں کامیاب ہونا چاہتے ہو تو سیدنا حضرت خلیفۃالمسیح ایدہ اللہ کی خدمت میں دعا کی درخواست پر مشتمل خطوط باقاعدگی سے ارسال کیا کرو اور پھر خود بھی اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں لگے رہو۔ خلیفہ کا آسمانی وجود ایک پاور ہاؤس ہے اس سے تعلق محبت وعقیدت قائم کئے بغیر آپ لوگ خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث نہیں بن سکتے۔ لوگ مجھ سے دعا کے لئے کہتے ہیں میں دعا کر دیتا ہوں۔ اگر خدا تعالیٰ کے دائمی فیض کے وارث بنا چاہتے ہو تو خلیفۂ وقت کی دعاؤں کا اپنے آپ کو مورد بناؤ اور خود دعائیں کرنا اپنی عادت بنالو۔ تاکہ خدا تعالیٰ کے دائمی فضلوں کو جذب کرنے والے بن سکو۔ میں نے خود آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ ہوتی رہتی ہے کہ میں اپنی اور دوسروں کی حاجت براری کے لئے خلیفۂ وقت سے دعاؤں کی درخواست کرتا رہوں۔ چنانچہ میں اپنی ہر حاجت اور بالخصوص دعوت الی اللہ کی مہمات میں حضرت خلیفۃالمسیح کی خدمت اقدس میں بار بار دعاؤں کی درخواست پر مشتمل خطوط ارسال کرتا رہتا ہوں۔ آپ کی

اس نصیحت کی خود "حیاتِ قدسی" کے مطالعہ سے تصدیق ہو جاتی ہے۔(روزنامہ الفضل یکم اکتوبر 2007ء)

اسی طرح ایک دفعہ آپ نے قادیان میں مکان بنوانے کے لئے قرض لیا۔ جب اس قرض کی ادائیگی میں آپ کو دقت کا سامنا ہوا تو آپ نے اس کے لئے رمضان کے مہینے میں خصوصی دعا کا سلسلہ شروع کیا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"جب میں نے خاص توجہ سے اس گراں بار قرض کے اترنے کے لئے دعا کی اور دعا کرتے ہوئے آٹھواں دن ہوا تو اللہ تعالیٰ کی قدوس ذات میرے ساتھ ہمکلام ہوئی اور اس پیارے محبوب مولا نے مجھ سے ان الفاظ میں کلام فرمایا۔"اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا قرضہ جلد اتر جائے تو خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کو بھی شامل کرالے"۔

(حیاتِ قدسی حصہ چہارم صفحہ 6،7)

خلافتِ حقّہ کے متعلق آخری وصیت

مؤرخہ 12 مئی 1951ء حضرت مولوی صاحب نے اپنے بیٹے مولوی برکات احمد صاحب بی۔اے کے نام اپنے ایک خط میں ایک وصیت نامہ (منظوم) اپنی اولاد کے لئے تحریر فرمایا۔ اس میں ایمان و رشد اور خلافت حقہ احمدیہ کے ساتھ چمٹے رہنے کی تاکید فرمائی۔ اس نظم کے خلافت سے متعلق اشعار درج ذیل ہیں۔

جب جماعت میں کبھی ہو اختلاف
میرے بچو مجھ سے سن لو صاف صاف
آلِ احمد سے وہ مل جائیں سبھی
اس سے گمراہی نہ پائیں گے کبھی
ہے یہی میری وصیت آخری
ہے عمل کرنا اسی پر بہتری
یاد رکھنا تفرقہ جب ہو عیاں
ہے خلافت ہی ہدایت کا نشاں
آل احمد اور خلافت ہو جدھر
سب میری اولاد ہو جائے اُدھر
ہے ہدایت کا یہی معیار ایک
میرے پیارے اس سے ہوں گے پاک و نیک
ہوتا ہوں رخصت پیارو آپ سے
یاد رکھنا بات اپنے باپ سے

(حیاتِ قدسی حصہ سوم صفحہ 78،79)

مجلس خدام الاحمدیہ حلقہ مسجد نور کے زیر انتظام

فرانکفرٹ میں چیرٹی واک

گزشتہ سات سالوں سے مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی شہر فرانکفرٹ میں چیرٹی واک کے انعقاد کی توفیق پا رہی ہے۔ البتہ اس سال کی چیرٹی واک جو 18 اکتوبر 2020ء کو منعقد ہوئی دو وجوہ کی بنا پر گزشتہ سے مختلف تھی۔ یہ واک پہلی مرتبہ مسجد نور کے نواح میں منعقد ہوئی۔ اس کا آغاز شہر فرانکفرٹ کے ایک مشہور مینار Goetheturm سے ہوا۔ دوسری وجہ اس کا کورونا کے وبائی دور میں منعقد ہونا ہے۔ لہٰذا امسال منتظمین کو نہ صرف فلاحی اداروں کے لیے چندہ اکٹھا کرنا تھا اور دوڑ میں حصہ لینے والوں کے لیے راستہ تیار کرنا تھا بلکہ شاملین کے باہمی فاصلے اور دیگر احتیاطی تدابیر کو بھی یقینی بنانا تھا۔ اس سلسلے میں پہلا حکم شہر کی انتظامیہ کی طرف سے یہ تھا کہ شاملین کی تعداد کو ایک سو تک محدود کر دیا جائے۔ یہ تعداد بہت جلد آن لائن رجسٹریشن کے ذریعے پوری ہو گئی اور حصہ لینے والوں میں مقامی غیر از جماعت افراد کی تعداد نمایاں رہی۔ دوڑ سے پہلے کھڑے ہونے کا یوں انتظام کیا گیا تھا کہ کھڑے ہونے کی جگہ کو مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ ہر فرد کے لیے ایک مخصوص جگہ متعین کر دی گئی، اس طرح ہر شخص دوسرے سے کم از کم دو میٹر کے فاصلے پر تھا۔

جس نے بھی کبھی مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کی کسی چیرٹی واک میں حصہ لیا ہو، اسے علم ہو گا کہ اس میں پیر وطفل، مرد و زن، مستقل ورزش کرنے والوں اور کبھی کبھار ورزش کرنے والوں، سب کے لیے شمولیت کا موقع ہوتا ہے۔ سو اس کا بھی اس مرتبہ خصوصی اقدامات کے ساتھ خیال رکھا گیا۔ بارہ سال سے کم عمر بچے اس مرتبہ چیرٹی واک میں حصہ نہیں لے پائے۔ تاہم دس کلومیٹر دوڑ، پانچ کلومیٹر دوڑ، اور پانچ کلومیٹر پیدل چلنے کا سلسلہ قائم رہا، مگر قسط وار دس کلومیٹر دوڑنے والوں سے آغاز کیا گیا۔ ہر پانچ منٹ کے وقفے سے پندرہ دوڑنے والے اپنی دوڑ کا آغاز کرتے رہے۔ ان کے پیچھے پانچ کلومیٹر پیدل چلنے والے گئے۔ اور آخر میں یونہی پانچ پانچ منٹ کے وقفے کے بعد پانچ کلومیٹر دوڑنے والے دوڑے۔ دوڑنے والوں کو مزید یہ ہدایت بھی تھی کہ دوسرے دوڑنے والے سے آگے نکلتے ہوئے بھی فاصلہ قائم رکھا جائے۔

شاملین اور شہری انتظامیہ کے تعاون سے یہ پروگرام خوش اسلوبی کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچا۔ اول، دوم اور سوم آنے والوں کو احتیاطی اقدامات کے ساتھ انعامات دیے گئے۔

(رپورٹ: قائد مجلس خدام الاحمدیہ حلقہ مسجد نور فرانکفرٹ)

(مکرم ملک سکندر حیات صاحب، سیکرٹری وقفِ جدید جرمنی)

ایک بابرکت الٰہی تحریک

وقفِ جدید

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے بابرکت ہاتھوں سے جاری ہونے والی تحریکات میں سے ایک ”وقفِ جدید“ ہے جو 1957ء میں جاری ہوئی۔ اس تحریک کا آغاز صرف 7 ممبران سے ہوا تھا اور آج سینکڑوں ممالک کے لاکھوں احمدی اس بابرکت تحریک کے لئے مسلسل قربانی کر رہے ہیں جن میں ایک بڑی تعداد بچوں کی بھی ہے۔ اس للّٰہی تحریک کا سال جنوری سے شروع ہو کر دسمبر میں ختم ہوتا ہے۔ اس تحریک کی برکت اور اہمیت اُجاگر کرنے نیز یاددہانی کی غرض سے یہ مضمون شائع کیا جا رہا ہے۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے 27 دسمبر 1957ء کو اس الٰہی تحریک کا آغاز فرمایا اور اس بابرکت تحریک کے آغاز میں ہی آپؓ نے اس کی اہمیت سے متعلق احباب جماعت کو اپنے ایک خصوصی پیغام میں فرمایا:

”یہ کام خدا تعالیٰ کا ہے اور ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ میرے دل میں چونکہ خدا تعالیٰ نے یہ تحریک ڈالی ہے۔ اس لئے خواہ مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں، کپڑے بیچنے پڑیں۔ مَیں اس فرض کو تب بھی پورا کروں گا۔ اگر جماعت کا ایک فرد بھی میرا ساتھ نہ دے۔ خدا تعالیٰ ان لوگوں کو الگ کر دے گا جو میرا ساتھ نہیں دے رہے، اور میری مدد کے لئے فرشتے آسمان سے اتارے گا“۔

(وقف جدید سے متعلق پہلا خصوصی پیغام 1958ء)

وقف جدید کی مبارک تحریک کے تاریخی پس منظر اور اس کی اہمیت سے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 12 جنوری 2007ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

”وقف جدید کی تحریک بھی جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی جاری کردہ تحریک ہے جس کو 1957ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جاری فرمایا تھا اور صرف پاکستان کے احمدیوں کے لئے یہ تحریک تھی پاکستان سے باہر کے احمدیوں میں سے اگر کوئی اپنی مرضی سے اس میں حصہ لینا چاہتا تھا تو لے لیتا تھا۔ خاص طور پر اس بارے میں تحریک نہیں کی جاتی تھی کہ وقف جدید کا چندہ دیا جائے۔ اس وقت جب یہ جاری کی گئی تو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی نظر میں پاکستان کی جماعتوں کے لئے دو خاص مقاصد تھے۔ آپ نے جب یہ وقف جدید کی انجمن بنائی تو اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو ممبر مقرر فرمایا اور آپ کو جو ہدایات دیں وہ خاص طور پر دو باتوں پر زور دینے کے لئے تھیں۔ ایک تو یہ کہ پاکستان کی دیہاتی جماعتوں کی تربیت کی طرف توجہ دی جائے جس میں کافی کمزوری ہے اور دوسرے ہندوؤں میں تبلیغِ اسلام کا کام۔ خاص طور پر سندھ کے علاقہ میں بہت بڑی تعداد ہندوؤں کی ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو بڑی فکر تھی کہ دیہاتی جماعتوں میں تربیت کی بہت کمی ہے خاص طور پر بچوں میں اور اکثریت جماعت کے افراد کی دیہاتوں میں رہنے والی ہے اور اگر ان کی تربیت میں کمی ہوگی تو پھر آئندہ بہت ساری خرابیاں پیدا ہو جائیں گی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بیان کرتے ہیں کہ ”حضرت

مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جب مجھے وقف جدید کا ممبر مقرر فرمایا اور فرمایا کہ سارا جائزہ لو کہ تربیت کی کیا کیا صورت حال ہے تو کہتے ہیں کہ جب میں نے جائزہ لیا تو تربیت اور دینی معلومات کے بارے میں انتہائی بھیانک صورت حال سامنے آئی کہ بچوں کو سادہ نماز بھی نہیں آتی تھی اور تلفظ کی غلطیاں اتنی تھیں کہ کلمہ بھی صحیح طرح نہیں پڑھ سکتے تھے حالانکہ کلمہ بنیادی چیز ہے جس کے بغیر مسلمان مسلمان ہی نہیں کہلا سکتا۔ بہرحال اس وقت پاکستان میں ان معلّمین کے ذریعہ جن کو معمولی ابتدائی ٹریننگ دے کر میدان عمل میں بھیج دیا جاتا تھا وقف جدید نے ان دو اہم کاموں کو سرانجام دینے کا بیڑا اٹھایا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی محنت اور قربانی کے جذبے سے اس کام کو سرانجام دیا۔

سندھ میں ہندوؤں کے علاقہ میں تبلیغ کا کام ہوا۔ یہ بھی بہت مشکل کام تھا یہ ہندو جو تھروں میں وہاں کے رہنے والے تھے وہاں بارشیں نہ ہونے کی وجہ سے مزدوری کے لئے سندھ کے آباد علاقہ میں آیا کرتے تھے تو یہاں آ کر مسلمان زمینداروں کی بدسلوکی کی وجہ سے وہ اسلام کے نام سے بھی گھبراتے تھے۔ غربت بھی ان کی عروج پر تھی بڑی بڑی زمینیں تھیں۔ پانی نہیں تھا اس لیے کچھ کر نہیں سکتے تھے آمد نہیں تھی اور اسی غربت کی وجہ سے مسلمان زمیندار جن کے پاس یہ کام کرتے تھے انہیں تنگ کیا کرتے تھے اور ان سے بیگار بھی لیتے تھے یا اتنی معمولی رقم دیتے تھے کہ وہ بیگار کے برابر ہی تھی اسی طرح عیسائی مشنوں نے جب یہ دیکھا ان کے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہے تو ان کی غربت کا فائدہ اٹھا کر عیسائیوں نے بھی ان کو امداد دینی شروع کی اور اس کے ساتھ تبلیغ کر کے لالچ دے کر عیسائیت کی طرف ان ہندوؤں کو مائل کرنا شروع کیا تو یہ ایک بہت بڑا کام تھا جو اس زمانے میں وقف جدید نے کیا اور اب تک کر رہی ہے بہرحال اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور بڑے سالوں کی کوششوں کے بعد اس علاقے میں احمدیت کا نفوذ ہونا شروع ہوا یعنی حقیقی اسلام کو متعارف کروایا، اس کا پیغام پہنچاتے رہے۔...... شروع زمانے میں وسائل کی کمی کی وجہ سے وقف جدید کے معلّمین جنہوں نے میدان عمل میں کام کیا وہ بڑی تکلیف میں وقت گزارا کرتے تھے۔ ان علاقوں میں طبّی امداد کی میڈیکل ایڈ کی سہولتیں بھی نہیں تھیں اس لیے اپنے لیے بھی اور وہاں کے رہنے والے لوگوں کے لئے بھی کچھ دوائیاں ایلوپیتھی اور ہومیوپیتھی وغیرہ ساتھ رکھا کرتے تھے اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں موبائل ڈسپنسری ہے دیہاتوں میں جاتی ہے میڈیکل کیمپ بھی لگتے ہیں باقاعدہ کوالیفائڈ ڈاکٹر وہاں جاتے ہیں اسی طرح جماعت نے مٹھی میں ایک بہت بڑا ہسپتال بنایا ہے اس میں آنکھوں کا ایک وِنگ wing بھی ہے تو وقف جدید کی تحریک میں پاکستان کے احمدیوں نے اپنی تربیت اور تبلیغ کے لئے اس زمانے میں بڑھ چڑھ کر قربانیاں پیش کیں اور اللہ کے فضل سے اب تک کر رہے ہیں اور کام میں بھی اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت وسعت پیدا ہو چکی ہے اور کام بہت آگے بڑھ چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس طرح جماعت پر فضل فرما رہا ہے یہ تو بڑھتا ہی رہنا ہے۔

1985ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے وقف جدید کی تحریک کو یعنی مالی قربانی کی تحریک کو ساری دنیا پہ پھیلا دیا تا کہ دنیا میں جو احمدی آباد ہیں خاص طور پر یورپ اور امریکہ وغیرہ میں ان کے چندوں سے ہندوستان میں بھی وقف جدید کے نظام کو فعال کیا جائے اور وہاں زیادہ سے زیادہ تربیت اور تبلیغ کا کام کیا جائے اور جس علاقے میں خلافت ثانیہ کے دور میں کسی زمانے میں شدھی کی تحریک چلی تھی اور جس کے توڑ کے لئے جماعت نے اس وقت بڑے عظیم کام کیے تھے بڑی قربانیاں دی تھیں اس علاقے میں رہ کر تبلیغ کی تھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 1985ء میں فرمایا تھا کہ اس علاقے میں دوبارہ تشویشناک صورت حال ہے اس لیے ہندستان کی جماعتوں کو اس طرف توجہ دینی چاہیے اور وسیع منصوبہ بندی کرنی چاہیے اور اخراجات کے لئے آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ باہر سے رقم آ جائے گی اس لیے پھر جیسا کہ میں نے کہا باہر کی جماعتوں میں بھی وقف جدید کی یہ تحریک جاری کی گئی تا کہ باہر کی جماعتیں بھی اس نیک کام میں ہندوستان کی جماعتوں کی مدد کریں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے باہر کی جماعتیں اس تحریک میں بھی مالی قربانی کے لئے لبیک کہنے والی بنیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر سال وقف جدید میں بھی باقی چندوں کی طرح اضافہ ہو رہا ہے جوں جوں اللہ تعالیٰ کام میں وسعت دے رہا ہے جتنا جتنا کام پھیل رہا ہے اخراجات بڑھ رہے ہیں اللہ تعالیٰ وسائل بھی مہیا فرما رہا ہے۔ لیکن جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ جماعت کے بڑی تیزی سے ترقی کی طرف قدم بڑھ رہے ہیں اور اس لحاظ سے ضروریات بھی بہت تیزی سے بڑھ رہی ہیں جیسا کہ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فضل فرما رہا ہے ضروریات پوری ہوتی ہیں لیکن ہمیں اس طرف توجہ دینے کی بھی ضرورت ہے تا کہ ہم بھی ان مالی قربانیوں میں حصہ لے کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بن سکیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے افراد جماعت پر بھی انفرادی طور پر بہت فضل ہو رہے ہیں اس لیے ہمیشہ کی طرح اپنی قربانیوں کی طرف بھی خاص توجہ رکھیں تا کہ جو کمزور جماعتیں ہیں ہم ان کی مدد کر سکیں ہندوستان کی نئی جماعتیں بھی ہیں اور افریقہ کی جماعتیں بھی ہیں جو بہت معمولی مالی وسعت رکھتی ہیں گو کہ قربانی کی کوشش کرتی ہیں لیکن جتنی بھی ان کی وسعت ہے اس کے لحاظ سے، اپنے حالات کے لحاظ سے۔ تو ان کی مدد کرنے کے لئے تربیت و تبلیغ کے لئے ان کی قربانیوں میں جو کمی رہ گئی ہے اس کو پورا کرنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہیے اس لیے بیرونی جماعتیں یا ان مغربی ملکوں کی جماعتیں جن کی کرنسی مضبوط ہے انہیں خدمت دین اور دین کی مدد کے جذبے کے تحت ہمیشہ قدم آگے بڑھاتے چلے جانا چاہیے۔ (خطبہ 12 جنوری 2007ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ اپنی رضا کی خاطر اپنے مال پیش کرنے کی توفیق دیتا چلا جائے اور ہر فردِ جماعت کو وقف جدید کی بابرکت تحریک میں بھی شامل ہونے کی توفیق وسعادت عطا فرمائے، آمین۔

مدبّر احمد

کہاوتوں کی کہانیاں

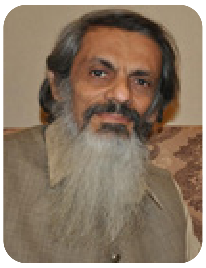

حساب جوں کا توں کنبہ ڈوبا کیوں

مطلب یہ کہ تھوڑا علم خطرناک ہوتا ہے۔ یہ کہاوت اس وقت بولی جاتی ہے جب کوئی شخص تھوڑا سا علم حاصل کر کے خود کو بہت قابل سمجھے اور جب اس علم پر عمل کرنے بیٹھے تو اپنی بے وقوفی کی وجہ سے نقصان اٹھائے، مگر نقصان کی وجہ اس کی سمجھ میں نہ آئے۔

اس کی کہانی یہ ہے کہ ایک صاحب زادے نے حساب کا علم سیکھنا شروع کیا۔ ایک روز استاد نے اوسط کا قاعدہ بتایا۔ انہوں نے اسے رٹ لیا۔ شام کو گھر گئے تو گھر والے دریا پار جانے کو تیار بیٹھے تھے۔ یہ حضرت بھی ساتھ ہو لیے۔ دریا کے کنارے پہنچنے پر گھر والوں نے کشتی تلاش کرنی شروع کی۔ یہ صاحب زادے اوسط کا قاعدہ پڑھ چکے تھے۔ جب کشتی والوں سے انہیں معلوم ہوا کہ دریا کناروں سے دو دو فٹ گہرا ہے اور درمیان میں آٹھ فٹ تو فوراً دونوں کناروں کی گہرائی یعنی دو اور دو چار فٹ اور درمیان کی گہرائی آٹھ فٹ جمع کر کے کل بارہ فٹ کو تین پر تقسیم کر دیا۔ جواب آیا "اوسط گہرائی چار فٹ"۔ اس قاعدے سے تو دریا کی گہرائی بالکل کم تھی۔ اس لئے انہوں نے خوشی خوشی گھر والوں کو بتایا کہ کشتی کا کرایہ بچ جائے گا۔ بغیر کشتی کے بھی دریا پار کیا جا سکتا ہے۔ میں نے حساب لگا کر دیکھا ہے۔ اس دریا کی اوسط گہرائی چار فٹ ہے۔ یہ سن کر گھر والے دریا پار کرنے کو تیار ہو گئے۔ پورا کنبہ یعنی گھر والے سامان لے کر دریا میں کود پڑے اور دریا کے بیچ میں پہنچ کر آٹھ فٹ گہرے پانی میں ڈوبنے لگے۔ کشتی والوں نے بڑی مشکل سے انہیں بچایا۔ صاحب زادے پانی میں شرابور کنارے پر پہنچے تو دوبارہ حساب جوڑا۔ وہی جواب آیا۔ پریشان ہو کر بولے، "حساب جوں کا توں کنبہ ڈوبا کیوں؟"

ہم بھی ہیں پانچ سواروں میں

یہ کہاوت اس وقت بولی جاتی ہے جب کوئی شخص اپنے آپ کو زبردستی بڑے اور مشہور آدمیوں کے ساتھ شامل کرے یا تھوڑا اور چھوٹا کام کر کے مشہور ہونا چاہے۔

کہتے ہیں کہ چار آدمی گھوڑے پر سوار ہو کر دکن جا رہے تھے۔ ان کے پیچھے پیچھے ایک کمہار بھی گدھے پر سوار جا رہا تھا۔ کسی نے پوچھا، "یہ سوار کہاں جاتے ہیں؟" اس پر کمہار نے خود کو بھی شامل کرتے ہوئے کہا، "ہم پانچوں سوار دکن کو جاتے ہیں۔

اپنا اُلّو کہیں نہیں گیا

مطلب یہ کہ کوئی نقصان اٹھائے یا فائدہ ہمیں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ہماری بات یوں بھی سچ ہے اور سچ رہے گی۔ یہ کہاوت اس موقع پر بولی جاتی ہے جب کسی بے وقوف آدمی سے اپنا مقصد پورا ہو جاتا ہے۔

اس کی کہانی یوں ہے کہ ایک بادشاہ کے دربار میں ایک اجنبی شخص آیا اور اس نے خود کو گھوڑوں کا بہت بڑا سوداگر ظاہر کیا۔ بادشاہ نے اسے ایک لاکھ روپیہ دیا اور کہا کہ ہمارے لیے عرب کی عمدہ نسل کے گھوڑے لے کر آنا۔ سوداگر روپیہ لے کر چلتا بنا۔ یہ بات ایک شخص کو معلوم ہوئی تو اس نے اپنے روز نامچے میں لکھا، "بادشاہ اُلّو ہے"۔

اس گستاخی پر بادشاہ نے اس شخص کو دربار میں طلب کر کے اس کی وجہ پوچھی تو وہ شخص کہنے لگا، "حضور! آپ نے ایک اجنبی سوداگر کو بغیر سوچے سمجھے ایک لاکھ روپیہ دے دیا ظاہر ہے کہ وہ اب واپس آنے سے رہا۔" بادشاہ نے کہا، "اور اگر وہ واپس آ گیا تو؟" اس شخص نے فوراً جواب دیا، "تو میں آپ کا نام کاٹ کر اس کا نام لکھ دوں گا۔ اپنا اُلّو کہیں نہیں گیا"۔

(تحریر: رؤف پاریکھ بحوالہ ہمدرد نونہال 1990ء)

غزل

اک دلاسہ مرے اندر سے کہیں بولتا ہے
تُو اگر یار مرے ساتھ نہیں بولتا ہے

جب اندھیروں میں سبھی راستے کھو جاتے ہیں
رہ بتانے کے لئے میرا یقیں بولتا ہے

کب تلک اس کو یوں پابندِ قفس رکھنا ہے
ایک مدت سے مری جاں کا امیں بولتا ہے

سر جھکا، ڈھونڈ گریبان میں اپنے، اس کو
سارے عشاق بتاتے ہیں یہیں بولتا ہے

پوچھ ہرگز نہ کسی فرد سے مذہب اس کا
دیکھ اخلاق میں ہر شخص کا دیں بولتا ہے

جسم مجبور ہے اور روح بھی بے بس اس پر
جس جگہ زخم لگیں درد وہیں بولتا ہے

بیج اچھا ہے تو پھر اس کی نگہبانی کر
وقت آتا ہے تو وہ زیرِ زمیں بولتا ہے

آسماں اس کی صداقت پہ مقرر ہے نجیبؔ
جب بھی مجذوب کوئی خاک نشیں بولتا ہے

(نجیب احمد فہیم)

قسط اوّل

اپنی کہانی اپنی زبانی

ایک مخلص و باوفا خادم سلسلہ

مکرم محمد امداد الرحمٰن صدیقی صاحب کی ایمان افروز داستان

خاکسار مکرم لطف الرحمٰن صاحب مرحوم ولد عباس الدین صاحب مرحوم کے ہاں 7 اپریل بروز جمعۃ المبارک 1950ء کو بنگلہ دیش کے ایک چھوٹے سے گاؤں آلائی پور، تھانہ charghat، ضلع راجشاہی میں پیدا ہوا۔ والدہ مرحومہ رابعہ رحمٰن صاحبہ اور نانا جان عبد الرحمٰن صاحب سرکار تھے۔ ہمارا گھر دریائے پدما کے کنارہ پر، راجشاہی شہر سے قریباً 25 میل جنوب مشرق میں واقع ہے۔ ہم نے بچپن میں دریائے Padma میں تیراکی سیکھی تھی۔ اس زمانہ میں یہ بہت بڑا اور بہت ہی خطرناک دریا تھا۔

آلائی پور پرائمری سکول میں تیسری کلاس تک پڑھائی کی۔ اس کے بعد میرے ماموں عبد السبحان سرکار دادپور گڑگڑی پرائمری سکول میں ہیڈ ماسٹر تھے۔ وہ مجھے اپنے گھر لے گئے اور اپنے سکول میں داخل کر لیا۔ یہاں سے پانچویں کلاس پاس کر کے 1963ء میں Arani M.M. High School میں چھٹی کلاس میں داخلہ لیا۔ ہم سب بہن بھائیوں نے اسی ہائی سکول سے میٹرک پاس کیا ہے۔ اس زمانہ میں Arani تجارتی و کاروباری مرکز تھا۔ دور دور سے لوگ آتے تھے۔ ارد گرد کے علاقہ میں Arani ہائی سکول اعلیٰ تعلیمی معیار کے لحاظ سے شہرت رکھتا تھا۔

میں کس طرح احمدی ہوا اور کیوں

ساتویں کلاس میں تھا کہ مکرم سراج بھائی نے احمدیت کا پیغام سنایا تھا۔ لیکن میں نے توجہ نہ کی۔ جب آٹھویں کلاس میں تھا تو میرے کلاس فیلو لقمان علی نے احمدیت کی تبلیغ شروع کی۔ اس کے ساتھ ایک اور کلاس فیلو حبیب الرحمٰن مرحوم نے بھی تبلیغ میں حصہ لیا تھا۔ سراج بھائی، لقمان علی اور حبیب الرحمٰن اڑانی شہر سے دو کلومیٹر شمال میں اپنے گاؤں کُشاباڑیہ کے رہنے والے تھے۔

سراج بھائی مرحوم کا ذکر خیر یہ ہے کہ اس گاؤں میں حبیب الرحمٰن صاحب کے بڑے بھائی قاسم صاحب ہیڈ ماسٹر معزز آدمی تھے۔ انہوں نے بیعت کی تو کئی دوستوں نے بیعت کی۔ لیکن مخالفت کی وجہ سے اکثر پیچھے ہٹ گئے۔ لیکن یہ تینوں احمدیت پر قائم رہے۔ سراج بھائی اَن پڑھ تھے، گھر والوں نے ان کو گھر سے نکال دیا تھا۔ مجبوراً حجامت بنانے کا کام شروع کیا تھا۔ وہ انتہائی غریب تھے۔ نہایت تنگی سے گزر اوقات کرتے تھے۔ مگر بہت پکے داعی الی اللہ تھے۔ یہ کہنا مناسب ہے کہ وہ ہر وقت تبلیغ کرتے تھے۔ جب فوت ہوئے تو ان کی نماز جنازہ میں سارے گاؤں کے لوگ شامل ہوئے اور احمدی معلّم مکرم عبد الرحمٰن رانو صاحب کے پیچھے نماز جنازہ ادا کی۔ سبحان اللہ۔

سراج بھائی، لقمان علی اور حبیب الرحمٰن کی کوشش سے ایک روز ہم مسجد احمدیہ کافوریہ میں جمعہ کی نماز پڑھنے گئے۔ کچھ عرصہ بعد اپریل 1966ء میں خاکسار نے احمدیت قبول کی۔ الحمدللہ۔ اس وقت میں نویں جماعت میں تھا۔

احمدیت کا پیغام اور قبول احمدیت

میں قرآن شریف نہیں پڑھ سکتا تھا۔ عربی نہیں جانتا تھا۔ احمدیت سے متعلق کچھ چھوٹی چھوٹی کتابیں پڑھی تھیں۔ اس میں قرآن شریف اور حدیث کے حوالے دیئے ہوئے تھے۔ احمدی لوگ کہتے تھے کہ احمدیت سچی ہے اور غیر احمدی کہتے تھے کہ احمدی کافر ہیں۔ قرآنی آیات کے حوالے احمدی کتابوں میں دیکھ کر مجھے خیال آیا کہ انکار کرنا مناسب نہیں۔

میں تحقیق کر کے معلوم نہیں کر سکتا تھا کہ سچائی کیا ہے۔ میرے دل میں آیا کہ اگر احمدیت میں داخل ہو جاؤں تو سچائی معلوم ہو جائے گی۔ جس طرح کسی مکان میں داخل ہوئے بغیر معلوم نہیں ہو سکتا کہ مکان کے اندر کیا ہے۔ احمدی ہو جاؤں تو معلوم ہو جائے گا۔ اگر دیکھوں کہ کوئی حقیقت نہیں ہے تو احمدیت چھوڑ دوں گا۔ اگر احمدیت سچی ہوئی تو الحمدللہ۔

احمدی لوگ کہتے ہیں کہ دنیا میں اسلام کی تبلیغ ان کا

مقصد ہے۔تبلیغ اسلام تو بہرحال اچھی بات ہے۔ بیرونی ملکوں میں احمدی مبلغین تبلیغی مراکز قائم کر کے اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں۔غیر مسلم قوموں میں سے لوگ احمدیت قبول کر رہے ہیں۔ یہ تو اچھی بات ہے۔ چنانچہ احمدیت قبول کرنی چاہیئے۔ باقی رہا سوال کہ احمدی لوگ کافر ہیں۔ معلوم نہیں مسلمان ہیں یا نہیں۔سوال یہ ہے کہ مَیں پہلے کونسا اچھا مسلمان ہوں۔نماز پڑھنا چھوڑ رہا ہوں۔ دینی مدارس میں تعلیم حاصل کرنا چاہتا تھا، کامیابی نہیں ہوئی۔ علماء تقریریں کرتے تھے۔ میں غور سے سنتا تھا۔مولوی صاحبان کی تقریروں میں بہت سارے اختلافات تھے۔ بہت سے سوالات کے جوابات نہیں ملتے تھے اس لئے میں دینی تعلیم حاصل کرنا چاہتا تھا۔

دو سوالوں نے مجھے کافی پریشان کر رکھا تھا۔ (پہلا سوال) قبر میں عذاب لازمی ہے۔ اب سوال یہ تھا کہ جو لوگ حضرت آدمؑ کے زمانہ میں فوت ہوئے اور جو لوگ قیامت کے تھوڑے دن پہلے فوت ہوں گے ان کا عذاب تو برابر نہیں ہو گا۔ یہ کیسا انصاف ہے؟ کوئی جواب نہیں دیا جاتا تھا۔

دوسرا سوال: بیان کیا گیا کہ حضرت رابعہ بصری یا حسن بصریؒ کی بزرگی کا واقعہ ہے۔ جب وہ بزرگ فوت ہونے لگے تو وہ بہت رو رہے تھے۔مریدوں نے پوچھا حضور آپ روتے کیوں ہیں؟ آپ اولیاء کرام میں سے ہیں۔ بزرگ نے کہا کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں کس مٹی سے پیدا کیا گیا ہوں؟اللہ تعالیٰ نے جب انسان کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو عزرائیل سے کہا کہ دنیا سے مٹی لے کر آؤ۔عزرائیل نے اپنے دو ہاتھوں میں دو مُٹھی مٹّی لاکر خدا کو دی۔ خدا نے جس سے انسان کو پیدا کیا۔ عزرائیل کے دائیں ہاتھ میں جو مٹی تھی اس میں سے جو انسان پیدا ہوئے وہ جنّتی ہیں اور جو لوگ بائیں ہاتھ والی مٹی سے پیدا ہوئے وہ جہنمی ہیں۔ مجھے تو معلوم نہیں کہ میں کس مٹی سے ہوں۔

خاکسار کو شدید پریشانی لاحق تھی کہ پھر عبادات، نماز، روزہ سے کیا حاصل؟ اور میرا تو ویسے ہی نماز پڑھنے میں دل نہیں لگتا تھا۔نماز پڑھنا تو بچپن میں شروع کیا تھا لیکن دل نہیں لگتا تھا۔ اپنی طرف سے سوچ لیا کہ اوپر والی باتوں اور مسائل کا حل یہ ہے کہ اگر میں جنتی ہوا تو حضرت عمرؓ کی طرح اللہ تعالیٰ نیکی کی توفیق دے گا۔ جہنمی ہوا تو برے کام کرتا رہوں گا۔

دینی تعلیم حاصل کرنے کی شدید خواہش تھی میں نے بہت کوشش کی کہ کسی مدرسہ میں داخل ہو جاؤں۔ ایک دفعہ گرمیوں کی چھٹیوں میں کسی کو بتائے بغیر راجشاہی سے مغرب میں نوگاں شہر میں بذریعہ ٹرین چلا گیا۔ وہاں کے ایک مولوی صاحب کی تقریر مجھے بہت پسند آئی تھی۔ جا کر دیکھا کہ مدرسہ گرمیوں کی رخصت کی وجہ سے بند ہے۔ پتا نہیں کب کھلے گا وہ ریل کا آخری اسٹیشن تھا۔ میں جس ٹرین سے اترا تھا وہ ٹرین واپس چلی گئی تھی۔ رات کہاں جاؤں؟ایک ہوٹل والے کو کہا کہ میں نوکری تلاش کر رہا ہوں۔ کھانا اور رہائش دے کر مجھے ملازم رکھ لو۔ دل میں تھا کہ جب مدرسہ کھلے گا تو داخل ہو جاؤں گا۔ ہوٹل مینیجر نے کہا کہ لگتا ہے کہ تو شریف گھرانے سے ہے۔ گھر والوں سے ناراض ہو کر آیا ہے، تو نوکری نہیں کر سکتا۔ آج رات یہاں رہو صبح ٹرین آئے گی تم واپس گھر چلے جانا چنانچہ میں واپس آ گیا۔

اپنے Arani ہائی سکول کے مولوی صاحب اسلامیات کے ٹیچر نواکھالی ضلع سے آئے تھے۔ سنا تھا کہ نواکھالی میں بہت سے بڑے بڑے مدرسے ہیں۔ میں نے مولوی صاحب سے کہا کہ مجھے کسی اچھے مدرسہ میں داخل کروادیں۔ تعلیم کے بعد مَیں نوکری کر کے مدرسہ میں پڑھنے کے جو اخراجات ہوں گے وہ واپس کر دوں گا۔ میں مولوی نہیں بنوں گا۔ فی الحال تو والدین مدرسہ میں پڑھنے کی مخالفت کر رہے ہیں۔ میں تو چھپ کر جانا چاہتا ہوں۔مولوی صاحب راضی نہیں ہوئے۔ کہا کہ مدرسوں کے حالات اچھے نہیں ہیں۔مولوی صاحب نے خود اپنے بھتیجے کو مدرسہ سے ہٹا کر ہمارے سکول میں داخل کروایا ہوا تھا۔مولوی صاحب کا بھتیجا روح الامین میرا دوست تھا۔ اس نے مجھے نواکھالی کے مدرسوں کے اندر کی ظلمت اور پردہ کے پیچھے کی کہانیاں سنائیں تھیں۔

میرے دو بڑے بھائی پاکستانی فوج میں کیپٹن تھے۔ میں نے ان کو لکھا تھا کہ میں مدرسہ میں پڑھنا چاہتا ہوں۔ بھائی نے لکھا کہ چھٹیوں میں آ کر اچھا مدرسہ دیکھ کر داخل کروادیں گے۔لیکن والد صاحب کو لکھا اس کو سمجھاؤ کوئی مولوی اس کو خراب کر رہا ہے۔ ہم تو اس کو اپنی طرح فوجی افسر بنانا چاہتے ہیں، مولوی نہیں بنانا۔مولوی تو دوسروں کی روٹیوں پر پلتے اور گزر اوقات کرتے ہیں۔

کیڈیٹ کالج میں داخلہ کی کوشش اور ناکامی

خاکسار نے جب ساتویں کلاس پاس کی تو ایوب کیڈٹ کالج راجشاہی شروع ہو رہا تھا۔ بڑے دونوں بھائی پہلے ہی پاکستانی فوج میں کیپٹن تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ میں بھی فوج میں جانے کی تیاری کروں۔ چنانچہ راجشاہی کیڈٹ کالج میں داخل ہونے کی غرض سے میں نے داخلہ ٹیسٹ پاس کیا لیکن زبانی امتحان میں کہا گیا کہ عمر کے لحاظ سے تم ساتویں کلاس میں آسکتے ہو لیکن قد لمبا ہے اس لئے تم کو داخلہ نہیں مل سکتا۔ اصل میں میری عمر سکول سرٹیفکیٹ میں کم تھی اور میں نے جب آٹھویں جماعت میں ہونا تھا تب کیڈٹ کالج میں ساتویں کلاس کے لئے انٹرویو دیا تھا۔

دوسری بات: میرے دل میں خدا کی تلاش چھپی ہوئی تھی۔ اُس زمانہ میں کیسے یہ سب کچھ ہوا غور نہیں کیا۔ بعد کے زمانہ میں مربی سلسلہ کے طور پر کام کر رہا تھا اور غور کرتا رہا کہ احمدیت کیوں ملی۔ جامعہ میں کیسے آنا ہوا۔ تب معلوم ہوا کہ شاید اصل بات یہ تھی کہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے بارہ میں علم حاصل کرنا چاہتا تھا لیکن ہر طرف سے ناکامی کے بعد نماز چھوڑ دی تھی۔ والدہ صاحبہ نے ایک دفعہ پوچھا کہ نماز کیوں نہیں پڑھتے؟میں نے کہا کہ مرنے کے بعد خدا سے کہوں گا کہ آپ نے مجھے مدرسہ میں تعلیم کا موقع نہیں دیا اس لئے نماز چھوڑ دی۔ دل میں بزرگ رابعہ بصریؒ کے واقعہ کی یاد تھی کہ کس مٹی سے پیدا کیا گیا ہوں۔ ایسے وقت میں احمدیت آئی تو میرے لئے یہ سوال اہم نہ تھا کہ احمدی ہونے سے کافر ہو جاؤں گا۔ پہلے کون سا ایماندار ہوں۔ میرا ایمان کیسا ہے کہ جو احمدی ہوا تو میرا ایمان ضائع ہو جائے گا؟ اللہ تعالیٰ نے

فضل فرمایا۔ اگر احمدی نہ ہوتا تو کب کا برباد ہو گیا ہوتا۔

سبحان اللہ و بحمدہٖ سبحان اللہ العظیم۔

میں کیوں کہتا ہوں کہ دل میں خدا کی تلاش تھی؟ ایک دو واقعات کا ذکر کرتا ہوں۔ میں بہت چھوٹا تھا شدید طوفان اور جھکڑ آتے تو والد صاحب گھر کے برآمدے میں کھڑے ہو کر اذانیں دیتے تھے تا جھکڑ گھر کو اڑا کر نہ لے جائے۔ میں حیران ہوتا کہ اذان سن کر خدا گھر کی حفاظت کرے گا۔ یہ کیسی بات ہے۔ خدا کیا کرتا ہے۔ پھر خیال آتا کہ شاید گھر کے کھمبے لوہے کے ہوں اور زمین کے بہت نیچے گاڑے جائیں تو گھر نہیں گرے گا۔ پھر خیال آتا کہ نہیں بھونچال یا زلزلہ آئے تو وہ بھی گر سکتا ہے۔ پھر مزید سوچنے کے قابل نہ رہتا۔ پھر خیال آتا کہ خدا کا پتا لگانا چاہیئے۔

شاید لوگ میری باتوں سے ہنسیں گے۔ لیکن مجھے اب بھی یاد کر کے رونا آتا ہے۔ اگر خدا کی تلاش نہ ہوتی تو فوجی افسر بننے کی بجائے عربی یعنی قرآن سیکھنے کے لئے میں والدین سے چھپ کر مدرسہ کی تعلیم کے لئے بیقرار کیوں ہوا تھا۔ میں نہیں جانتا تھا۔ خدا جانتا تھا۔ خدا نے احسان فرمایا کہ مجھے جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کرنے کا موقع دیا۔ میرے نزدیک یہ اتنا بڑا احسان ہے جس کا کوئی بدلہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ علم کے بغیر معرفت حاصل نہیں ہو سکتی۔ تبلیغ اسلام کا کام تو خدا کا زائد فضل ہے۔ جامعہ میں علم حاصل کرنے کا موقع ملنا خدا کا اتنا بڑا فضل ہے کہ شکر ادا نہیں ہو سکتا۔ الحمدللہ۔ جماعت احمدیہ پر خدا کا فضل ہے کہ یہاں احمدی نوجوانوں کے لئے خلیفۂ وقت کی نگرانی میں جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کرنے اور اسکے بعد خدمت دین کے بہترین مواقع دیئے جاتے ہیں۔

جامعہ احمدیہ ربوہ میں تعلیم اور تربیت کا موقع تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خاص توجہ اور دعا اور اس کے ساتھ ہی بزرگ اساتذہ کرام کے اعلیٰ اخلاق، احسن رنگ میں تربیت، دعا اور اساتذہ کرام کے اخلاق کے ساتھ طرزِ تعلیم بھی بہت اہمیت کا حامل ہے جو کہیں اَور نہیں مل سکتا۔

احمدیت سے پہلے کی ایک اور بات کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اڑانی ہائی سکول تو شہر میں واقع تھا۔ Panch Para گاؤں میں ایک زمیندار حبیب الرحمٰن صاحب کے گھر خاکسار رہتا تھا۔ اس زمانہ میں ہمارے علاقہ میں یہ رواج تھا کہ زمیندار لوگ اپنے گھر میں ایسے طالب علم کو رکھتے تھے۔ زمیندار اپنے کاروبار میں مصروف رہتے تھے اور ان کے بچوں کی تعلیم اور پڑھائی کی نگرانی کرنا اس طالب علم کے ذمہ ہوتا تھا۔ مَیں ان کے بچوں کو پڑھاتا تھا۔

ساتھ والے گاؤں میں میرا ایک کلاس فیلو ضمیر الدین رہتا تھا جو نمازی اور مذہبی قسم کا آدمی تھا۔ میرے دوست ضمیر الدین نے مجھے کہا کہ فلاں تاریخ کو ''شب برات'' ہے یعنی اس رات کو تقدیر لکھی جاتی ہے۔ ساری رات نمازیں پڑھنی ہوتی ہیں۔ چنانچہ میں اس کے ساتھ اس کے گاؤں چلا گیا اور ساری رات نوافل پڑھتا رہا۔ مسجد میں ہر آدمی اپنی اپنی نماز پڑھتا رہا۔

واقعہ یہ ہے کہ بچپن میں چھوٹی عمر سے نمازیں پڑھتا رہا۔ لیکن عام طور پر چھپ کر کیونکہ میری عمر کے بچے نماز نہیں پڑھتے تھے۔ کوئی دیکھے گا تو ہنسی کرے گا کہ اتنا چھوٹا بچہ نماز پڑھتا ہے۔

لیکن یہ بھی ہے کہ ساتویں کلاس میں مَیں نے اور چند ساتھیوں نے مل کر مولوی صاحب کے ذریعہ ہیڈ ماسٹر سے کہا اور ایک کمرہ مخصوص کیا گیا جہاں ہم وقفہ میں ظہر کی نماز پڑھنے لگے۔ مشکل یہ پیش آئی کہ مولوی صاحب نے کہا کہ نیکر پہن کر نماز نہیں ہوتی پوری پینٹ یا پاجامہ پہننا ہو گا۔ مجھے سخت افسوس ہوا مجھے نیکر پہننا بہت ہی پسند تھا جو چھوڑنی پڑی۔ اس زمانہ میں ساتویں، آٹھویں کلاس تک تو نیکر پہن کر سکول جا سکتے تھے۔

ربوہ جانا کیسے ممکن ہوا

اب یہ ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ میرے جیسے نالائق اور اکیلے نومبائع کے لئے ربوہ جانا کیسے ممکن ہوا۔ مجھے کہنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خود اٹھا کر ربوہ پہنچا دیا۔ سبحان اللہ، اللہ اکبر۔

اپریل 1966ء میں احمدی ہونے کے فوراً بعد میرے دو بڑے بھائیوں کو جو مغربی پاکستان میں فوج میں کیپٹن تھے لکھ دیا کہ مَیں احمدی ہو گیا ہوں آپ جلدی معلومات حاصل کریں اور احمدی ہو جائیں۔ مجھے یقین تھا وہ بہت نیک انسان ہیں اور پاکستان میں بہت احمدی ہیں وہ بھی احمدی ہو جائیں گے۔ یہ معلوم نہ تھا کہ پاکستان میں مخالفت بھی بہت تھی۔ چنانچہ بڑے بھائی کیپٹن عزیز الرحمٰن صاحب نے کوئی جواب نہیں دیا۔ دوسرے بھائی کیپٹن انیس الرحمٰن صاحب نے لکھا فوراً احمدیت چھوڑ دو ورنہ اخراجات بند کر دیں گے۔ تیسرے بھائی شمس الرحمٰن صاحب میرے قریب تھے۔ اوپر کی کلاس میں پڑھتے تھے۔ اس نے کہا احمدیت کے بارے میں خاموش ہو جاؤ۔ پڑھائی کے بعد اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر جو کرنا چاہو کرنا۔ آڑانی میں کوئی احمدی جماعت نہیں تھی کوئی جانتا بھی نہیں تھا کہ احمدیت کیا ہے۔ ہم تین احمدی تھے۔ ہم کبھی کبھی جمعہ کے روز صبح صبح جمعہ کے لئے کافوریہ چلے جاتے تھے۔ شام کے بعد واپس آتے تھے۔ آڑانی سے کافوریہ کم و بیش آٹھ کلومیٹر دور تھا۔ کوئی سڑک نہیں تھی۔ کھیتوں کے کناروں پر چل کر جانا پڑتا تھا، اب تو پکی سڑک ہے۔ صبح صبح روانہ ہوتے۔ کافوریہ جا کر مسجد میں کچھ کتابیں پڑھتے، دوستوں سے باتیں کرتے۔ شام کے بعد واپس آتے تا کہ مخالفین شور وغل نہ کریں۔

ایک روز ایک کتابچہ کے باہر والے صفحہ پر اعلان پڑھا کہ نوجوان تبلیغ اسلام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں۔ میں نے احمدیوں سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے۔ انہوں نے بتایا کہ زندگی وقف کرنا کیا ہوتا ہے۔ ربوہ جا کر جامعہ میں داخل ہو کر تعلیم و تربیت لے کر جامعہ پاس کرنا ہوتا ہے پھر مبلغ بنتے ہیں۔ مبلغین کو دنیا کے کسی بھی مقام پر بھیجا جا سکتا ہے۔

میں نے کہا کہ میں جانا چاہتا ہوں۔ ان لوگوں نے کہا کہ آپ نہ جائیں امیر صاحب آپ کو بھیجیں گے بھی نہیں کیونکہ بہت مشکل ہے۔ جو ناکام ہو کر واپس آتے ہیں ان کی زندگی برباد ہو جاتی ہے۔ جو ان دنوں ربوہ میں پڑھ رہے ہیں ان کے والد صاحب ہر سال جلسہ سالانہ

پر ربوہ جا کر سمجھا بجھا کر آتے ہیں۔ اردو زبان مشکل ہے۔ میں نے جتنی دفعہ جامعہ میں جانے کی بات کی ہر دفعہ ہر ایک نے منع کیا۔ مجھے اندر ہی اندر ضد پیدا ہو گئی کہ پاکستانی لوگ مبلغ بن سکتے ہیں تو مَیں کیوں نہیں بن سکتا۔ جو مبلغ بنتے ہیں وہ معلوم نہیں کیسے عظیم لوگ ہوتے ہیں، دیکھنا چاہیئے۔ میں نے پوچھا کہ کیا کروں کس طرح جا سکتا ہوں۔ صدر صاحب نے کہا کہ امیر صاحب کو لکھتے رہیں اگر امیر صاحب چاہیں تو بھجوا سکتے ہیں۔ چنانچہ میں نے امیر صاحب کو لکھنا شروع کیا۔

کافوریہ کے علاوہ قریب کی جماعت ناٹور بھی کبھی کبھی جاتے تھے۔ کیونکہ کافوریہ میں جو احمدیت پھیلی وہ ناٹور سے ایک نوجوان ممتاز علی صاحب وہاں پڑھنے گئے تھے۔ وہ احمدی ہو کر آئے اور احمدیت کو پھیلایا۔ کُشاباڑیہ کے ہیڈ ماسٹر قاسم صاحب بھی ناٹور پڑھنے گئے تھے وہاں سے احمدی ہو کر آئے تھے۔ اپنے گاؤں میں احمدیت پھیلانے کی کوشش کرتے تھے۔

ایک روز جب ہم ناٹور گئے تو وہاں ایک بزرگ دوست یعنی آفتاب الدین صاحب جو بڑے بھائی کی طرح تھے بہت محبّت کرنے والے تھے۔ آپ اپنے گاؤں میں پہلے احمدی تھے۔ بہت ہی پیارے انسان تھے۔ آفتاب الدین صاحب نے کہا آپ ربوہ نہ جائیں۔ کامیاب نہ ہوگے تو زندگی برباد ہو جائے گی۔ مولانا محب اللہ صاحب کے بیٹے محمود احمد ربوہ میں ہیں۔ وہ رو رہا ہے کہتا ہے کہ نہیں رہ سکتا۔ واپس آنا چاہتا ہے۔ ان کے والد صاحب ان کو واپس آنے نہیں دیتے۔

آفتاب الدین صاحب نے مجھے کہا کہ آپ اگر راضی ہیں تو سوچ کر دیکھیں اور میری بڑی بیٹی سے شادی کریں ہمارے گھر میں رہیں کالج میں پڑھائی کریں (بعد میں شادی ہوگی)۔ ہم ان کے گھر جایا کرتے تھے۔ بہت بے تکلف تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ میں نے ربوہ ضرور جانا ہے، آپ کی تین بیٹیوں میں سے سب سے چھوٹی بیٹی سے ہم شادی کریں گے، مبلغ بننے کے بعد۔ انہوں نے کہا کہ آپ تو بوڑھے ہو کر آئیں گے اس وقت تک میری سب سے چھوٹی بیٹی کی بھی شادی ہو چکی ہو گی۔ چنانچہ ایسا ہوا کہ وہ نیک اور ہوشیار آدمی تھے۔ انہوں نے جلدی جلدی بیٹیوں کی شادی کر دی تھی۔ ان کی بڑی بیٹی کی شادی کے لئے مجھے ربوہ سے ساڑھی خرید کر بھجوانا پڑی تھی۔ ان کی شدید خواہش تھی کہ ربوہ کی ساڑھی ہو۔ بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس زمانہ میں ہم سب احمدی ایک دوسرے سے محبّت کرتے تھے۔ بہت بے تکلف تھے اور ہم قریباً سب ہی نومبائعین تھے کچھ نئے کچھ پرانے۔ (باقی آئندہ ان شاءاللہ)

تحریک جدید کے مالی جہاد میں
جماعت احمدیہ جرمنی کا اعزاز

(مکرم چوہدری حمید اللہ ظفر صاحب۔ سیکرٹری تحریک جدید جرمنی)

الحمد للہ امسال بھی جماعت احمدیہ جرمنی پوری دنیا میں تحریک جدید کے مالی جہاد میں اپنی پہلی پوزیشن قائم رکھنے میں کامیاب رہی۔ اس کا اعلان حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ 6 نومبر 2020ء کے خطبہ میں فرمایا۔ اسی طرح خاکسار کے نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خط محررہ 16 نومبر 2020ء میں اظہار خوشنودی فرماتے ہوئے جماعت احمدیہ جرمنی کو ان الفاظ میں دعا دی ہے:

"الحمد للہ کہ جماعت جرمنی کو امسال بھی تحریک جدید میں اپنا اعزاز برقرار رکھنے کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور سب قربانی کرنے والوں کے اموال ونفوس میں برکت عطا فرمائے۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو، آمین۔"

قربانی کے لحاظ سے جماعت احمدیہ جرمنی کی سبقت لے جانے والی دس لوکل امارتوں اور دس جماعتوں کی فہرست علی الترتیب حسبِ ذیل ہے:

لوکل امارات

1	Hambrug	6	Mörfelden
2	Dietzenbach	7	Mannheim
3	Frankfurt	8	Riedstadt
4	Gross-Gerau	9	Rüsselsheim
5	Wiesbaden	10	Darmstadt

جماعتیں

1	Mahdiabad	6	Pinneberg
2	Rödermark	7	Osnabrück
3	Neuss	8	Flörsheim
4	Nidda	9	Kiel
5	Köln	10	Freinsheim

تحریک جدید کے مجاہدین کی تعداد:

45،306 پینتالیس ہزار تین سو چھ

کل وصولی:

3,590,020 پینتیس لاکھ نوّے ہزار بیس یورو

گزشتہ سال کی نسبت اضافہ:

436،000 چار لاکھ چھتیس ہزار یورو

گزشتہ سال مالی اعتبار سے ساری دنیا کے لئے کورونا وبا کی وجہ سے خسارے کا سال تھا مگر جماعت احمدیہ نے اس سال بھی نامساعد حالات کے باوجود مثالی قربانی پیش کرنے کی توفیق پائی۔ حضور اقدس نے اپنے مذکورہ خطبہ جمعہ میں بتایا کہ گزشتہ سال کی نسبت آٹھ لاکھ بیاسی ہزار پاؤنڈ کا اضافہ ہوا۔

زائد ادائیگی کے لحاظ سے جرمنی جماعت کی قربانی بھی جیسا کہ اوپر دیئے گئے اعداد و شمار سے ظاہر ہے گزشتہ سال کی نسبت بہت ہی قابلِ تحسین ہے۔ اس لحاظ سے جماعت احمدیہ جرمنی نے گویا پوری دنیا کے مقابلہ میں تقریباً پچاس فیصد زائد ادائیگی کی ہے، الحمد للہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ افراد جماعت احمدیہ ہر حال میں قربانی کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔

جماعت احمدیہ جرمنی کی اس شاندار کارکردگی کے لئے شعبہ تحریک جدید جرمنی کے تمام کارکنان، لوکل امراء، صدران جماعت اور جملہ شاملین خصوصی مبارکباد کے مستحق ہیں۔

خدا کرے جیسا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا خطبہ جمعہ میں مالی قربانی کا مضمون بیان فرمایا، اس کی روح کو سمجھتے ہوئے آئندہ بھی اس اعزاز کو برقرار رکھنے والے ہوں، آمین۔

Wir sind alle DEUTSCHLAND

قسط ہفتم

جرمنی میں تبلیغِ اسلام

(رپورٹ: ظفر احمد ناگی
اسسٹنٹ سیکرٹری تبلیغ و نگران TP2023 جرمنی)

جرمنی کی سو فیصد آبادی تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کی تحریک

امسال کورونا وائرس کی وباء نے ہر قسم کے نظامِ زندگی کو بری طرح متاثر کیا ہے لہٰذا شعبہ تبلیغ جرمنی نے بھی تبلیغ پروجیکٹ 2023ء کے تحت ہونے والی سرگرمیوں کو مجبوراً ملتوی کیا۔ مگر الٰہی جماعتیں کبھی بھی اپنے فرائض سے غافل نہیں ہوتیں اور ہر حال میں خدمت کے لیے ہر وقت تیار رہتی ہیں اور اُن کا قدم ہمیشہ آگے ہی بڑھتا ہے لہٰذا جرمنی بھر میں موجود تبلیغ پروجیکٹ 2023ء کے کارکنان نے اس وقت کو بہتر طریقے سے استعمال کرتے ہوئے اپنے اپنے شعبہ جات میں کئے گئے کام کی پڑتال کی اور اپنے اہداف کو سامنے رکھتے ہوئے بھرپور طریق سے آئندہ منصوبہ بندی اور لائحہ عمل کو مرتب کیا تا کہ حالات بہتر ہونے پر موثر رنگ میں کام کا آغاز کیا جاسکے۔ اس مقصد کے لئے باقاعدگی کے ساتھ ہفتہ وار ٹیلی فون کانفرنسز منعقد کی جاتی رہیں۔ جماعت احمدیہ جرمنی نے اپنی سابقہ روایت کو قائم رکھتے ہوئے لاک ڈاؤن کھلنے کے بعد سے اب تک تبلیغ کے میدان میں بے مثال خدمات پیش کرنے کی توفیق پائی، الحمدللہ۔

تبلیغ پروجیکٹ 2023ء کی تبلیغی مساعی کی رپورٹ تحدیثِ نعمت کے طور پر جون (یعنی لاک ڈاؤن کھلنے) تا اکتوبر 2020ء پیش خدمت ہے۔

فلائیرز کی تقسیم

لاک ڈاؤن میں نرمی ہونے کے بعد نیشنل امیر صاحب جرمنی کی اجازت سے جب جماعتوں کو فلائیرز کی تقسیم کے لئے میدانِ عمل میں جانے کا پیغام بھجوایا گیا تو مندرجہ ذیل 18 جماعتوں نے لبیک کہتے ہوئے 27 جون 2020ء کو اپنی ٹیمیں فلائیرز کی تقسیم کے لیے مفوضہ علاقوں میں روانہ کر دیں۔

No	Jamaat / Local Amarat	Region
1	München	Bayern
2	Göttingen	Hessen Nord
3	Gross Gerau	Local Amaart
4	Bonn	Nordrhein
5	Köln	Nordrhein
6	Lüdenscheid	Nordrhein
7	Trier	Rheinland-Pfalz Saar
8	Bad Marienberg	Rheinland-Pfalz Saar
9	Koblenz	Rheinland-Pfalz Saar
10	Neuwied	Rheinland-Pfalz Saar
11	Wittlich	Rheinland-Pfalz Saar
12	Kiel	Schleswig-Holstein
13	Ahaus	Westfalen
14	Borken	Westfalen
15	Minden	Westfalen
16	Münster	Westfalen
17	Osnabrück	Westfalen
18	Rheine	Westfalen

27 جون تا اکتوبر 2020 جرمنی بھر کی جماعتوں کو فلائیرز کی تقسیم کے لیے کُل 524 ٹیمیں میدانِ عمل میں بھجوانے کی توفیق ملی، الحمدللہ۔ اور ان کے ذریعے تقریباً 7 لاکھ 11 ہزار دو سو فلائیرز تقسیم ہوئے۔

تبلیغی اسٹال

27 جون تا اکتوبر جرمنی کے مختلف علاقوں میں 42 تبلیغی اسٹالز لگائے گئے جن سے 308 لوگ مستفیض ہوئے اور جماعت یعنی حقیقی اسلام سے تعارف حاصل کیا۔

پریس کانفرنسز

اسی طرح جون سے لے کر اکتوبر 2020ء تک کُل 46 پریس کانفرنسز ہوچکی ہیں جن میں 56 مختلف پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے نمائندگان نے شرکت کی۔ بیشتر اخبارات نے خبریں شائع کیں اور مختلف ریڈیو اور ٹی وی چینلز نے بھی خبریں نشر کیں۔

میئرز سے ملاقات

جون تا اکتوبر جرمنی کے مختلف علاقوں کے 20 میئرز سے جماعتی وفود کی ملاقات ہو چکی ہے۔ اِن ملاقاتوں میں میئرز کو مربیانِ سلسلہ اور مقامی صدران جماعت کے ذریعے اسلام احمدیت کا تعارف کروایا گیا اور دورانِ ملاقات ایک عدد قلم، چائے کا کپ اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات پر مشتمل کتاب 'ورلڈ کرائسس' بطور تحفہ پیش کی جاتی رہی۔ ان پروگرامز کے آخر پر میئرز نے جماعت کی درخواست پر پودے بھی لگائے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری مساعی میں برکت ڈالے اور ہر لحاظ سے ہماری تائید و نصرت فرمائے اور ہم میں سے ہر ایک کو توفیق عطا فرمائے کہ تبلیغ کے اس اہم فریضہ کو کما حقہٗ ادا کرنے والے ہوں۔ آمین۔

جماعت احمدیہ جرمنی کا آن لائن

جلسہ سیرۃ النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم

شعبہ تربیت جرمنی کو امسال 8 نومبر 2020ء بروز اتوار جلسہ سیرت النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ملکی سطح پر آن لائن منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

جلسہ ہائے سیرت النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا آغاز حضرت مصلح موعودؓ نے 1928ء میں الٰہی القا کے تحت اس وقت کیا جب ہندوؤں نے آنحضرتؐ کی شان میں نہایت اہانت آمیز رسالے اور کتابیں شائع کیں۔ آج جب ایک بار پھر رسولِ اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی ذاتِ اقدس وبابرکات پر اسلام دشمن طاقتیں حملہ آور ہیں، جماعتِ احمدیہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہ جماعت خلفائے کرام کی ہدایات کی روشنی میں آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی سیرتِ طیبہ کو دنیا میں پھیلانے کا کام کر رہی ہے۔ اس کی ایک مستقل شاخ یہی جلسہ ہائے سیرت النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ہیں۔

جب شعبہ تربیت جماعتِ احمدیہ جرمنی کو حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملکی سطح پر ایک مرکزی جلسہ سیرت النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی اجازت موصول ہوئی تو فوری طور پر اس کی تیاری کا آغاز کیا گیا۔ ایک طرف یوٹیوب کے ذریعے ایم ٹی اے کے نظام کے تحت جلسے کو احباب جماعت تک پہنچانے کا کام تھا تو دوسری طرف تقاریر کے موضوعات اور مقررین کے انتخاب کا مرحلہ تھا۔

مقررین میں سب سے پہلے مکرم طاہر احمد صاحب مربی سلسلہ نے ”آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی خوشگوار عائلی زندگی“ کے بارے میں تقریر کی۔ اس کے بعد جرمن زبان میں مکرم جری اللہ صاحب مربی سلسلہ نے ”تلاوت قرآن کریم کی اہمیت“ بیان کی۔ اس کے بعد مکرم صداقت احمد صاحب مشنری انچارج جرمنی نے ”آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا عفوو درگزر“ کے موضوع پر تقریر کی اور آخر پر مکرم نیشنل امیر صاحب جماعت جرمنی نے جرمن زبان میں ”آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا تعلق باللہ“ کے موضوع پر روشنی ڈالی۔

محض خدا تعالیٰ کے فضل اور پیارے آقا کی دعاؤں سے جماعت احمدیہ جرمنی کا یہ جلسہ نہایت ہی کامیاب رہا۔ اس جلسے کو ایم ٹی اے جرمن اسٹوڈیو کی مدد سے یوٹیوب پر جرمن اور اردو زبان میں نشر کیا گیا۔ نیز احباب جماعت کی سہولت کے لیے اس مرتبہ اردو و جرمن زبانوں کے لیے ٹیلیفون نمبرز بھی مہیا کیے گئے۔ جس سے احباب جماعت نے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ متعلقہ شعبہ جات کی رپورٹس کے مطابق اس جلسے میں تقریباً 27000 سے 30000 احباب جماعت شامل ہوئے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

سلام بحضور سید الانام صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم

بہ درگاہِ ذی شانِ خیر الانامؐ
شفیعُ الوریٰ مرجعِ خاص و عام
بصد عجز و منت بصد احترام
یہ کرتا ہے عرض آپ کا اک غلام
کہ اے شاہ کونین عالی مقام
عَلیكَ الصّلوٰۃُ عَلیكَ السّلام

حسینانِ عالم ہوئے شرمگیں
جو دیکھا وہ حُسن اور وہ نورِ جبیں
پھر اِس پر وہ اخلاق اکمل تریں
کہ دشمن بھی کہنے لگے - آفریں
زہے خلق کامل - زہے حسن تام
عَلیكَ الصّلوٰۃُ عَلیكَ السّلام

(حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ صاحب۔ بخارِ دل صفحہ 87)

اک سے ہزار ہوویں

مکرم ڈاکٹر نوید علی منصور صاحب اور محترمہ درِّعدن منصور صاحبہ جماعت لانگن کو اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ 15/اکتوبر 2020ء دوسرے بیٹے سے نوازا ہے، الحمد للہ علیٰ ذالک۔ نومولود کا نام زایان منصور رکھا گیا ہے اور تحریک وقف نَو میں شامل ہے۔ نومولود مکرم مرزا منصور احمد صاحب جماعت Rödelheim فرانکفرٹ کا پوتا اور خاکسار کا نواسہ ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو جماعت کے لئے مفید اور خادم دین بنائے اور والدین کے لئے قرۃ العین اور اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت کی حسنات سے نوازے، آمین۔ (سید افتخار احمد۔ جماعت لانگن)

ایک قدیم شہر

وٹلش Wittlich

(مکرم طاہر احمد ظفر صاحب)

جرمنی کے جنوب مغربی صوبہ رائن لینڈ فالز کے سیاحتی شہر وٹلش میں انسانی زندگی کے آثار تین ہزار سال قبل مسیح سے ملتے ہیں۔ تاہم وٹلش کا نام پہلی مرتبہ 1065ء میں Trier کے Erz-Bischof کے ایک سرٹیفکیٹ میں جو Bischof Eberhard کی طرف سے دیا گیا، تحریری طور پر سامنے آیا۔

1857ء میں پہلی مرتبہ Wittlich کو شہر کی حیثیت دی گئی۔ 1885ء میں ریل گاڑی وٹلش میں آنا شروع ہوئی جس کے بعد 1897ء سے 1921ء تک مختلف چھوٹی چھوٹی صنعتوں مثلاً اینٹیں بنانے والے بھٹے، لکڑی کے آرے اور بوٹ پالش کا کارخانہ وغیرہ کا قیام عمل میں آیا۔ جنگ عظیم دوم (45-1944ء) کے دوران 30فیصد گھروں کا اکثر حصّہ متاثر ہوا یا مکمل طور پر تباہ ہوگئے۔ اس جنگ کے دوران وٹلش کے 70 شہری مارے گئے جبکہ مختلف فوجوں کے 34 جنگی قیدی بھی مارے گئے۔ وٹلش سے تعلق رکھنے والے 322 فوجی بھی اس جنگ میں مارے گئے۔ علاوہ ازیں وٹلش کے 86 یہودی مختلف کیمپوں میں نازیوں نے مار دیئے۔

1969ء میں Wittlich بشمول نواحی گاؤں Dorf, Lüxem, Neuerburg اور Wengerohr کی کل آبادی 14,456 شہریوں پر مشتمل تھی جبکہ 4,131 کام کرنے والے تھے۔ اس وقت اس کی آبادی تقریباً 19500 ہے۔ جبکہ 17500 افراد کے لئے روزگار کے مواقع میسر ہیں۔ اس شہر میں 86 قومیتوں کے لوگ آباد ہیں۔ جرمنوں کے بعد ترکیوں کی کثیر تعداد اس شہر میں آباد ہے۔ وٹلش کی اس آبادی کا تعلق مختلف مذاہب اور فرقوں سے ہے جن میں Katholisch, Evanglisch, Freie evangelische Gemeinde, Zeugen Jehovas اور اسلام شامل ہیں۔ اس شہر میں چار پرائمری سکول (Grundschulen)، دوہائی سکول (Realschulen)، دو گرامر سکول (Gymnasium) اور پیشہ وارانہ تعلیم کے لئے ایک سکول (Berufsbildende Schule) اور دو Förderschule ہیں۔ وٹلش کو اب ضلعی ہیڈکوارٹر (Kreisstadt) کا درجہ دے دیا گیا ہے۔

2004ء میں وٹلش میں مشہور کمپنیاں جیسے Dunlop، Dr. Oetker GmbH آچکی تھیں۔ 11 ستمبر 2009ء میں اس صوبہ کی سب سے بڑی اور جدید جیل کا افتتاح ہوا۔ وٹلش شہر کا ہالینڈ کے شہر Boxtel، فرانس کے شہر Brunoy، برطانیہ کے شہر Wellingborough اور Brandenburg کے شہر Zossen سے دوستانہ (Partnership) ہے۔ اس علاقہ کا مشہور تاریخی شہر Trier صرف 35 کلومیٹر فاصلہ پر جبکہ Hahn ائرپورٹ 44 کلومیٹر پر واقع ہے۔

اس وقت Herr Joachim Rodenkirch وٹلش کے میئر ہیں جن کے جماعت احمدیہ کے ساتھ بہت اچھے تعلقات ہیں۔ وٹلش شہر کو یہ بھی سعادت حاصل ہے کہ جماعت احمدیہ جرمنی کے سو مساجد منصوبہ کے تحت تعمیر ہونے والی پہلی باقاعدہ مسجد کی بنیاد 25/نومبر 1998ء میں یہاں رکھی گئی تھی جس کی تکمیل پر اوائل 2000ء میں افتتاح ہوا۔

تاریخ احمدیت جرمنی سے ایک ورق

جماعت احمدیہ
وٹلش Wittlich

جماعت احمدیہ وٹلش کی تاریخ پر مشتمل یہ مضمون تاریخ کمیٹی جرمنی کے ممبران نے دستیاب ریکارڈ اور اس جماعت کے ابتدائی افراد سے انٹرویو کر کے کچھ مواد جمع اور مرتب کیا ہے جسے اس درخواست کے ساتھ شائع کیا جارہا ہے کہ اگر کسی دوست کے پاس اس کے علاوہ بھی کوئی معلومات ہوں تو براہ کرم تاریخ کمیٹی کو ارسال کر کے ممنون فرمائیں۔
یہ مضمون مکرم محمد انیس دیالگڑھی صاحب، ممبر کمیٹی نے تیار کیا ہے، فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔(صدر تاریخ کمیٹی جرمنی)

جرمنی کے مغرب میں لکسمبرگ اور فرانس کی سرحد کے قریب واقع شہر Trier کے نام سے 1985ء میں جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں آیا۔ اُس وقت اس جماعت میں علاقہ کے بہت سے شہروں، قصبوں اور دیہات میں بسنے والے احباب جماعت شامل کئے گئے۔ یہ وہ وقت تھا جب احباب جماعت کثرت سے ہجرت کر کے جرمنی آرہے تھے۔ چنانچہ اس علاقہ میں بھی بہت سے احمدی آباد کئے گئے تو جماعت Trier کو مختلف جماعتوں میں تقسیم کرنا پڑا۔ انہی میں سے ایک حصہ جماعت Wittlich کہلایا جس کا قیام 1992ء میں ہوا۔

اُس وقت چھ خاندان اور دیگر انفرادی احباب اس جماعت میں شامل تھے جن کی کُل تجنید پچاس تھی جبکہ موجودہ تجنید 105 ہے۔ مکرم خالد محمود صاحب پہلے صدر جماعت منتخب ہوئے۔ ان کے بعد درج ذیل احباب کو صدر جماعت کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔

مکرم طاہر احمد ظفر صاحب۔ 98-1995ء
مکرم سعید احمد قمر صاحب۔ 99-1998ء
مکرم افتخار احمد صاحب۔ 2000-1999ء
مکرم ملک سمیع اللہ صاحب مرحوم۔ 2001-2000ء
مکرم حافظ نصیر احمد بھٹی صاحب۔ 03-2001ء
مکرم طاہر احمد ظفر صاحب۔ 05-2003ء
مکرم ناصر احمد صاحب۔ 07-2005ء
مکرم طاہر احمد ظفر صاحب۔ 10-2007ء
مکرم قاسم دال کلیچ صاحب۔ 19-2010ء
مکرم طاہر احمد ظفر صاحب۔ 2019 تاحال

وٹلش کے پہلے قائد مجلس خدام الاحمدیہ مکرم طاہر احمد ظفر صاحب مقرر ہوئے۔ جبکہ محترمہ بشریٰ محمود صاحبہ اہلیہ مکرم خالد محمود صاحب پہلی صدر لجنہ اماء اللہ مقرر ہوئیں۔

سال 2005ء سے 2007ء تک جماعت Trier کو جماعت وٹلش میں ضم کر دیا گیا تھا اور 2007ء میں Trier کو پھر سے علیحدہ جماعت بنا دیا گیا۔

وٹلش جماعت کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ چھوٹی جماعت ہونے کے باوجود تبلیغ کے کام میں بہت ہی فعال اور سرگرم ہے۔ بہت سے تبلیغی سٹالز، میٹنگز اور دیگر اہم پروگرام منعقد کئے گئے اور بیعتیں بھی حاصل کیں۔ ابھی تک اس جماعت میں بہت سے ایسے مخلص احمدی موجود ہیں جو بعد میں آئے مگر ان کو نئے احمدی کہنا درست نہ ہوگا کیونکہ وہ اخلاص جذبہ اور محبّت میں بہت آگے ہیں۔جن میں سے قابلِ ذکر شخصیت مکرم قاسم دال کلچ صاحب کی ہے جو ایک مخلص کُرد احمدی ہیں اور لمبے عرصہ سے جماعتی خدمات بجالا رہے ہیں اور مالی قربانی میں بھی بہت آگے نکلے ہوئے ہیں۔ ان کی بیعت کا واقعہ حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ مؤرخہ 27 فروری 2009ء میں ان الفاظ میں بیان فرمایا:

”ایک کُرد مسلمان، قاسم دال کلچ صاحب جرمنی میں ہیں وہ اپنی جرمن بیوی اور تین بیٹیوں کے ساتھ جماعت کے تبلیغی سٹال پہ تشریف لائے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر سے بات شروع ہوئی اور خوب غصّہ سے بولے کہ حضرت رسول کریم ﷺ کے بعد کون آ سکتا ہے۔ پندرہ منٹ کی بحث کے بعد آخر ہمارے سیکرٹری تبلیغ نے ان کا فون نمبر لے لیا، چلے گئے۔ اگلے دن انہوں نے کھانے پر بلایا۔تبلیغی نشست ہوئی۔ انہوں نے کتابیں بھی دیں۔ دو دن کے بعد ان کا فون آیا کہ مَیں نے کتابیں نہیں پڑھیں اور مَیں نے وہ کتابیں جلا دی ہیں کیونکہ مجھے مولویوں نے یہی کہا ہے کہ ان کی کسی قسم کی چیز پڑھنی بھی نہیں ہے۔خیر انہوں نے ان کو کہا کہ ٹھیک ہے، نہ مانیں۔ آپ جمعرات کو دوبارہ تشریف لائیں۔ دوستی تو ختم نہیں ہوسکتی۔تو خیر اس دن وہ آئے اور اس دن روزہ رکھ کے آئے ہوئے تھے کہ احمدی کے گھر سے کھانا بھی نہیں کھانا۔خیر باتیں کرتے رہے۔ باتیں لمبی ہوتی

Fortsetzung von Seite 1

Ahmadiyya Muslime - Säuberungsaktion im Zeichen der Solidarität

Die Ahmadiyya Muslim Jamaat ist eine islamische Reformgemeinde, die 1889 in Indien mit dem Ziel, den ursprünglichen Islam wieder zu beleben gegründet wurde. Unter dem Motto „Liebe für alle, Hass für keinen" stehen in zahlreichen Ländern Krankenhäuser, Schulen und andere gemeinnützige Einrichtungen der Bevölkerung zur Verfügung.

Die Jugendorganisation der Ahmadiyya Muslim Jamaat e. V., welche eine friedvolle und tolerante in über 190 Ländern vertretene islamische Reformgemeinde ist, verfügt deutschlandweit über 240 Gemeinden. Einer dieser Gemeinden ist jene im Wittlicher Stadtteil Wengerohr.

Für die Helfer begann hier der erste Tag des Jahres, bevor man sich auf dem Weg nach Wittlich machte, mit dem gemeinsamen Gebet in der Hamd-Moschee. Insgesamt beteiligten sich bei nasskaltem Wetter acht Gemeindemitglieder, ausgestattet mit Zangen und Müllsäcken der Wittlicher Stadtreinigung, am Waqar-e-Amal. „Für die tolle Zusammenarbeit mit den Stadtwerken möchte ich mich im Namen der Gemeinde ganz herzlich bedanken", berichtet Ijaz Mubashar Ahmad Zafar. Man versprach, gerne auch 2014 wiederzukommen, äußerte aber auch die Hoffnung, dass sich im kommenden Jahr vielleicht weitere Bürger an der ehrenvolle Aufgabe beteiligen. Ω

سالِ نَو کے موقع پر ہونے والے وقارِ عمل کی خبر کا تراشہ جو اخبار Eifel Mosel میں شائع ہوئی

چلی گئیں اور روزہ کی افطاری کا وقت ہوگیا اور مجبوراً ان کو وہاں روزہ افطار کرنا پڑا۔کھانا تو کھانا پڑ گیا۔ ہمارے سیکرٹری تبلیغ نے ان کو کہا کہ آپ مولوی کی باتیں چھوڑیں اور چالیس روز صاف دل ہو کے اللہ تعالیٰ کے حضور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کے بارے میں درد دل سے دعا کریں اور اس عرصہ میں کوئی تعصب نہ ہو۔ تو کہتے ہیں کہ تیسرے دن ان کا ٹیلیفون آیا اور اپنی کام کی جگہ سے آیا کہ تمہارے پاس حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کی فوٹو ہے؟ انہوں نے کہا ہاں ہے تو جواب دیا کہ میں ابھی کام چھوڑ کے آرہا ہوں۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا وجہ ہوئی ہے۔ کہتے ہیں کہ مجھے غائبانہ آواز آئی ہے کہ ثبوت کیا مانگتے ہو ثبوت تو ہم تمہیں دکھا چکے ہیں اور ساتھ ہی ان کو وہ خواب یاد دلائی گئی جس میں انہوں نے مجھے اس حالت میں دیکھا تھا کہ کسی فوج کی کمان کر رہا ہوں اور فرشتے ساتھ ہیں۔ بہرحال اس کے بعد انہوں نے پھر بیعت کر لی“۔

(الفضل انٹرنیشنل لندن جلد 16 نمبر 12 مؤرخہ 20 مارچ 2009ء صفحہ 8)

یہاں کی ایک ابتدائی احمدی مکرمہ پیٹرا فائزہ ظفر صاحبہ اہلیہ مکرم طاہر احمد ظفر صاحب ہیں۔ جو نہایت ہی مخلص اور داعیہ الی اللہ ہیں اور اپنے خاوند کے شانہ بشانہ تبلیغ میں حصہ لیتی ہیں۔ لجنہ اماء اللہ میں بھی فعال ہیں اور کسی نہ کسی رنگ میں دیگر جماعتی خدمات بھی سرانجام دیتی رہتی ہیں۔ اسی طرح مکرم قاسم دال کلچ صاحب کی جرمن اہلیہ محترمہ فرانسسکا دال کلچ صاحبہ بھی بہت مخلص خاتون ہیں اور ان کی چھ بیٹیاں بھی اپنے والدین کی طرح جماعت سے اخلاص و محبّت کا تعلق رکھتی ہیں۔ مکرم Bernard Schmidt صاحب بھی جماعت کے ایک مخلص ممبر اور مالی قربانی میں پیش پیش جرمن احمدی ہیں۔

جماعت وٹلش کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ سو مساجد کے بابرکت منصوبہ کے تحت باقاعدہ تعمیر کی جانے والی پہلی مسجد بیت الحمد اسی جماعت کے مرکزی شہر وٹلش میں ہے جس کی تعمیر 2000ء میں مکمل ہوئی۔ مسجد کی تعمیر سے قبل قریبی علاقے Salmtal میں ایک نماز سینٹر میں نمازیں ادا کی جاتی تھیں۔

جماعت وٹلش باقاعدگی سے جماعتی سٹال لگاتی رہی ہے۔ ان میں سے اکثر سٹالز Trier شہر میں لگائے گئے۔ اگست 1993ء سے تقریباً دو سال تک متواتر Luxumburg میں بھی تبلیغی سٹال لگانے کی توفیق ملی۔ اس جماعت کے مخلص داعی الی اللہ مکرم طاہر احمد ظفر صاحب ابن مکرم مولانا ظفر محمد ظفر صاحب مرحوم کو مندرجہ ذیل دیگر ممالک میں بھی تبلیغ اسلام کی توفیق ملی۔ جہاں سینکڑوں سعید روحیں حلقہ بگوش اسلام احمدیت ہوئیں، فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

Salmtal کے Regionalschule میں منعقدہ تبلیغی نشست کی یادگار تصویر (1995ء)

سال	ملک	ہمراہ جانے والے احباب
جون 1994ء	رومانیا	مکرم ڈاکٹر عبدالغفار صاحب مربی سلسلہ مکرم طارق لطیف بھٹی صاحب
اپریل 1995ء	مقدونیا	مکرم نعیم احمد ملک صاحب
نومبر 1995ء	مقدونیا	مکرم Orhan Yalniz صاحب
جون 1997ء	مقدونیا کوسوو	مکرم زکریا خان صاحب
1999ء	مقدونیا	مکرم شریف ڈروسکی صاحب
2000ء	اٹلی، کوسوو	مکرم چوہدری عزیز احمد بنگالی صاحب

2020ء میں کورونا وائرس کی وبا کے باوجود یہاں 6 تبلیغی میٹنگز منعقد ہوئیں جن میں سے 2 آن لائن میٹنگز تھیں جن میں لوگ کثیر تعداد میں شامل ہوئے۔ علاوہ ازیں 5 تبلیغی سٹالز اور 19445 فلائرز تقسیم کئے گئے۔

5 جون 2000ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا اس جماعت میں ورود مسعود ہوا۔ آپؒ نے ایک رات یہاں قیام فرمایا اور نماز ظہر وعصر پڑھا کر مسجد بیت الحمد کا افتتاح کیا۔ شام کو حضورؒ کے ساتھ سوال و جواب کی ایک نشست بھی ہوئی جس میں بہت سے جرمن مہمان شامل ہوئے۔ اس کی تفصیل مسجد کے مضمون میں دی جا رہی ہے۔

تبلیغی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ یہاں رفاہی اور فلاحی سرگرمیوں کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ شجرکاری پروگرام کے تحت پودا لگایا اور ہر سال کے آغاز پر باقاعدگی سے وقارِ عمل بھی کیا جاتا ہے جس کی خبر مقامی اخبارات میں شائع ہوتی ہے۔ جماعت کی طرف سے متعدد بار اولڈ ہومز کا بھی دورہ کیا گیا۔ اس کی خبر بھی نمایاں طور پر اخبار میں شائع ہوئی۔

2008ء میں خلافت جوبلی کے موقع پر مسجد بیت الحمد میں جرمنوں کے ساتھ ایک خصوصی پروگرام منعقد کیا گیا۔ یہ اس سلسلہ میں ہونے والا جرمنی کا پہلا پروگرام تھا۔

ان پروگراموں کے علاوہ بھی بہت سی سماجی اور سیاسی شخصیات مسجد بیت الحمد کو دیکھنے کے لئے آتی رہیں اور مسجد کے تعارف کے ساتھ ساتھ ان کو اسلام کی حسین تعلیم سے بھی آگاہ کیا گیا۔ بہت سے بزرگان دین اور علماء سلسلہ نے بھی اس جماعت کا دورہ کیا اور اپنے علم وعرفان اور دعاؤں سے نوازا۔ محترم نیشنل امیر صاحب اور ہدایت اللہ ہبش صاحب مرحوم اکثر یہاں تشریف لا کر تبلیغی مجالس منعقد کرتے رہے۔ ان کے علاوہ مکرم حلمی شافعی صاحب مرحوم، مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب مرحوم، مکرم محمد اسماعیل منیر صاحب مرحوم کے علاوہ بہت سے مربیان کرام یہاں تشریف لائے۔ کچھ عرصہ پہلے تک جماعت وِٹلش کولون اور کوبلنز میں متعین مربیان سلسلہ کے ہی حلقہ تربیت میں آتی تھی تاہم 2017ء سے یہاں مکرم مولانا جاوید اقبال ناصر صاحب بطور مستقل مربی سلسلہ متعین ہیں۔

اس جماعت میں مجموعی طور پر واقفین نو کی تعداد 7 ہے اور موصیان کی تعداد 25 ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ آن لائن ملاقاتیں

ملاقات مجلس عاملہ جرمنی

جماعت احمدیہ جرمنی کے لیے 18/اکتوبر 2020ء وہ مبارک اور تاریخی دن تھا جس میں نیشنل مجلس عاملہ کے ممبران کو اپنے پیارے آقا سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ آن لائن شرف ملاقات حاصل ہوا۔

ملاقات کے آغاز میں پیارے آقا نے ازراہِ شفقت فرمایا کہ آپ سب سے اکٹھی ملاقات کیے ہوئے پورا ایک سال ہوگیا ہے۔

عشاق تو اپنے آقا کی جدائی میں تڑپ ہی رہے تھے لیکن اس بات نے کہ پیارے حضور اپنے چاہنے والوں کے جذبات کا اس قدر خیال رکھتے ہیں سب ممبران کی آنکھوں کو نم کر دیا۔ ملاقات کے دوران حضور انور کا انداز گفتگو ایسا تھا کہ جیسے آمنے سامنے بیٹھے ہیں۔ حضور انور نے ہر ایک سیکرٹری کی اُس کے شعبہ کے حوالے سے بہت تفصیل سے رہنمائی فرمائی۔ ہر ایک کو اس طرف توجہ دلائی کہ اپنے کاموں کی کُنہ کو سمجھ کر پوری لگن اور محنت سے کام کریں اور نتائج حاصل کرنے کے لیے عاجزی اختیار کرتے ہوئے اپنی سب کاوشوں کو اللہ کی طرف موڑ دیں۔

بد تر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں

ملاقات مربیان کرام جرمنی

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 15 نومبر 2020ء کو میدان عمل میں خدمت کرنے والے مربیان کرام جرمنی کو شرف ملاقات بخشا۔

حضور انور نے مربیان کرام کو نوافل کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کم از کم ایک گھنٹہ نماز تہجد پڑھنے کی نصیحت فرمائی۔

اللہ کرے کہ ہم سب پیارے آقا کی توقعات کے مطابق کام کرنے والے اور ان کے سلطان نصیر بننے والے ہوں، آمین۔ (رپورٹ: نمائندہ اخبار احمدیہ جرمنی)

مسجد بیت الحمد
وٹلش

مسجد بیت الحمد وٹلش کی تاریخ پر مشتمل یہ مضمون تاریخ کمیٹی جرمنی کے ممبران نے دستیاب ریکارڈ اور اس جماعت کے ابتدائی افراد سے انٹرویو کر کے کچھ مواد جمع اور مرتب کیا ہے جسے اس درخواست کے ساتھ شائع کیا جارہا ہے کہ اگر کسی دوست کے پاس اس کے علاوہ بھی کوئی معلومات ہوں تو براہ کرم تاریخ کمیٹی کو ارسال کر کے ممنون فرمائیں۔
یہ مضمون مکرم عرفان احمد خان صاحب، ممبر تاریخ کمیٹی جرمنی نے تیار کیا ہے، فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ (صدر تاریخ کمیٹی جرمنی)

وٹلش 20 ہزار نفوس کی آبادی پر مشتمل جرمنی کے صوبہ Rheinland-Pfalz کا ایک چھوٹا سا شہر ہے جہاں 1992ء سے جماعت قائم ہے۔

1989ء میں سو مساجد سکیم کے اعلان کے بعد جرمنی کے شمال میں خریدے جانے والے مرکز مہدی آباد کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس عظیم سکیم کا پہلا پھل قرار دیا تھا لیکن باقاعدہ طور پر مسجد بیت الحمد وٹلش میں ہی تعمیر ہوئی اور یوں سو مساجد سکیم کی پہلی مسجد تعمیر کرنے کی سعادت جماعت Wittlich کے حصہ میں آئی۔

مسجد کے لئے زمین کی تلاش کا کام جون 1997ء سے شروع کیا گیا جس میں خدا تعالیٰ نے برکت ڈالی اور جلد ہی 3500 مربع میٹر کا قطعہ زمین مسجد تعمیر کرنے کی غرض سے دو لاکھ اڑتالیس (248000) ہزار مارک میں خرید لیا گیا۔ جس کے 900 مربع میٹر رقبہ پر مسجد، مشن ہاؤس اور رہائش تعمیر کی گئی ہے۔ مسجد کی تعمیر کے ابتدائی مراحل میں مکرم طاہر احمد ظفر صاحب اور مکرم طارق احمد خان صاحب مرحوم کی کوششوں سے طے ہو چکے تو نیشنل سیکرٹری جائیداد مکرم اسماعیل نوری صاحب کی زیر نگرانی نوجوان احمدی طالب علم مکرم مسعود احمد جاوید صاحب اور مکرم قمر سلطان صاحب (جماعت مورفیلڈن) نے مسجد کا نقشہ تیار کیا۔ جس کی منظوری ایک کمپنی کی وساطت سے وٹلش انتظامیہ سے لی گئی۔

مسجد کا سنگِ بنیاد مؤرخہ 25 نومبر 1998ء کو ریجنل مبلغ سلسلہ مکرم ڈاکٹر جلال شمس صاحب (حال انچارج مرکزی ترکش ڈیسک لندن) نے رکھا۔ اس موقع پر صوبہ Rheinland-Pfalz کی تمام جماعتوں کے نمائندگان و مقامی احباب و خواتین موجود تھے۔ سب حاضرین نے اجتماعی دعا میں شرکت کی جس کے بعد خوشی کے اس موقع کے لئے تیار کی گئی مٹھائی سب حاضرین میں تقسیم کی گئی جو مکرم بشیر احمد بابر صاحب اور مکرم عبد الخالق خان صاحب نے تیار کی تھی۔ علاقائی ریڈیو پر سنگِ بنیاد کی خبر نشر کی گئی جبکہ مقامی اخبارات میں بھی خبر شائع ہوئی۔

(اخبار احمدیہ جرمنی مارچ 1999ء)

مسجد کی تعمیر کا کام ایک تعمیراتی کمپنی کی زیر نگرانی 13 ماہ تک جاری رہا۔ زیادہ تر کام وقارِ عمل کے ذریعہ ہوا جس میں مقامی جماعت کے ممبران کے علاوہ Koblenz, Neuendorf, Neuwied, Montabaur, Prüm, Bad Marienberg, Groß- Gerau, Köln, Bad Breißig,

MOSEL-ZEITUNG Trierischer Volksfreund · Nr. 293 · Mittwoch, 16. Dezember 1998 · Seite 17

Ahmadis bauen erste Moschee in der Region

Die muslimische Religionsgemeinschaft ist in Pakistan gesetzlich verboten – In Wengerohr entsteht ein Gotteshaus für 800 Gläubige

Von unserer Mitarbeiterin
MELANIE SPINDLER

WITTLICH-WENGEROHR. Mit einem Plan in der Hand steht Saeed Gessler am Rand der Baustelle und begutachtet die Fortschritte. Der Architekt ist aus Stuttgart angereist, weil er die Bauleitung für ein Objekt inne hat, mit dem sich die Gemeinde der Ahmadis einen lange gehegten Wunsch erfüllt.
Auf einem ehemaligen Firmengelände, rechter Hand am Ende der Werkstraße, baut die Gemeinde an einer Moschee für ihre rund 800 Mitglieder in der Region.
Über die religiöse Minderheit unter Muslimen, die in Pakistan seit den 60er Jahren gesetzlich verboten ist, hat der TV bereits berichtet. Erst vor kurzem machte das Heimatland vieler Ahmadis wieder von sich reden, weil Ministerpräsident Nawaz Sharif verkündete, die Rechtsprechung solle künftig nach den Gesetzen der islamischen Scharia erfolgen. Steinigen und Handabhacken inclusive. 12 Millionen Ahmadis leben in der ganzen Welt; viele sind als politisch Verfolgte in Deutschland anerkannt.
Bisher bot die Bürgerhalle in Trier Raum für das Freitagsgebet der Gläubigen von zwölf Gemeinden an Rhein und Mosel. Diese Übergangslösung soll nun Mitte nächsten Jahres wegfallen können, wenn das neue Gotteshaus steht.
Der Grundstein wurde Ende November gelegt. 25 Meter lang und 13 Meter breit wird die Moschee werden. Im Untergeschoß und den zwei Stockwerken finden Betsäle und separate sanitäre Anlagen für Männer und Frauen Platz. Jugendraum und Besprechungszimmer und eine kleine Bibliothek werden Raum für das kulturelle und soziale Leben schaffen. Und eine Wohnung für den Imam, den Vorbeter der Gemeinde, ist auch integriert. Eine kleine Kuppel wird aufs Dachteil über dem Betraum gesetzt. Doch das Minarett, der eigentliche Turm der Moschee (auf dem der Azan, der Ruf zum Gebet erschallt), wird in Wengerohr wenige Meter neben dem Gebäude nur symbolisch aufgestellt.
„In der Regel wird in Deutschland nicht zugestimmt, daß zum Gebet gerufen wird. Ausnahmen gibt es aber in Großstädten, beispielsweise in Berlin, wenn die Mehrheit der Anwohner einer Moschee aus Muslimen besteht", erklärt Gessler. Besonderen Wert legte er bei der Planung auf ökologische Maßstäbe: Eine Zisterne dient der Sammlung von Regenwasser, Kollektoren auf dem Dach des Gebäudes werden die Sonnenenergie speichern. Finanziert wird der Bau von der Gemeinde. Dadurch, daß die Ahmadis nur teilweise mit Firmen zusammenarbeiten und größtenteils selbst werkeln, sollen die Kosten so gering wie möglich gehalten werden. Saeed Gessler schätzt die Gesamtsumme auf bis zu 900 000 Mark.
Bei der Konstruktion handelt es sich um ein Selbstbausystem, das halb in Zement gebunden ist, wie Polier Rasim Unger, der dem Bauleiter zur Seite steht, erklärt. Sieben Arbeiter aus vier Nationen arbeiten gerade auf der Baustelle. Sie leben in Wittlich, wechseln sich aber mit einer gleichstarken Truppe wöchentlich ab. Die Helfer der anderen Schicht kommen aus Stuttgart, Kassel und Koblenz extra hierher und wohnen in einem Mietzimmer in der Nachbarschaft. Tahir Achmed Zafar, Gemeindevorsitzender der Region und wohnhaft in Dörbach, fehlt natürlich nicht bei der Beschäftigung.
„Hier entsteht unsere erste Moschee in der Region. Sie wird für uns Betstätte und Regionalcenter sein", meint er stolz. „Ich möchte auch direkt sagen, daß sie für alle Menschen und Religionen offenstehen soll. Denn das Prinzip unseres Glaubens lautet Liebe für alle, und das soll hier auch praktisch umgesetzt werden." Besonders dankbar ist er der Stadt und der Baubehörde Wittlich für ihre Unterstützung. „Der Antrag ging ganz schnell. Auch die Nachbarn in Wengerohr haben wir gefragt, ob sie mit unserem Vorhaben einverstanden sind: Alle waren sehr freundlich. Es gibt keine Probleme."
Mitte März soll das Dach drauf sein. „Bis die Moschee aber bezugsfertig ist, kann es noch dauern, schätzt er." Eine kleine Sportanlage soll dann noch auf dem Vorplatz entstehen. Und im hinteren Bereich des Geländes, der für die Frauen bestimmt ist, soll außerdem eine Terrasse mit Spielplatz angelegt werden. Da wollen die weiblichen Ahmadis, die beim Rohbau nicht mitmachen dürfen, sich dann aber auch gestalterisch einbringen. „Beim Innenausbau wollen wir schon mitmachen, denn das Miteinander ist wichtig", erklärt Tahirs Ehefrau Petra, die heute Faiza heißt und Ansprechpartnerin für die Ahmadi-Frauen ist, mit Nachdruck.

Die Moschee wird in Eigenarbeit errichtet. Foto: Mike D. Winter

Kompletter Service rund um Ihre Zeitung im
PRESSE-CENTER BERNKASTEL
Trierischer Volksfreund

Kassel, Trier, Koblenz اور Kiel کے احباب جماعت نے تعمیراتی مراحل میں ہاتھ بٹایا۔ مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے متعدد بار خود تشریف لا کر تعمیراتی کاموں کا جائزہ لیا۔حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ نے بھی اپنے خط بتاریخ13نومبر 1998ء کومسجد کے تعمیراتی کام پرخوشنودی کااظہارفرماتے ہوئے دعاؤں سے نوازا۔

مقامی اخبارTrierischer Volksfreund نے 16 دسمبر1998ءکی اشاعت میں 5 کالمی خبرمسجدکی تعمیر کے کام کی تفاصیل اور احباب جماعت کے وقارِعمل کی خبر کو اشاعت کی زینت بنایا۔اس خبر کاخلاصہ درج ذیل ہے۔

”جماعت جرمنیWittlich کےلوگوں کی ایک عرصہ سے خواہش تھی کہ عبادت کے لئے مسجد تعمیر کریں۔انتظار کا وقت اب گزر چکا ہے اورممبران جماعت 800 افراد کے عبادت بجا لانے کے لئے مسجد تعمیر کر رہے ہیں۔ ابھی تک علاقہ میں رہنے والے احمدی Trier شہر کے Bürgerhaus میں جمعہ کی نماز ادا کر رہے ہیں۔ Rhein-Mosel میں 12 جماعتیں ہیں۔ نومبر میں مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا گیا تھا۔ اب 25 میٹر لمبی اور 13میٹر چوڑی مسجد تعمیر ہو رہی ہے۔جس کی دو منزلیں ہیں۔ گو تعمیراتی فرموں سے بھی مدد لی جا رہی ہے لیکن تعمیر کا زیادہ کام جماعت کے ممبران خود کر رہے ہیں تا کہ مسجد کی تعمیر پر خرچ کم آئے۔ قاسم Unger کے ساتھ چار قومیتوں کے 7 نوجوانوں کو میں نے کام کرتے دیکھا۔ Koblenz,Kassel اور Stuttgart سے لوگ یہاں آ کر تعمیر میں مدد فراہم کرتے ہیں۔ کمرے کرایہ پر لے کر رہائش پذیر ہیں۔ یہ اس علاقے میں ان کی پہلی مسجد ہے۔خواتین جو تعمیر کے کام میں حصہ نہیں لے سکتیں وہ تعمیر کے بعد مسجد کی اندرونی سجاوٹ میں ہاتھ بٹائیں گی۔

(Trierescher volksfreund Nr.293 16.Dez1998 Seite 17)

خصوصی تقریب

تعمیر مکمل ہونے پر ایک خصوصی تعارفی تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ اس تقریب میں مقامی جرمن مہمانوں کو مسجد کے افتتاح کی نسبت سے مدعو کیا گیا تھا تاہم اس کا باقاعدہ افتتاح حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ نے فرمایا جس کی تفصیل آئندہ صفحات میں پیش کی جا رہی ہے۔

مسجد کی خصوصی تقریب کے لئے 9 جنوری 2000ء کی تاریخ مقرر کی گئی تھی جس کے لئے خصوصی دعوت نامہ پرنٹ کر کے مہمانوں کو ارسال کیا گیا۔ چنانچہ 9 جنوری 2000ء کو مکرم مولانا حیدر علی ظفر صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے نماز ظہر وعصر پڑھائیں۔ نماز کی ادائیگی کے بعد مہمانوں کے ساتھ تقریب کا آغاز ہوا جس میں مختلف قومیتوں کے 600 سے زائد افراد شامل تھے۔ تلاوت قرآن کریم اور ترجمہ کے بعد مکرم عبداللہ واگس ہاوزر صاحب نیشنل امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے جماعت کا تعارف اور مسجد کی تعمیر کے مراحل سے مہمانوں کو آگاہ کیا۔اس موقع پر وٹلش شہر کے میئر جناب Hagedon نے اپنی مختصر تقریر میں کہا کہ آج سے 90سال قبل اسی شہر میں ایک یہودی عبادت گاہ کا سنگِ بنیاد رکھا گیا تھا۔ تاریخ نے ہمیں بہت کچھ سکھایا ہے۔ اب مختلف نقطہ نظر کے لوگ اور مختلف مذاہب کو

مسجد بیت الحمد وٹلش کی تعمیر مکمل ہونے پر مقامی مہمانوں کے ساتھ 09 جنوری 2000ء کو منعقد ہونے والی خصوصی تعارفی تقریب کا منظر

ماننے والے ایک ہی جگہ پُر امن طور پر رہ سکتے ہیں۔قریبی گاؤں کے میئر Holkenbrink اور صوبائی اسمبلی کے ممبر یوہانس برگ نے بھی اس موقع پر سٹیج پر تشریف لا کر اپنے خیر سگالی کے جذبات کا اظہار کیا۔ اس تقریب میں 600 سے زائد مہمانوں نے شرکت کی جن میں بڑی تعداد میں معززین شہر، وکلاء، جج صاحبان، ڈاکٹر اور تدریس کے شعبہ سے تعلق رکھنے والی شخصیات شامل تھیں۔ اس موقع پر مکرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب نے بھی مسیحؑ کی آمد اور اس بنا پر مسلمان فرقوں کی طرف سے جماعت احمدیہ کی مخالفت کا تفصیل سے ذکر کیا۔ دعا کے بعد معزز مہمانوں کی خدمت میں دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا۔اس موقع پر بہت سارے مہمان اپنے ساتھ تحائف لے کر آئے تھے جو انہوں نے محترم نیشنل امیر صاحب جرمنی کو پیش کئے۔محترم امیر صاحب نے بھی مہمانوں کی خدمت میں قرآن کریم مع جرمن ترجمہ اور دیگر جماعتی کتب پیش کیں۔

خوشی کے اس پُر مسرت موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے احباب جماعت کے نام درج ذیل مضمون پر مشتمل خط انگریزی زبان میں بھجوایا۔

آپ کی طرف سے مسجد کی تعمیر مکمل ہونے اور اس کے افتتاح کی اطلاع ملی، الحمد للہ۔ بہت خوشی کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ اس تقریب کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور یہاں توحید کا پرچم لہراتا رہے۔مسجد نمازیوں سے بھر جائے اور مخلصین کے اموال اور نفوس میں غیر معمولی برکت ہو۔میری طرف سے عاملہ اور ممبران جماعت کو بہت بہت محبت بھرا سلام اور عید مبارک، ماشاءاللہ۔(اخبار احمدیہ جرمنی فروری 2000ء)

خدا تعالیٰ کے فضل سے مسجد بیت الحمد کے افتتاح کی خبر کو اخبارات نے نمایاں طور پر شائع کیا۔صوبائی ریڈیو نے محترم امیر صاحب معزز مہمانان و دیگر افراد جماعت کے انٹرویوز کو 10 بار نشر کیا۔معروف ٹی وی SW3 نے 5 سے 7 منٹ کی خبر کو ایک سے زائد بار اپنی نشریات کا حصہ بنایا۔

(الفضل انٹرنیشنل 4 فروری 2000ء صفحہ 16)

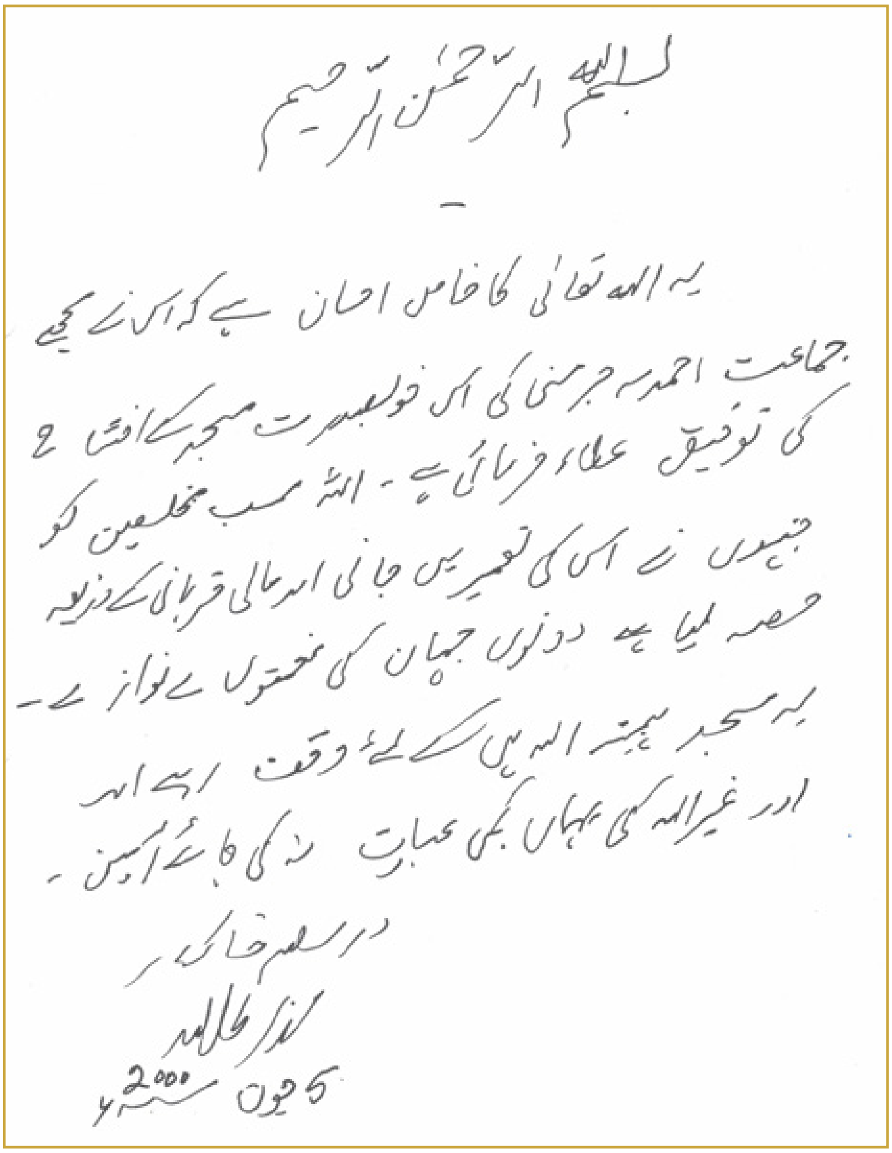
بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص احسان ہے کہ اس نے مجھے جماعت احمدیہ جرمنی کی اس خوبصورت مسجد کے افتتاح کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اللہ سب مخلصین کو جنہوں نے اس کی تعمیر میں جانی اور مالی قربانی کے ذریعہ حصہ لیا ہے دونوں جہان کی نعمتوں سے نوازے۔ یہ مسجد ہمیشہ اللہ ہی کے لئے وقف رہے اور اور غیر اللہ کی یہاں کبھی عبادت نہ کی جائے۔ آمین

والسلام خاکسار
مرزا طاہر احمد
5 جون 2000ء

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا ورود مسعود

اپنے دورہ جرمنی 2000ء کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ مسجد بیت الحمد وٹلش میں بھی تشریف لائے اور ایک رات قیام بھی کیا۔حضورؒ 5 جون 2000ء کی سہ پہر مع قافلہ فرانکفرٹ سے بیت الحمد وٹلش پہنچے تھے۔حضورؒ کے استقبال کے لئے وٹلش کے علاوہ ریخن Rhein-Mosel کی تمام جماعتوں کے احمدی مرد وزن موجود تھے۔حضورؒ نے اپنی آمد کے فوراً بعد ملحقہ دفاتر کا معائنہ فرمایا اور پونے چھ بجے ظہر وعصر کی نمازیں پڑھائیں۔ ساڑھے سات بجے حضور تبلیغی نشست کے لئے مہمانوں کے درمیان تشریف فرما ہوئے اور 9 بج کر دس منٹ تک یہ بابرکت مجلس جاری رہی۔ اس مجلس میں شامل 62 مہمانوں میں سے 38 جرمن تھے۔ اس نشست میں حضورؒ کی تشریف آوری سے قبل محترم ہدایت اللہ ہبش صاحب نے مہمانوں کو میٹنگ کے مقاصد اور پیارے آقا کا اور جماعتی تعارف کروایا۔ اسی دوران کچھ بچیوں نے جرمن نظم پیش کی۔ میٹنگ کے مقررہ وقت ساڑھے سات بجے سے قبل ہی پیارے آقا حضورؒ تشریف لے آئے اور میٹنگ کا باقاعدہ آغاز حضورؒ نے تلاوت قرآن کریم سے کروایا جو کہ مکرم ملک جلال الدین صاحب نے کی اور اس کا جرمن ترجمہ مکرم سعید گیسلر صاحب نے کیا اور اس کے بعد حضورؒ مہمانوں سے مخاطب ہوئے۔ جرمن میں رواں ترجمہ مکرم ہدایت اللہ ہبش صاحب کرتے رہے۔ پردہ، عیسائیت، قرآن کریم کے بارہ میں دلچسپ سوالات ہوئے اور ان کے حضور اقدسؒ نے مدلل جوابات دیئے۔ حضور کے رہائش گاہ پر تشریف لے جانے کے بعد مہمانوں

کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ پونے دس بجے رات حضورؒ کی اقتداء میں نماز مغرب وعشاادا کی گئیں۔

6 جون کو حضورؒ نے نماز فجر پڑھائی۔ 9 بج کر 30 منٹ سے دوپہر 12 بجے تک احباب جماعت کو حضورؒ سے انفرادی ملاقات کی سعادت نصیب ہوئی۔ ملاقاتوں کے بعد رہائش گاہ جانے سے قبل حضورؒ نے مشن ہاؤس میں موجود احباب کو شرف مصافحہ بخشا۔ تھوڑی دیر بعد حضورؒ فرانکفرٹ واپس روانگی کے لئے رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور اجتماعی دعا کروانے کے بعد قافلہ روانہ ہوا۔ اپنے اس بابرکت دورہ کو حضورؒ نے مسجد بیت الحمد کا افتتاح قرار دیا اور گیسٹ بک میں یادگاری تحریر رقم فرمائی جس کا عکس گزشتہ صفحہ پر موجود ہے۔ اس دورہ کے دوران ڈیوٹیوں کے فرائض مکرم مبارک احمد شاہد صاحب نے بحیثیت ریجنل قائد اپنی ٹیم کے ہمراہ سرانجام دیئے۔

وقارِعمل

مسجد بیت الحمد کی تعمیر کے دوران جماعت Wittlich اور ریجن Rhein-Mosel کے جن احباب وخواتین نے مسلسل وقارِعمل میں حصہ لے کر تعمیر کے مراحل میں مدد فراہم کی، ان میں مکرم Kasim Dalklic صاحب، مکرم افتخار احمد صاحب، مکرم فاروق احمد صاحب، مکرم عنصر احمد بھٹی صاحب، مکرم بشیر بابر صاحب، مکرم طاہر محمود صاحب، مکرم نعیم احمد صاحب، مکرم محمد اسلم صاحب، مکرم ثناءاللہ صاحب، مکرم رفیق احمد صاحب، مکرم عزیز احمد صاحب، مکرم مشتاق احمد صاحب، مکرم صداقت احمد صاحب (امریکہ، حال جرمنی)، مکرم منور احمد باجوہ صاحب (سابق صدر Montabauer مع افراد جماعت)، مکرم شیخ قمر احمد صاحب مرحوم، مکرم جاوید احمد صاحب، مکرم طاہر احمد صاحب، مکرم محمد احسن صاحب (حال یوکے)، مکرم شاہد جمیل صاحب، مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب (جماعت Bad Marienberg)، مکرم طاہر احمد ظفر صاحب، مکرم طارق احمد خان صاحب مکرم مبشر محمود ساجد صاحب (کولون)، مکرم راناجاوید صاحب، مکرم خواجہ نصراللہ صاحب، مکرم حمید نصراللہ صاحب (Kiel)، مکرم عبدالرحمٰن صاحب (Kassel)، مکرم نصیر احمد شاد صاحب (Koblenz)، مکرم شیخ قمر احمد صاحب مرحوم، مکرم شیخ ظفر احمد صاحب (Koblenz)، مکرم مبارک احمد شاہد صاحب (حال صدر انصاراللہ جرمنی) اور مکرم بشارت احمد صاحب (حال یوکے) شامل ہیں۔

لجنہ اماءاللہ کی طرف سے مسجد میں وقارعمل کے لئے آنے والوں کے لئے کھانا تیار کرنے اور دیگر امور کی سرانجام دہی میں محترمہ فوزیہ ارشد صاحبہ، محترمہ پیٹرا فائزہ ظفر صاحبہ اور محترمہ نسرین شاد صاحبہ نے نمایاں خدمت کی توفیق پائی۔ اس دوران مرکز کی طرف سے مکرم قاسم انگر (Qasim Unger) صاحب وقارِعمل کی نگرانی کے لئے مقرر تھے۔ موصوف نے تمام عرصہ کے دوران نہایت ذمہ داری اور محنت کے ساتھ یہ خدمت سرانجام دی۔

مالی قربانی

مسجد کی تعمیر کے لئے جماعت وٹلش اور ریجن کی تمام جماعتوں کو مالی قربانی کرنے کی توفیق ملی البتہ مکرم محمد خالد اظہر صاحب، مکرم طاہر احمد صاحب نے ایک ایک ہزار مارک نقد، مکرم محمد یونس صاحب نے ایک خوبصورت قالین جبکہ لجنہ اماءاللہ Montabauer نے کھانے کے برتنوں کے چار سیٹ پیش کرنے کی توفیق پائی، الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ ان سب قربانی کرنے والوں کی قربانیوں کو قبول فرمائے، آمین۔

مسجد کی عمارت دو ہالز پر مشتمل ہے۔ ہر ہال میں دوسو افراد کے نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے۔ تہ خانے میں ایک ہال تقریبات کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ چار دفاتر، دعوت الی اللہ روم، میٹنگ روم، کچن، باتھ، ایم ٹی اے سٹوڈیو اور پانچ کمروں پر مشتمل مربی سلسلہ کے لئے رہائش کی سہولت موجود ہے۔ مسجد کی چھت پر شیشے کا گنبد رات کو بجلی کے قمقموں سے روشن بہت بھلا معلوم ہوتا ہے۔

اس مسجد کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ 25/اپریل 2020ء کو یہاں سے لاؤڈ سپیکر پر اذان دی گئی جو مسجد کے گردونواح میں سنی گئی۔ اس کی خبر بھی مختلف اخبارات اور سوشل میڈیا پر نشر ہونے سے جماعت کا مزید تعارف ہوا۔

وقارِعمل میں حصہ لینے والے افراد جماعت نیشنل امیر صاحب جرمنی کے ہمراہ

وضو اشکوں سے کرنا تو نمازِ عشق ادا کرنا
خدا والوں کی سنت ہے کہ یوں یادِ خدا کرنا

نہیں یہ بس میں فرزانوں کے دیوانوں کا شیوہ ہے
مثالِ شمع تاریکی میں صبح تک جلا کرنا

خدا نے اِنِّي مَعَكَ نوشتوں میں کہا جس کو
اسی کا کام ہے خطرات میں بھی جا لڑا کرنا

خدا کے فضل کا مورد یقیناً بن گیا ہو گا
غلامانِ مسیحؑ وقت کا حمد و ثناء کرنا

ظفر ہم پہ عنایات و کرم احسان ہے ورنہ
بھلا ممکن کہاں ہے بندگی کا حق ادا کرنا

(مبارک احمد ظفر۔اسلام آباد ٹلفورڈ)

Das Oberlandesgericht in Frankfurt am Main

https://de.wikipedia.org/wiki/Datei:OLG_Frankfurt.png

ماہر سماجیات ڈاکٹر Necla Kelek کے خلاف عدالتی کیس میں

احمدیہ مسلم جماعت کی کامیابی

تحریر: مکرم ڈاکٹر نوید علی منصور صاحب۔ چیئرمین احمدیہ مسلم وکلاء ایسوسی ایشن جرمنی

جرمن سے اردو ترجمہ: محترمہ شگفتہ سلیم صاحبہ Nauheim

ستمبر 2017ء میں ماہر سماجیات Necla Kelek نے جرمن ریڈیو Deutschlandfunk کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے احمدیہ مسلم جماعت (AMJ KdöR) کے خلاف کئی غلط الزامات لگائے۔ جس پر جماعت احمدیہ نے ان کو توجہ دلائی مگر جب انہوں نے الزامات واپس لینے سے انکار کیا تو مجبوراً جماعت کو ان کے خلاف عدالتی کارروائی کرنی پڑی۔ صوبہ ہیسن کی عدالت عالیہ Oberlandesgericht Frankfurt نے ڈاکٹر Necla Kelek کو دو بیانات واپس لینے کے لئے پابند کیا اور ان بیانات کو مزید پھیلانے سے منع کیا اور کہا کہ اگر وہ باز نہ آئیں تو ان کو 250,000.00 یورو تک جرمانہ یا چھ ماہ تک قید ہوسکتی ہے اور اس حرکت کو دہرانے کی صورت میں دو سال تک قید کی سزا بھی ہوسکتی ہے۔ اس سے قبل Landgericht Frankfurt نے دو نکات پر جماعت احمدیہ کے حق میں فیصلہ دیا تھا جس میں Necla Kelek صاحبہ پر یہ پابندی عائد کی تھی کہ وہ جماعت احمدیہ کے خلاف اس قسم کا پراپیگنڈا نہ کریں کہ جماعت احمدیہ اسلامی تعلیمات کو قطع نظر سیاق وسباق کے لفظ بلفظ نافذ کرنا چاہتی ہے۔

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جماعت احمدیہ مسلمانوں کی اصلاح کے لئے قائم کی گئی تحریک کے طور پر پہچانی جاتی ہے اور ہمیشہ سے نہایت مضبوط بنیادوں پر مبنی اسلامی تعلیمات پیش کرتی ہے۔ اس کے بانی حضرت مرزا غلام احمدؑ کا اصل مقصد یہی تھا کہ مذہبی تعلیمات کو کسی بھی قسم کے سیاسی اثرات سے پاک رکھا جائے اور اسلام کی تعلیم کو تبدیل کرنے کی بجائے اس کی بنیادوں پر قائم رہتے ہوئے ایک پر امن، تشدد سے پاک قرآن کریم کی وہ تفسیر پیش کی جائے جو الٰہی منشاء کے مطابق ہو اور ہر زمانہ کے مسائل کے حل کے لئے راہنمائی کرنے والی ہو۔ اس ضمن میں احمدیہ مسلم جماعت نے کئی جلدوں پر مبنی قرآن کریم کی تفاسیر شائع کی ہیں اور کئی زبانوں میں قرآن کی تفسیر سے متعلق لٹریچر اور اس کی تعلیم پوری دنیا کی لائبریریوں میں موجود ہے۔ چونکہ Landgericht Frankfurt کا فیصلہ پورے طور پر جماعتی مؤقف کے مطابق نہیں تھا اور ڈاکٹر Kelek صاحبہ بھی مفاہمت کے لئے تیار نہیں تھیں۔ لہٰذا جماعت کو عدالت عالیہ Oberlandesgericht Frankfurt میں اپیل دائر کرنا پڑی۔ چنانچہ عدالتِ عالیہ نے Landgericht Frankfrut کے فیصلہ کو خارج کرتے ہوئے مندرجہ ذیل دو نئے نکات کے بارہ میں جماعت احمدیہ کے حق میں فیصلہ دیتے ہوئے Necla Kelek صاحبہ کو جماعت احمدیہ کے خلاف ایسے غلط اور بے بنیاد الزامات پھیلانے سے منع کر دیا ہے۔

اوّل یہ کہ جماعت احمدیہ کی مساجد صرف اور صرف مردوں کے لئے ہیں۔

دوم یہ کہ جماعت احمدیہ اپنے سیاسی ایجنڈے کو آگے بڑھانے کے لئے اپنی حیثیت کو استعمال کر رہی ہے۔

فیصلہ سناتے ہوئے عدالتی بینچ نے کہا کہ Kelek صاحبہ کا موقف جو انہوں نے جرمن ریڈیو کو دیئے گئے انٹرویو میں پیش کیا تھا کہ ’جماعت احمدیہ جرمنی میں سیاسی مقاصد کے لئے کوشاں ہے‘، ان کے عدالتی بیان نہ ہی ان کی طرف سے پیش کئے گئے شواہد سے ثابت ہوتا ہے۔ اس اعلیٰ عدالتی فیصلہ نے اس بات کی بھی تصدیق کی کہ جماعت احمدیہ کا ہرگز Political Islam سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ ڈاکٹر Kelek صاحبہ کے الزامات پر تبصرہ کرتے ہوئے عدالت نے اپنے فیصلہ میں زور دیتے ہوئے یہ بھی کہا کہ ڈاکٹر Kelek صاحبہ کو اس الزام کا ثبوت دینا چاہیے تھا کہ جماعت احمدیہ سیاسی مقاصد کی حمایت کرتی ہے۔ مگر ان کے پاس اس بات کا کوئی ثبوت نہیں۔ دونوں عدالتی فیصلوں سے یہ بھی ظاہر ہوگیا ہے کہ Kelek صاحبہ کے بیانات کی کوئی قانونی، تحقیقی اور ٹھوس علمی حیثیت نہیں ہے اس لئے ان الزامات کا شمار آزادی رائے کے زمرے میں نہیں آتا۔ کیس کے دوران ظاہر ہوا کہ Necla Kelek صاحبہ نہ تو اسلام آئیڈیالوجی کی ماہر ہیں اور نہ ہی جرمن ریڈیو کے ساتھ انٹرویو میں جو معلومات انہوں نے پیش کیں وہ کسی معتبر ذریعہ سے حاصل کی گئی تھیں اور نہ ہی ان میں کوئی سچائی ہے۔ Necla Kelek صاحبہ نے خود بھی اس بات کا تحریراً اعتراف کیا کہ انٹرویو میں انہوں نے قیاس آرائی سے کام لیا تھا اور ان کی باتیں عام، غیر مصدّقہ ہونے کے ساتھ ساتھ مبنی بر حقائق نہیں تھیں۔ عدالتی کارروائی کے دوران دلچسپ صورتِ حال اُس وقت پیش آئی جب Kelek صاحبہ نے اپنے آپ کو ایک انعام یافتہ، کوالیفائیڈ پی ایچ ڈی ڈگری ہولڈر، ماہر سماجیات، آزاد صحافی اور مصنف کے طور پر ظاہر کرتے ہوئے اپنی صفائی پیش کرنے کے لئے “layperson's Privilege” کا سہارا لیا جو ایک قانونی اصطلاح ہے جس میں لاعلمی کی بناء پر سزا سے بچنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

یاد رہے کہ جماعت احمدیہ پہلی اور اب تک کی واحد مسلمان تنظیم ہے جسے جرمنی میں سرکاری طور پر KdöR (Körperschaft des öffentlichen Rechts) کا درجہ حاصل ہے۔ جرمنی کے ایک ماہر قانون دان، سیاسی فلاسفر اور سابق وزیر قانون پروفیسر ڈاکٹر گیرھارڈ روبرس (Gerhard Robbers) نے بھی جماعت احمدیہ جرمنی کے جلسہ سالانہ 2013ء کے موقعہ پر ایک مباحثہ کے دوران کہا تھا کہ جماعت احمدیہ پبلک آرڈر کا ایک بہت اچھا نمونہ ہے۔ جرمنی کے قوانین کی طرح اسلامی تعلیمات میں بھی آزادی رائے کی اہمیت ہے۔ مگر اس کی آڑ میں نام نہاد "Islam Experts" کو جھوٹ بولنے اور مبینہ طور پر خلاف قانون دروغ گوئی کرنے اور غلط بیانات پھیلانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

ایسی نام نہاد آزادی رائے کو دائیں بازو کی قوتیں اسلام، غیر ملکی افراد اور جمہوری نظام کے خلاف اپنے ناجائز مفاد کے لئے استعمال کرتی ہیں اور معاشرہ میں عدم استحکام کا باعث بنتی ہیں۔ آجکل منافقانہ نظریات، غلط معلومات، افواہوں اور نفرت انگیز تقاریر کا دور دورہ ہے۔ علمی لبادہ اوڑھ کر منفی پراپیگنڈا عام ہو چکا ہے۔ لہٰذا عدالتوں کی طرف سے اس رویہ کی حوصلہ شکنی کی اہمیت مزید بڑھ گئی ہے۔ جمہوریت کی بنیاد پر قائم ملک میں بنیادی حقوق کی آڑ میں جھوٹ، نفرت اور اشتعال انگیزی پھیلانے والوں کا مقابلہ کرنا ضروری ہے۔ جماعت احمدیہ پہلے بھی اور مستقبل میں بھی کھل کر اور غیر جانبدارانہ ماحول میں بات چیت کرنے کے حق میں ہے، چاہے موضوع کتنا ہی متنازع کیوں نہ ہو۔ اس لئے جماعت احمدیہ کے دروازے ڈاکٹر Necla Kelek صاحبہ کے لئے بھی باہمی مذاکرات اور بات چیت کے لئے کھلے ہیں۔

آخر پر خاکسار اپنے جملہ ساتھی وکلاء کے لئے درخواست دعا کرنا چاہتا ہے جنہوں نے قربانی، ایثار اور اخلاص کا مظاہرہ کرتے ہوئے بڑی بہادری اور جرأت کے ساتھ یہ مقدمہ لڑا اور جیتا، الحمدللہ۔

جماعت کے ان نوجوان اور مخلص وکلاء نے نہایت محنت اور قابلیت سے یہ مقدمہ تیار کر کے عدالتوں میں پیش کیا اور جماعت کے موقف کا کامیاب دفاع کرنے کے ساتھ ساتھ تبلیغ کا فریضہ بھی ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس اخلاص کی بہترین جزا دے اور ان کی ہر خدمت کو قبول فرمائے اور مزید خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے، آمین

الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دسمبر 1907ء

”میں تیرے ساتھ اور تیرے تمام پیاروں کے ساتھ ہوں۔

“انی معك یامسرور”

ترجمہ: ”اے مسرور میں تیرے ساتھ ہوں“

(بدر 19 دسمبر 1907ء صفحہ 4۔ تذکرہ طبع چہارم صفحہ 630)

کاسل جماعت کے وفد کی میئرز سے ملاقات

دوران ماہ مؤرخہ 22 ستمبر کو Witzenhausen شہر کے برگر ماسٹر جناب Daniel Herz کے ساتھ اور اسی طرح مؤرخہ 30 ستمبر کو Eschwege شہر کے برگر ماسٹر جناب Akexander Heppe کے ساتھ ایک ملاقات ہوئی۔ اس موقع پر مکرم صہیب احمد ناصر صاحب مربی سلسلہ، مکرم مبارک احمد صاحب زعیم مجلس انصار اللہ کاسل اور خاکسار موجود تھا۔ انہیں جماعت کا تعارف کروایا گیا اور دنیا بھر میں جماعت احمدیہ کی طرف سے ”امن کے قیام“ کے لئے کی جانے والی کوششوں اور مختلف پروگراموں کے انعقاد کے بارہ میں آگاہ کیا گیا۔ اسی طرح جماعت احمدیہ کی طرف سے انسانیت کی خدمت کے لئے کئے جانے والے پروگراموں کے بارہ میں بتایا گیا۔ اسی طرح نسل پرستی کے خلاف، وطن کی محبت اور ہمسایوں کے حقوق کے بارہ میں اسلامی تعلیم بتائی گئی۔ ہیومینیٹی فرسٹ، چیریٹی واک، شجر کاری مہم، تبلیغی فلائرمہم، پریس کانفرنسز اور اسلامی نمائش کے بارہ میں معلومات بہم پہنچائی گئیں۔

دوران ماہ ستمبر Kassel شہر اور قریب کے مقامات Waldau, Niestetal, Kaufungen, Vellmar, Baunatal, Fuldatal میں 19 سے زائد انصار، خدام اور 7 واقفین نو نے تقریباً 5000 سے زائد تبلیغی فلائر تقسیم کئے۔

(ساجد احمد نسیم مربی سلسلہ و صدر جماعت کاسل)

ملکی و عالمی خبریں

قمر احمد عطا

1۔کورونا وائرس کی دوسری لہر نے جرمنی کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور دوسری لہر پہلی لہر سے زیادہ شدت سے آئی ہے اور روزانہ تقریباً بیس ہزار سے زیادہ لوگ اس وائرس کا شکار ہو رہے ہیں۔ گو کہ اموات کی شرح نسبتاً کم ہے تاہم وبا کی شدت کو دیکھتے ہوئے جرمن گورنمنٹ نے سخت پابندیاں عائد کر دی ہیں اور اب ان پابندیوں کو باقاعدہ قانون کی شکل دے دی گئی ہے جس کا نام Infektionsschutzgesetz رکھا گیا ہے۔

اس قانون میں شامل چند پابندیاں درج ذیل ہیں:

مثلاً فاصلہ برقرار رکھنا، گھر کے افراد کے علاوہ دوسروں سے روابط نہ رکھنا اور دوسروں کے گھروں میں نہ جانا۔بعض شہروں کے بعض علاقوں میں ماسک پہننے کی پابندی، ہوٹلوں میں قیام پر پابندی، تقریبات پر پابندی، اسی طرح قرنطینہ کی پابندی نہ کرنے والوں کو بھی سخت جرمانے کئے جائیں گے۔ نومبر کے ماہ میں جو کرسمس بازار لگتے تھے ان کو بھی منسوخ کر دیا گیا ہے۔

2۔مندرجہ بالا قانون کے خلاف دائیں بازو کی پارٹی AFD نے سخت احتجاج کیا ہے اور 18 نومبر کو اس قانون کے خلاف دارالحکومت برلن میں جلوس بھی نکالا۔ ان کے مطابق یہ قانون بنیادی انسانی حقوق پر حملہ ہے۔

3۔ امریکن کمپنی Pfizer اور جرمن کمپنی BioTech نے مل کر کورونا وائرس کے خلاف ایک ویکسین تیار کی ہے جس کا نام BNT162b2 رکھا گیا ہے۔ اس کے بارہ میں کہا جا رہا ہے کہ یہ Covid-19 کے لئے 95فیصد کامیاب ہے۔ ابھی تک اس کی اجازت تو نہیں ہوئی مگر اب تک کئے جانے والے ٹیسٹ سے جو صورتِ حال سامنے آئی ہے اس کے مطابق یہ ویکسین 95فیصد تک کامیاب ہے اور اس کے مضر اثرات بھی بہت معمولی ہیں۔ 3.8فیصد لوگوں نے ویکسین کے بعد تھکن محسوس ہونے کی شکایت کی جبکہ دو فیصد لوگوں نے سر درد کی شکایت کی۔ اس کے علاوہ مضر اثرات ابھی تک سامنے نہیں آئے۔

4۔ جرمنی کے ایک صوبہ نارڈ رائن ویسٹ فالن کے ایک شہر Emmerich میں ڈاکو کسٹم کے دفتر سے ساڑھے چھ لاکھ یورو چرا کر فرار ہو گئے۔ پولیس کے بیان کے مطابق یہ ڈاکہ نہایت پیشہ وارانہ طریق پر ڈالا گیا۔ دیوار میں سوراخ کر کے براہِ راست تجوری تک رسائی حاصل کر کے، رقم لے کر فرار ہو گئے۔

5۔ جرمنی میں رہائش پذیر ایک لبنانی نژاد ڈاکٹر نے جرمن قومیت حاصل کرنے کی درخواست دی جو لوکل کمشنر آفس نے ردّ کر دی۔ اس فیصلہ کے خلاف اس نے اعلیٰ عدالت میں اپیل کی مگر عدالت نے بھی اس کے خلاف فیصلہ سنایا اور کہا کہ یہ شخص جرمن قومیت کا حق دار نہیں کیونکہ یہ بنیاد پرست ہے اور عورتوں سے ہاتھ ملانے سے انکار کرتا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ وہ جرمن معاشرہ سے ہم آہنگ ہونے کے لئے تیار نہیں۔

6۔ 2020ء میں جاپان میں منعقد ہونے والی اولمپک کھیلیں جو کورونا وائرس کی وبا کی وجہ سے ملتوی کر دی گئی تھیں۔ ان کھیلوں کے بارہ میں اولمپک کمیٹی نے اعلان کیا ہے کہ یہ کھیلیں اب 2021ء میں جاپان میں منعقد ہوں گی۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات و دعائے مغفرت

مکرم ملک منور احمد صاحب

خاکسار کے والد مکرم ملک منور احمد صاحب منڈیالہ وڑائچ ابن مکرم محمد عمر صاحب یکم نومبر 2020ء پاکستان میں بعمر 66سال بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

مرحوم حضرت مولوی فقیر علی صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے پوتے تھے۔حضرت مولوی فقیر علی صاحبؓ حضرت حامد علی صاحبؓ اور مکرم محمد دین صاحبؓ (پردادا مکرم حسنات احمد صاحب نائب امیر جماعت جرمنی) کے بھائی تھے۔

والد صاحب سرکاری ملازم تھے۔ نائب تحصیلدار بھی رہے۔ ملازمت کے دوران کھل کر احمدیت کی تبلیغ کرتے۔ آپ کے ایمان اور اخلاق کا ماحول پر بہت اچھا اثر تھا۔تبلیغ کی وجہ سے مخالفت بھی تھی مگر شدید مخالفت کے باوجود آپ نے اپنا آبائی علاقہ نہیں چھوڑا۔

آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے اور اپنی اولاد کو بھی اس کی پابندی سکھائی۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ سننے کو باقی تمام مصروفیات پر ترجیح دیتے تھے۔خلافت کے خادم اور وفادار تھے۔جماعت کی ہر خدمت کے لئے ہروقت تیار اور مستعد رہتے۔ دومرتبہ مقامی جماعت کے زعیم انصاراللہ بھی رہے۔ مقامی مسجد کی حفاظت کی ڈیوٹی بھی دیتے تھے۔مربیان سے محبت، اخلاص اور احترام کا تعلق تھا۔ ان کی اولاد بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے مخلص، خادمِ دین اور کسی نہ کسی رنگ میں جماعتی خدمت انجام دے رہی ہے۔ ان کی اہلیہ محترمہ تسنیم ربانی صاحبہ 30سال تک مقامی جماعت کی صدر لجنہ بھی رہیں۔

مرحوم کی نماز جنازہ غائب مؤرخہ 6نومبر 2020ء کو بیت السبوح فرانکفرٹ جرمنی میں نماز جمعہ کے بعد مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے پڑھائی۔

مرحوم نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ تین بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

(مشہود احمد۔Bad Nauheim)

محترمہ سلیماں بی بی صاحبہ

خاکسار کی نانی اماں محترمہ سلیماں بی بی صاحبہ زوجہ مکرم محمد حنیف صاحب مرحوم مؤرخہ 17/نومبر 2020ء کو گروس گیراؤ میں وفات پا گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

آپ نہایت مخلص، صوم وصلوٰۃ کی پابند اور موصیہ تھیں۔ 18نومبر 2020ء کو ناصر باغ میں نماز جنازہ ادا کی گئی جس کے بعد میت کو ربوہ لے جایا گیا جہاں بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

آپ نے پسماندگان میں تین بیٹے، 6بیٹیاں اور بہت سے پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں یادگار چھوڑے ہیں۔(شہباز احمد، سیکرٹری مال جماعت Olpe)

مکرم محمد طاہر نوید صاحب

خاکسار کے چھوٹے بھائی اور جماعت Lübeck کے ایک مخلص ممبر اور خادم دین مکرم محمد طاہر نوید صاحب ولد شیخ محمد اکرام صاحب مرحوم (نوید جنرل سٹور گولبازار ربوہ) 54 سال کی عمر میں حرکت قلب بند ہوجانے کی وجہ سے مؤرخہ 21 نومبر 2020ء کی علی الصبح Ratzeburg میں وفات پا گئے۔انا للہ و انا الیہ راجعون

آپ 22سال قبل جرمنی تشریف لائے تھے۔تب سے ہی جماعت سے وفا اور اخلاص کا پختہ تعلق تھا اور ہر خدمت انجام دینے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے۔ مقامی جماعت میں سیکرٹری مال، سیکرٹری ضیافت اور دیگر خدمات سرانجام دیتے رہے۔ وفات کے وقت بطور ایڈیشنل سیکرٹری مال Lübeck خدمت سرانجام دے رہے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔خود بھی مالی قربانی میں پیش پیش تھے اور دوسروں کو بھی اس کی تحریک کرتے تھے۔26نومبر کو ہمبرگ کے قبرستان ÖJENDORF میں جنازہ کے بعد تدفین عمل میں آئی۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بچے (ایک بیٹی اور دو بیٹے) یادگار چھوڑے ہیں۔(ریاض نوید۔ہمبرگ)

مکرم رفیق احمد رہان صاحب

خاکسار کے والد مکرم رفیق احمد رہان صاحب ابن مکرم حکیم نذیر احمد رہان صاحب سابق مربی سلسلہ مؤرخہ 24نومبر 2020ء کو مختصر علالت کے بعد بعمر 57سال بقضائے الٰہی وفات پا گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ 1990ء میں جرمنی تشریف لائے اور تادمِ حیات Reinheim میں رہائش پذیر رہے۔آپ کے بزرگ والدین غانا میں رہائش پذیر ہیں۔

مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک اور ہردلعزیز شخصیت تھے۔ دینی احکام کی پابندی، دین کے لئے غیرت، اللہ تعالیٰ سے تعلق، خلافت سے عشق، اپنوں، غیروں، چھوٹوں، بڑوں سب کے دکھ درد کا احساس اور ان کی تکالیف کو دور کرنے کی کوشش مرحوم کے نمایاں اوصاف تھے۔مرحوم موصی بھی تھے۔ آپ کو جرمنی میں مختلف جماعتی خدمات کی توفیق ملی جن میں قائد مجلس خدام الاحمدیہ، زونل قائد، صدر جماعت اور سیکرٹری وقف نَو شامل ہیں۔ وفات کے وقت مقامی جماعت کے سیکرٹری تربیت تھے۔

مرحوم کے والد مکرم حکیم نذیر احمد رہان صاحب کو 60سال سے زائد عرصہ بطور مربی سلسلہ خدمت کی توفیق ملی۔ آپ کے چھوٹے بھائی مکرم بشیر احمد رہان صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی کے نائب صدر اوّل ہیں۔ خاکسار بطور مربی سلسلہ نیشنل شعبہ تبلیغ جرمنی میں خدمت کی توفیق پا رہا ہے جبکہ چھوٹا بیٹا عزیزم انیب احمد ڈارمشٹڈٹ یونیورسٹی میں زیرِتعلیم ہے۔مرحوم کی اہلیہ کو بھی لجنہ اماء اللہ میں مختلف خدمات کی توفیق ملی۔

مرحوم کی نماز جنازہ 27نومبر 2020ء کو ناصر باغ گروس گیراؤ میں محدود شاملین کی پابندی کی وجہ سے دومرتبہ ادا کی گئی جو مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی اور ان کے بعد مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے پڑھائی۔اسی روز GROSS- GERAU- NORD قبرستان میں امانتاً تدفین عمل میں آئی۔ آپ نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے، دو بیٹیاں، نواسہ، نواسی ایک بھائی، پانچ بہنیں اور والدین سوگوار چھوڑے ہیں۔(انیق احمد مربی سلسلہ۔جماعت Dreieich)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے، آمین

يَا حَفِيظُ، يَا عَزِيزُ، يَا رَفِيقُ

يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ

محترم امیر صاحب جماعت جرمنی کا دردمندانہ پیغام

پیارے احباب جماعت!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ ساری دنیا کورونا وائرس کی دوسری لہر کی لپیٹ میں ہے اور ہمارا وطن جرمنی بھی جو اس وبا کے گزشتہ حملہ کے وقت بہت حد تک محفوظ رہا تھا، اب کی بار بہت شدت سے متأثر ہوا ہے۔ کورونا کی اِس دوسری لہر سے جرمنی میں رہنے والے احمدی بھی پہلے سے زیادہ تعداد میں متأثر ہوئے ہیں۔ اِس ساری صورتحال کے پیش نظر جرمن حکومت کی طرف سے بہت سے احتیاطی اِقدامات کا اعلان جارہا ہے۔ میری آپ سے دردمندانہ درخواست ہے کہ حکومت کی طرف سے جاری کردہ احتیاطی تدابیر پر پہلے سے زیادہ سختی سے عمل کریں۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بھی ابتداء سے ہی ارشاد فرمارہے ہیں کہ جماعت کو حکومت کی طرف سے جاری کردہ تمام احتیاطی تدابیر پر پوری طرح عمل کرنا چاہیے۔ حال ہی میں حضور انور نے ایک ملاقات کے دوران پھر یہی ارشاد فرمایا ہے۔

حکومتی ہدایات کے مطابق دو سے زیادہ گھرانوں کے افراد باہمی ملنے جلنے سے احتراز کریں۔ ہمارے ہاں ایک خاندان میں کئی کئی گھرانے ہوتے ہیں اور جب وہ ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں تو احتیاطی تدابیر پس پشت ڈال دی جاتی ہیں جس کی وجہ سے کسی ایک فرد کے بیمار ہونے کی صورت میں اُس خاندان کے بہت زیادہ افراد متأثر ہوجاتے ہیں۔

اسی طرح یہ خیال بھی درست نہیں ہے کہ اس وبا سے صرف عمر رسیدہ لوگوں کو ہی خطرہ ہے اور نوجوان متأثر نہیں ہوں گے کیونکہ اس وقت تک کئی مثالیں سامنے آچکی ہیں کہ نوجوان بھی اس وبا کا شکار ہوئے ہیں۔ اسی طرح یہ تأثر بھی غلط ہے کہ جو شخص کورونا وائرس سے ایک مرتبہ متأثر ہوجاتا ہے وہ دوبارہ اس میں مبتلاء نہیں ہوسکتا۔ ماہرین اس بارہ میں کہتے ہیں کہ اس بیماری کا حملہ دوبارہ بھی ہوسکتا ہے اس لئے احتیاطی تدابیر پر بہرصورت عمل کرنا ضروری ہے۔ ہماری مساجد میں ان حفاظتی تدابیر پر بہت اچھے طریق پر عمل کیا جارہا ہے، اسی نظم وضبط کے ساتھ گھریلو و انفرادی سطح پر بھی عمل کو یقینی بنانا چاہیے۔

کورونا کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی صورت حال سے نبٹنے کے لئے جماعت احمدیہ جرمنی نے احمدی ڈاکٹرز اور بعض دیگر ماہرین پر مشتمل سیکیورٹی اینڈ ہیلتھ کمیٹی تشکیل دی تھی جن کی کوششیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے قابل تحسین ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعاؤں پر زور دیتے ہوئے اس کمیٹی کے ساتھ بھی بھرپور تعاون کرکے اس موذی وبا کا مقابلہ کرنے میں اپنا کردار ادا کریں۔ اس کمیٹی کی طرف سے ہدایات پر مشتمل متعدد سرکلر مسلسل احباب جماعت کو بھجوائے جارہے ہیں۔ بعض لوگوں کے لئے ان سب کو پڑھنا مشکل ہوتا ہے اس لئے سوچا گیا کہ ایک صوتی پیغام سوشل میڈیا کے ذریعہ بھی بھجوایا جائے جسے ہر شخص بآسانی سن سکے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام نوع انسانی کو اس بیماری سے اپنی حفظ و امان میں رکھے، آمین۔

والسلام۔ خاکسار

عبداللہ واگس ہاؤزر۔ امیر جماعت احمدیہ جرمنی

اوپر دی گئی دعائیں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو وبائی ایام میں الہاماً سکھائی گئی تھیں، احباب سے درخواست ہے کہ وبا کے ان ایام میں ان دعاؤں کا کثرت سے ورد کریں

Monthly
Germany
AKHBAR-E-AHMADIYYA
VOL 21 | ISSUE 12 | DECEMBER 2020
ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir